بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مباحثہ راولپنڈی

مابین

جماعت احمدیہ راولپنڈی ۔ و ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

مضامین مناظرہ

۱۔ "پیشگوئی مصلح موعود"

۲۔ "خلافت اور انجمن"

۳۔ "نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام"

۴۔ "مسئلہ کفر و اسلام"

یہ مناظرہ مشترکہ اخراجات سے شروع ہو رہا ہے

سید محمد باقر خوشنویس [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مبحث و شرائط مناظرہ

مابین

جماعت احمدیہ راولپنڈی - و - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

۱- مضامین زیر بحث چار ہونگے۔ (اول) کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔ اور کیا انہوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے
(دوم) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا انکار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہیں۔
(نوٹ) اس موضوع کی ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفرین و مکذبین کے متعلق فریقین کا جو اختلاف ہے ضرور زیر بحث ہوگا
(سوم) مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو پیشگوئی ہے اس کے مصداق حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہٗ اللہ تعالےٰ) ہیں۔
(چہارم) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد انجمن کے جانشین ہونیکے علاوہ کسی فرد واحد کی خلافت کا ذکر نہیں کیا۔
(نوٹ) جماعت احمدیہ کی شش سالہ تحریرات بھی مسئلہ خلافت کے متعلق تائیدی طور پر زیر بحث ہوں گی
۲- حسب ذیل ترتیب سے مضامین زیر بحث ہونگے۔

(اول) پیشگوئی مصلح موعود (دوم) خلافت (سوم) نبوت مسیح موعود علیہ السلام (چہارم) مسئلہ کفر و اسلام	مضامین کے عنوانات وہی ہونگے۔ جو شرط ۱ میں دیئے گئے ہیں۔ یہاں صرف اختصاراً لکھے گئے ہیں۔

۳- ۲ میں جو ترتیب مضامین دی گئی ہے۔ اس میں اول و سوئم موضوع میں مدعی جماعت احمدیہ راولپنڈی اور دوئم و چہارم میں مدعی احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام راولپنڈی ہوگی۔
۴- بحث تحریری ہوگی۔ ہر موضوع پر سات پرچے لکھے جائیں گے۔ چار مدعی کی طرف سے اور تین بالمقابل فریق کی طرف سے۔ اس کے بعد وہ پرچے وقت مقررہ پر علی الترتیب باری باری پڑھکر سنائے جائینگے۔
۵- ہر ایک فریق کے مناظر کی نگرانی کے لئے فریق مخالف کا ایک نمائندہ بطور نگران موجود ہوگا جس کا فرض ہوگا۔ کہ وہ کسی سابقہ تحریر کو پرچے کے ساتھ شامل نہ ہونے دیں۔ اور نہ کسی سابقہ تحریر کی نقل کرنے دیں۔ ہاں نوٹ کردہ حوالجات دیکھکر لکھے جاسکتے ہیں۔ سابقہ تحریرات سے مراد وہ مضمون یا حصہ

مضمون ہوگا۔ جو مناظر گھر سے لکھکر لے آوے۔ حضرت صاحب کے حوالہ جات کے سوائے کسی دوسرے کی کتاب وغیرہ سے کوئی مضمون وغیرہ نقل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ مناظر اپنی ذاتی قابلیت سے جواب لکھے گا۔

۶۔ ہر پرچہ پر نگران اور مناظر اور مناظرہ کے ہر دو صدر صاحبان کے دستخط ثبت ہونگے۔

۷۔ ہر ایک مناظر اپنے پرچہ جات ہر روز بوقت ــــ لکھنا شروع کرے گا (پرچہ لکھنے کے وقت کا بعد میں مناظرین کے آنے پر فیصلہ ہو سکتا ہے)

۸۔ ہر روز کے جملہ پرچہ جات علی الترتیب ــــ سے سنائے جایا کریں گے (پرچہ جات سنائے جانیکا وقت بھی مناظرین کے آنے پر مقرر ہو سکتا ہے)

۹۔ ہر ایک فریق اپنے پرچہ کی نقل بھی اپنا پرچہ سنانے سے پہلے اسی وقت کے اندر لکھکر دوسرے فریق کو دیدیگا

۱۰۔ ہر ایک مناظر اپنے ہم عقیدہ معاونین سے مدد لے سکتا ہے۔

۱۱۔ ہر ایک مناظر فریق مخالف کے مناظر سے اپنے پرچہ میں مخالف فریق کی پیشکردہ عبارات کی تصحیح کر سکتا ہے۔

۱۲۔ ہر ایک مناظر کو اپنے پرچہ سنانے کیلئے جتنے وقت کی ضرورت ہوگی دے دیا جائیگا۔ مگر سنانیکے وقت تشریح کے لئے یا بیان کے لئے کوئی وقت نہیں دیا جائے گا۔

۱۳۔ کوئی مدعی اپنے آخری پرچہ میں کوئی نئی دلیل پیش نہیں کریگا۔ اگر ایسا کریگا۔ تو صدر صاحبان کا حق ہوگا۔ کہ اس حصے کو پرچہ سے کاٹ دیں۔

۱۴۔ ہر پرچہ کے لکھنے کیلئے ایک گھنٹہ وقت دیا جائیگا (وقت کی کمی بیشی برضامندی فریقین ہو سکتی ہے)

۱۵۔ پرچہ جات کی نقل ایسے خط میں ہوگی۔ کہ آسانی سے پڑھا جا سکے۔

۱۶۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک صدر ہوگا۔ جو ہر دو مناظران سے شرائط کی پابندی کرائیگا۔ اور تہذیب سے باہر نہیں ہونے دے گا۔

۱۷۔ مناظرہ پرائیویٹ ہوگا جس میں داخلہ بذریعہ مفت ٹکٹ ہوگا۔ اور تعداد معین ہوگی۔ (سامعین کی تعداد کا مناظرہ کی تاریخیں مقرر ہونے پر فیصلہ کر لیا جائیگا)

۱۸۔ فریقین اپنے اپنے فریق کے حفظِ امن کے ذمہ دار ہوں گے۔

۱۹۔ مقام مناظرہ ــــ (تاریخ مقرر ہونے پر مقام مناظرہ کی تعیین کر لی جائیگی)

۲۰۔ مقامِ مناظرہ پر مناظرہ کے بعد اور دورانِ مناظرہ میں کسی شخص کو بولنے یا کسی قسم کی تقریر کرنے یا شور و غل کرنے یا تالیاں بجانیکی اجازت نہ ہوگی۔ اگر کوئی ایسی حرکت کریگا۔ تو فوراً مقام مناظرہ سے باہر نکالدیا جائے گا۔

۲۱۔ مناظرہ سے پہلے فریقین پچیس پچیس روپیہ برائے طباعت مضمون مناظرہ ــــــــ کے پاس جمع کرا دیں گے (اس کا تعین برضامندی فریقین تاریخیں مقرر ہونے پر کر لیا جائے گا)

۲۲۔ بعد تکمیل مناظرہ جملہ پرچہ جات کو ہر دو فریق کے مساوی خرچ پر بغیر کسی مزید نوٹ یا حاشیہ کے طبع کرا کر شائع کر دیا جائے گا۔ اور ہر ایک فریق کو نصف نصف کاپیاں دے دی جائیں گی۔

۲۳۔ ضروری ہوگا۔ کہ تاریخ اختتام مناظرہ سے ایک ماہ تک مناظرہ کتابی صورت میں شائع ہو جائے

۲۴۔ ہر دو فریق کے مندرجہ ذیل اصحاب طباعت اور نگرانی کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ (نگرانی کرنے والے احباب مناظرہ کی تاریخیں مقرر ہونے پر نامزد کر دیئے جائیں گے)

۲۵۔ تاریخہائے مناظرہ کا تقرر ہر دو فریق اپنے اپنے مرکز سے اجازت لیکر باہمی سمجھوتہ سے کرینگے۔ اور ۱۸ جون سے ایک ماہ تک فریقین کو مناظرہ کی تاریخیں مقرر کر لینی چاہئیں۔ یہ مدت زیادہ سے زیادہ ہے اگر اجازت اس سے پہلے آ جائے۔ تو مناظرہ کی تاریخیں بھی پہلے مقرر ہو سکتی ہیں۔

۲۶۔ اگر کوئی فریق تاریخ اور وقت مقررہ پر مقام مناظرہ میں حاضر نہ ہو۔ یا مقرر کردہ مضامین میں سے کسی ایک مضمون پر بھی مناظرہ کرنے سے انکار کرے گا۔ تو مبلغ یکصد روپیہ کے ہرجانہ کا ذمہ دار ہوگا۔ اور شکست خوردہ سمجھا جائے گا۔

۲۷۔ بحث میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات۔ تقریرات اور ڈائریاں پیش ہونگی۔

(**۲۷**) ب۔ اور بحث فریقین کے مسلّمات* کی رُو سے ہوگی۔

* (۱) جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نزدیک تحریرات۔ تقاریر و ڈائریاں بدیں معنی ایک ہی درجہ رکھتی ہیں۔ اور یہ ہر سہ (تحریرات۔ تقاریر اور ڈائریاں) ایک دوسرے کی مخالف نہیں ہیں۔

(۲) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے نزدیک تحریرات کے بعد تقاریر کا بدیں معنی دوسرا درجہ ہوگا۔ کہ ہر دو (یعنی تقریریں اور ڈائریاں) تحریرات کے ماتحت کی جائیں گی۔

نوٹ:۔ اگر کوئی ایسی ڈائری یا تقریر مناظرہ میں پیش کی جائے۔ جو کہ فریق مخالف کے نزدیک تحریرات کے مخالف ہو۔ تو فریق مخالف کو تحریرات سے ثبوت دے کر اس کی تردید کرنی ہوگی۔ ۱۸-۵-۴۵

دستخط عنایت اللہ سیکرٹری تبلیغ
جماعت احمدیہ راولپنڈی

دستخط مرزا غلام ربانی
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

روئداد مناظرہ راولپنڈی

چار مضامین پر حسب شرائط ۲۰ر جون ۱۹۳۷ء سے ۲۶ر جون ۱۹۳۷ء تک یہ مناظرہ ہوا ۲۴ر جون کے علاوہ ہر روز پرچے لکھے جاتے تھے۔ اور ایک موضوع ختم ہوتے پر رات کبوقت سنائے جاتے تھے۔ پہلے دو مضامین کا ہر پرچہ ڈیڑھ گھنٹہ میں لکھا گیا۔ اور دوسرے دو مضامین کے ہر پرچہ کے لئے دو گھنٹہ وقت معین ہوا۔ مضمون نمبرا و نمبر ۲ میں جماعت احمدیہ راولپنڈی کی طرف سے مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری مولوی فاضل مناظر تھے۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کی طرف سے مولوی اختر حسین صاحب مولوی فاضل مناظر تھے۔ مضمون نمبر ۳ و نمبر ۴ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری ہی مناظر تھے۔ لیکن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کی طرف سے مضمون نمبر ۳ میں مولوی عمرالدین صاحب شملوی مناظر تھے اور مضمون نمبر ۴ میں پھر مولوی اختر حسین صاحب مناظر مقرر ہوئے۔ ۲۶ر جون ۱۹۳۷ء کو بخیر و خوبی مناظرہ ختم ہوا۔ اور اب طبع ہو کر قارئین کرام کے سامنے پیش ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

جماعت احمدیہ کا پہلا پرچہ

مصلح موعود

مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو پیشگوئی ہے۔ اس کے مصداق حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں

معزز ناظرین! اس مضمون کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ہم دونوں فریق جن میں یہ مناظرہ ہو رہا ہے۔ اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا کے برگزیدہ اور اس کے مبعوث کردہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ لہذا ہمارا نفسِ پیشگوئی میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ سوال ہمارے سامنے ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا مصداق کون ہے؟

مصداق کی تعیین سے پیشتر یہ جاننا بھی ضروری ہے۔ کہ یہ پیشگوئی ہے۔ خدا کا نشان ہے اس کو انہی معیاروں سے پرکھا جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی شریعت میں پیشگوئیوں کے پرکھنے کے لئے مقرر ہیں۔ جو فریق ان اصولوں کو ہاتھ سے چھوڑ دے گا۔ وہ غلطی خوردہ ہوگا۔

اصل پیشگوئی:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا پر ایک نشانِ رحمت دکھانے کا وعدہ فرمایا۔ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ ۔۔۔۔۔ اس (بشیر اول۔ ناقل) کے ساتھ فضل ہے۔ جو

اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وُہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وُہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وُہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظهر الاول والآخر مظهر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ و کان امراً مقضیاً۔" (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

اس اشتہار کے مندرجہ بالا کلمات میں مصلح موعود کی خبر دی گئی ہے۔ خود حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے:۔

"اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس عبارت تک کہ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا۔ اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔" (سبز اشتہار صک حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے۔ کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں۔ اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی

ہے۔کہ "اس کے ساتھ فضل ہے۔جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا"۔پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔اور ضرور تھا۔کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے۔پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی (یا مصلح موعود۔ناقل) کے لئے بطور ارہاص تھا۔اس لئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔" (سبز اشتہار صا۲ حاشیہ)

پھر فرمایا:۔

"الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا۔اور بیان کیا۔کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہونگے۔دیکھو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء۔سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا۔اور فوت بھی ہو گیا۔اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا۔کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔جس کا دوسرا نام محمود ہے۔وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔پیدا نہیں ہوا۔مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے۔اور احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا کرتا ہے۔کیونکہ آخری دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے۔اور انجام کار اس کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔" (سبز اشتہار صے حاشیہ)

ان عبارتوں سے ظاہر ہے۔کہ حضرت اقدس نے بطور پیشگوئی اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں جو خبر دی ہے۔اس کا حصہ فقرہ "اس کے ساتھ فضل ہے" سے لیکر مصلح موعود کے لئے پیشگوئی ہے۔ان اقتباسات سے واضح ہے۔کہ ہونے والا لڑکا جسے بشیر ثانی محمود وغیرہ ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔وہی مصلح موعود ہے۔

اس پیشگوئی کے وقوع کے متعلق حضرت تحریر فرماتے ہیں:-

"پانچویں پیشگوئی:- میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔ جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۳۱)

پھر حاشیہ میں فرمایا:-

"ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہوگیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے۔ تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔" (حاشیہ صفحہ ۳۱ سراج منیر)

پس جس موعود لڑکے کا بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ اور جسے مصلح موعود بشیر ثانی اور محمود کے نام سے الہامات میں یاد کیا گیا تھا۔ وہ خدا کے مسیح کے فرمودہ کے مطابق پیدا ہوچکا۔ اور وہ ہمارا پیارا آقا سیدنا میرزا بشیرالدین محمود احمد ایدہ اللہ ہے۔

پھر حضرت اقدس نے بشیر اول کی وفات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

"صاف ظاہر کیا گیا۔ کہ ظلمت اور روشنی دونوں اس لڑکے کے قدموں کے نیچے ہیں۔ یعنی اس کے قدم اٹھانے کے بعد جو موت سے مراد ہے۔ ان کا آنا ضروری ہے سوائے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا۔ حیرانی میں مت پڑو۔ بلکہ خوش ہو۔ اور خوشی سے اچھلو۔ کہ اس کے بعد (یعنی بشیر اول کی موت کے بعد۔ ناقل) اب روشنی آئیگی" (یعنی بشیر ثانی پیدا ہوگا۔ ناقل) (سبز اشتہار صفحہ ۱۷)

سو ایسا ہی ہوگیا۔ کہ بشیر اول کی وفات کے بعد بلا توقف وہ روشنی آگئی۔ اور مصلح موعود لڑکا محمود پیدا ہوگیا۔

حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:-

"تب خدا تعالٰے نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے

ساتویں صفحے میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ "دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی۔ جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ بشیر ثانی یا مصلح موعود وہی موعود لڑکا ہے۔ جو جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوا ہے۔ اور بالاتفاق مسلّم ہے۔ کہ جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہونے والا لڑکا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔ لہذا ان کا مصلح موعود ہونا ثابت ہوگیا۔

—— حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انزال کے دو طریق بیان فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں "دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔" پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے۔ کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء۔" (سبز اشتہار صفحہ ۷ حاشیہ)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت پر تحریر فرماتے ہیں۔ اور اس پیشگوئی کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

"سو آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ

نہیں کھلا - کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے - یا وہ کوئی اور ہے - لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں - کہ خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا - اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا - تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا - تو خدائے عزّوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔" (اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

ان عبارتوں سے واضح ہے - کہ موعود لڑکے یا مصلح موعود کے لئے مدّت مقرر ہے اور اس کا بشیر اول کے بعد آنا ضروری ہے - اور اس کی صفات کا ذکر موجود ہے - اس اقتباس کے آخری الفاظ حضرت اقدس کے اس یقین تام پر دلالت کر رہے ہیں - جو حضور کو اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر تھا اور آپ اعتباطی رنگ میں جو تمام انبیاء اور اولیاء کا شیوہ رہا ہے - اگرچہ اللہ تعالےٰ سے کامل انکشاف کے منتظر ہیں - مگر آپ اس لڑکے کو ان تمام ناموں سے نامزد فرماتے ہیں - جو مصلح موعود کے لئے الہام میں مقرر تھے - بعد کے واقعات نے تصدیق کر دی - کہ فی الواقعہ حضرت محمود ایدہ اللہ ہی مصلح موعود ہیں - کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کو اس کے خلاف کوئی الہام نہیں ہوا - اور حضور نے حضرت محمود کے مصلح موعود ہونے کے خلاف کبھی اظہار نہیں فرمایا - یعنی یہ نہیں کہا - کہ محمود احمد مصلح موعود نہیں ہے -

—— خدا تعالےٰ کی سنت ہے :- "ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الّا اذا قدّر تولید الصالحین" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۹ حاشیہ)

اور دونوں فریق مانتے ہیں - کہ حضرت میرزا محمود احمد صاحب الہٰی بشارت کے ماتحت پیدا ہوئے - لہٰذا ان کا صالح ہونا از بس ضروری ہے - اس کے خلاف عقیدہ رکھنا سنت اللہ کو باطل کرنا ہے -

حضرت تحریر فرماتے ہیں :-

"جیسا کہ خدا کے فعل بطور نشان میرے واسطہ سے ظہور میں آ رہے ہیں - اور اولاد بھی نشان ہوگی - جیسا کہ خدا نے نیک اور بابرکت اولاد کا وعدہ دیا - اور پورا کیا۔" (سراج منیر صفحہ ۵۷)

آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ففی ھذا اشارۃ الی ان اللہ یعطیہ ولداً صالحاً یشابہ اباہ ولا یأباہ ویکون من عباد اللہ المکرمین۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۸ حاشیہ)

یعنی مسیح موعودؑ کا ایک لڑکا خاص طور پر صالح ہوگا۔

پھر حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"تمام پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ یہ ہیں۔ کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے۔ اور ایک لڑکا خدا تعالےٰ سے ہدایت میں کمال پائے گا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۵)

پھر اپنی کتاب نشانِ آسمانی میں لکھتے ہیں۔

"دور او چوں شود تمام بکام ❊ پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا۔ تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا۔ جو اس کے نمونہ پر ہوگا۔ اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔" (نشانِ آسمانی ص۱۳)

پھر مسیح موعود کی علامتوں میں اس کی شادی اور اولاد ہونے پر فرماتے ہیں۔

"یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دینِ اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۱۲)

پھر ایک اور جگہ تصریح فرماتے ہیں:-

"الہام یہ بتلاتا تھا۔ کہ چار لڑکے پیدا ہونگے۔ اور ایک کو اُن میں سے ایک مردِ خدا مسیح صفت الہام نے بیان کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے۔" (تریاق القلوب ص۱۴۱)

ان تمام حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ موعود لڑکا حضرت مسیح موعود کی ہی نسل موجودہ اور ان چار

لڑکوں میں سے ہے۔ پس وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں۔ جو یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ مصلح موعود ان لڑکوں میں سے نہیں۔ بلکہ صدہا سال کے بعد یا کسی اور خاندان سے ہے۔

حضرت اقدس نے بوضاحت لکھا ہے:۔

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ جس میں میں رُوح القدس کی برکات پھونکونگا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوُا۔" (تحفہ گولڑویہ صـ۱۷)

پھر تریاق القلوب میں نویں پیشگوئی کے ضمن میں انا نبشرک بغلام حسین کے متعلق دوسری شادی کے ذکر کے بعد فرمایا:۔

"اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا۔ اور تین اور عطا کئے۔" (صـ۳۴)

دوسری جگہ ازالہ اوہام میں الہامِ الٰہی کا ذکر فرمایا:۔

"ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حُسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کأن اللہ نزل من السماء۔" (صـ۲۲۵)

اور اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ کہ ان پیشگوئیوں کے مصداق سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمدؐ ہیں۔ وہی ہیں۔ جن کو حُسن و احسان میں نظیر کہا گیا ہے۔ پس وہی مصلح موعود ہیں۔

سو اوّل یہ از بس ضروری ہے۔ کہ مصلح موعود جس کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بموجب الہام ہے۔ وہ موجودہ نسل میں سے ہو۔ ورنہ نہ اُسے قبولیّت دعا کا نتیجہ اور نہ ہی موجودہ لوگوں کے لئے نشان کہا جا سکتا ہے۔ حضرت اقدس کی عبارات اس بارہ میں نہایت واضح ہیں۔

دوم اس مصلح موعود کے لئے حضرت نے نو۹ سال کی مدّت مقرر فرمائی ہے۔ اُوپر کے بعض اقتباسات سے عیاں ہے۔ کہ مصلح موعود کا مدت مقررہ میں آنا ضروری ہے۔ آئیے اب

دیکھیں۔ کہ وہ مدت مقررہ کیا ہے؟

حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم جانتے ہیں۔ کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو۔ خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔" (اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

معترضین کی نکتہ چینی کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ "نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے۔ یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔" (اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء)

پھر ۸ اپریل ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں لکھتے ہیں:۔

"غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔ یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ کہ جواب پیدا ہوگا۔ یہ وہی لڑکا ہے۔ یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ اور پھر اس کے بعد یہ بھی الہام ہوا۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ آنے والا یہی ہے۔ یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔"

ان حوالجات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ مصلح موعود کے لئے نو برس کا عرصہ مقرر تھا۔ اور اس کی پیدائش اس سے تجاوز نہیں کر سکتی تھی۔ اندریں حالات یہ بات طے ہو گئی۔ کہ بہرحال مصلح موعود انہی صاحبزادوں میں سے ایک ہے۔ جو اس نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوئے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ لڑکے جماعت احمدیہ قادیان کے ہم عقیدہ ہیں۔ اس لئے ہمارے فریق مخالف کو شاید مشکل پیش آئے۔ اور وہ یہ نہ مانے کہ نو برس کی مدت میں پیدا شدہ بچوں میں سے ہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس فریق کے عقائد کا غلط ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ حضرت اقدس کو مانتے ہوئے ان صریح حوالجات اور واضح عبارات کی کوئی تاویل بتائیں۔ ہاں یہ سوچ لیں۔ کہ تاویل وہاں کرنا چاہیئے۔ جہاں پر واضح معنے پورے نہ اتر سکتے ہوں۔ غرض الہام الٰہی سے مصلح موعود کا نو برس اور حضرت اقدس کے موجودہ بچوں میں سے ہونا ضروری ہے۔ اور پھر اس کا بشیر ثانی اور محمود اور اولوالعزم ہونا ضروری ہے۔ ہاں پھر اس کا بشیر اول کی وفات کے بعد بلا توقف پیدا ہونا ضروری ہے۔ ان حالات میں تقویٰ کا تقاضا یہی

ہے۔کہ ہم اس پیشگوئی کا مصداق حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کو ہی مانیں۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں صاف صاف تولد فرزند موصوف کے لئے نو برس کی میعاد لکھی گئی ہے۔" (اشتہار محک اخیار و اشرار)

پھر اشتہار تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں فرمایا:۔

"ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔"

کیا اب بھی ہمارے بھائی حضرت محمود کے مصلح موعود ہونے پر معترض ہو سکتے ہیں؟ حضرت فرماتے ہیں ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

ناظرین! ہمارے مندرجہ بالا بیانات سے بالبداہت ثابت ہے۔ کہ نو برس میں پیدا ہونے والا مصلح موعود حضرت میرزا محمود احمد صاحب ہیں۔ ہمارے مخالف فریق کا فرض ہے۔ کہ اگر وہ اس بات کا انکار کریں۔ تو بتائیں۔ کہ

اوّل۔ بشیر ثانی کون ہے؟

دوم۔ کونسا بچہ ہے۔ جو بشیر اول کی وفات کے بعد "بلا توقف" پیدا ہوا؟

سوم۔ کونسا لڑکا ہے جس کا نام محمود بھی رکھا گیا؟

چہارم۔ کونسا لڑکا ہے۔ جو حضرت کا جانشین ہوا۔ اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے انزال رحمت کے دوسرے طریق کو اختیار فرمایا۔ اور اسے خلفاء و اولیاء میں سے بنایا۔

پنجم۔ کونسا لڑکا "عمر پانے والا ٹھہرا"؟ کیا حضرت محمود اس کے مصداق نہیں؟

ششم۔ جلد جلد بڑھنے اور اولوالعزم ہونے حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کا مثیل

ہونے کا کس کو فخر حاصل ہے؟

— یاد رہے۔ کہ ہمیں اس بات سے انکار نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض اور "وجودوں" کے متعلق بھی پیشگوئیاں ذکر فرمائی ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے وقت پر پوری ہو رہی ہیں۔ اور ہونگی ہم ان ساری پیشگوئیوں کو خلط ملط نہیں کرتے لیکن ہم بڑے زور کے ساتھ اس یقین کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نو برس میں پیدا ہونے والے جس مصلح موعود کا ذکر اپنی پیشگوئیوں میں کیا ہے۔ وہ الہامی شہادت۔ واقعات کی شہادت۔ اور حضرت اقدس کی صریح عبارات کی رُو سے سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم زیر بحث موضوع کو اس کے دائرہ کے اندر رکھکر اس پر بحث کریں۔ اور اپنی تاویلات کی بجائے خدائی شہادت اور اس کی عملی گواہی کو تسلیم کریں۔ کیا ہی مبارک ہے وہ انسان جو خدا کے صاف صاف کلام اور واضح نشان پر ایمان لا کر ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔ اور کس قدر افسوس کے قابل وہ انسان ہے۔ جو اس صریح حقیقت کو پسِ پشت ڈالتا ہے۔ کیونکہ خطرہ ہے۔ کہ اس طرح وہ ایمان کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھے۔

میں وقت کے مناسب اسی قدر پر ختم کرتا ہوں۔ باقی آئندہ انشاء اللہ۔

خاکسار۔ ابو العطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ از راولپنڈی

یہ پرچہ ٹھیک سات بجے شروع ہوا۔ اور ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوا۔

سید محمد امین گیلانی۔ نگران از طرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔ ۲۰ ۶/۳۷

عمر الدین احمدی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر مولوی فاضل پریذیڈنٹ مناظرہ منجانب انجمن احمدیہ راولپنڈی

۲۰ ۶/۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——————— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا پہلا جوابی پرچہ

میاں محمود احمد صاحب مصلح موعود نہیں!

میرے فریق مخالف جماعت احمدیہ قادیان کے مناظر نے متعدد امور پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوسکے۔ کہ میاں محمود احمد صاحب ہی مصلح موعود ہیں۔

سب سے پہلے انہوں نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو نقل کیا ہے۔ اور صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ "مصلح موعود کا ذکر ۲۰ فروری ۸۶ء کے اشتہار میں ہے" فیصلہ آسان ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ یہ لکھدیں۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے مطابق جناب میاں محمود احمد صاحب پیدا ہوئے ہیں۔ تو کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا۔ مگر تعجب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ایک مقام پر بھی یہ ذکر نہیں فرمایا۔ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق جناب میاں صاحب ہیں۔ بلکہ اس کے خلاف ۲۰ فروری ۸۶ء والی پیشگوئی کا مصداق (جسے خود ہمارے فریق مخالف نے مصلح موعود والی پیشگوئی قرار دیا ہے) میاں مبارک احمد صاحب پسر چہارم کو قرار دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب کے صـ۴۳ پر فرمایا ہے۔

"میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے۔ اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔ پھر انجام آتھم کے صـ۱۸۳ میں بتاریخ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء پیشگوئی کی گئی۔ اور رسالہ انجام آتھم باہ ستمبر ۱۸۹۶ء بخوبی ملک میں شائع ہوگیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو صاحبو وہ دن آگیا۔ اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ بروز چہار شنبہ پیدا ہوگیا۔"

مولوی ابوالعطاء صاحب نے خود ہی پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو نقل کرکے میرے

لئے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں چھوڑی۔ اس پیشگوئی میں یہ الفاظ صاف طور پر موجود ہیں۔ کہ

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں اس کی تشریح میں فرمایا۔ کہ مبارک ہی تین کو چار کرنے والا ہے۔ آپ نے اس پر بہت زیادہ تحدی فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں:۔

دیکھو ایک وہ زمانہ تھا۔ جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔" ایک اور الہام ہے جو ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا تین کو چار کرے گا۔۔ ۔۔۔۔۔۔الخ۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ اب خدا کی قدرت کا نشان دیکھو۔ کہ وہ پسر چہارم جس کے پیدا ہونے کی نسبت اس صفحہ پانزدہم ضمیمہ انجام آتھم میں انتظار دلائی گئی تھی۔ اور ناظرین کو امید دلائی گئی تھی کہ ایک دن ضرور آئے گا۔ کہ جیسا یہ تین لڑکے پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ چوتھا لڑکا بھی پیدا ہو جائے گا۔ سو صاحبو! وہ دن آگیا۔ اور چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہو گیا عجیب بات ہے۔ کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔ اس کی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔ یہ چار صفر کو پیدا ہوا۔ اس کی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔ یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹے میں پیدا ہوا۔ اور یہ خود چوتھا تھا" (تریاق القلوب صفحہ ۴۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک وہ بچہ جسے آپ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کا مصداق سمجھتے تھے۔ مبارک ہی تھا۔

میاں محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ بشیر اور شریف موجود ہیں۔ مگر جب ان کی پیدائش کا ذکر کرنے لگتے ہیں۔ تو ہر ایک کے لئے الگ الگ مختلف پیشگوئیوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی صرف اور صرف مبارک پر چسپاں کی جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ آپ مبارک کے علاوہ محمود یا کسی اور لڑکے کو اس کا مصداق قرار نہ دیتے تھے۔

آپ نے فرمایا۔ کہ ۱۸۸۶ء والے اشتہار متعلق مصلح موعود کو اور سبز اشتہار کو حضرت صاحب نے ایک قرار دے کر دونوں کو محمود پر چسپاں کیا۔ جو درست نہیں۔

اگر دونوں کو ایک قرار دیتے۔ تو کبھی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی مبارک پر چسپاں نہ کر سکتے تھے۔

سبز اشتہار میں یہ ضرور لکھا ہے:کہ "دوسرا بشیر نہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے" مگر ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کو پھر بھی الگ رکھا ہے۔ اس لئے آگے فرماتے ہیں۔

"اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں "دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی"

یہاں "بھی" کا لفظ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ یہ ایک الگ امر ہے۔

سبز اشتہار کے بعد سراج منیر یا حقیقۃ الوحی میں یا تریاق القلوب میں جہاں کہیں محمود اور مبارک کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ یہی کہا۔ کہ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے مطابق مبارک پیدا ہوا۔ اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء عیسوی کے سبز اشتہار کے مطابق محمود پیدا ہوا۔ اگر مولوی ابوالعطاء صاحب کا خیال درست ہوتا۔ تو ان دونوں پیشگوئیوں کو الگ الگ بیان نہ کرتے۔ بلکہ یوں لکھتے۔ کہ

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء والے سبز اشتہار کے مطابق محمود ہی پیدا ہوا ہے۔ اور یہ چیز قادیانی مناظر کبھی نہیں دکھا سکتے۔

آپ نے خود ہی یہ ذکر فرما دیا۔ کہ محمود کی پیدائش پر اشتہار شائع کرتے ہوئے حضرت صاحب نے لکھ دیا ہے۔ کہ اس کا نام محمود محض تفاؤل کے طور پر رکھا گیا ہے۔

میں آپ سے یہ درخواست کروں گا۔ کہ اس کے الفاظ پر غور فرمائیں۔

لکھا ہے "جس کا نام محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا۔ کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور"۔ (اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

اس اشتہار میں اگر ایک طرف محمود پر ۱۸۸۶ء والے اشتہار کو چسپاں کیا ہے۔ تو ساتھ ہی کہہ دیا یہ سب کچھ تفاؤل کے طور پر ہے۔ دکھانا تو یہ چاہئے۔ کہ کبھی حضرت صاحب نے محمود کے متعلق کہا۔ کہ

۱۔ مجھ پر انکشاف ہو گیا۔ کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے۔ یا مجھ پر الہام ہوا ہے۔

۲۔ اگر یہ نہیں۔ تو کبھی اجتہاداً ہی یہ فرما دیتے۔ کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی ہے مگر شرط یہ ہے

کہ کوئی ایسی تحریر پیش کیجئے۔ جو محمود کی پیدائش کے بعد کی ہو۔ تاکہ "انکشاف" کا مسئلہ حل ہو سکے۔

مگر برخلاف ازیں یہ نظر آتا ہے۔ کہ آپ محمود کی موجودگی میں مبارک کو مصلح موعود قرار دے رہے ہیں۔ خدا کے لئے غور فرمائیے۔ کہ اگر محمود کو ہی مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہوتا۔ تو کبھی یہ ہو سکتا تھا۔ کہ مبارک کو بعد میں مصلح موعود اور عمر پانے والی پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے۔

آپ نے نو سال والی میعاد پر بڑا زور دیا۔ کہ اس میعاد میں پیدا ہونے والے بچوں میں سے ہی کوئی مصلح موعود ہوگا۔ اس پر میری گذارش ہے۔ کہ

اوّل مصلح موعود والی پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں یہ شرط نہیں۔ کہ مصلح موعود نو سال میں پیدا ہوگا۔ بلکہ پسرِ موعود کے متعلق ایک اور الہام ہے۔ جو بعد میں ہوا۔ کہ

"اے فخرِ رسل قرب تو معلومم شد ؛ دیر آمدۂ ز رہِ دور آمدۂ (اشتہار ۱۲ر جون ۱۸۸۸ء)

جس سے یہ استنباط ہو سکتا۔ کہ وہ دیر سے آئے گا۔

دوم۔ یہ شرط ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ہے۔ مگر جب اس پر اعتراض ہوا۔ کہ یہ مدت تو لمبی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ

"آج ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلّ شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے۔ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا"

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد پہلے نو سال تھی۔ اس اشتہار کے ذریعہ تبدیل ہو گئی اس کے مطابق بشیر اول پیدا ہوا۔

سوم حضرت اقدس انجام آتھم میں تحریر فرماتے ہیں۔

"وبشرنی ربی برابع رحمة۔ وقال انہ یجعل الثلاثة اربعة ......

.... وقد کتبنا ذالک فی اشتھار من قبل من سنین" (صفحہ ۱۸۲)

مجھے میرے رب نے اپنی رحمت سے چوتھے بیٹے کی بشارت دی۔ اور کہا۔ کہ وہ تین کو چار کرے گا۔

...... اور ہم نے یہ خبر پہلے اشتہار میں کئی سال ہوئے درج کر دی ہوئی ہے۔

آپ نے اس الہام الٰہی کو جو یہاں درج فرمایا۔ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے مطابق سمجھا۔

چنانچہ آپ نے تریاق القلوب میں جہاں مبارک کی پیدائش کا ذکر کیا۔ تو نہ صرف اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے الفاظ کو نقل کیا۔ بلکہ فرمایا۔ کہ اس کو

"میں نے کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳ اور ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۴۰)

انجام آتھم اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے ۱۱ سال بعد لکھی گئی۔ معلوم یہ ہوا۔ کہ اس پسر چہارم یا پسر موعود یا مصلح موعود کے لئے آپؑ نے ۹ سال کی شرط کو ضروری نہیں سمجھا۔

چہارم - پھر تریاق القلوب میں ہی یہ لکھکر کہ مبارک اس کا مصداق ہے۔ یہ ثابت کر دیا۔ کہ اس پیشگوئی کا موعود پسر موعود یا مصلح موعود ۱۳ سال کے بعد بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ لہذا ۹ سال والی شرط ٹوٹ گئی۔

آپ کا یہ فرمانا۔ کہ "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا" کے الفاظ میاں صاحب کے متعلق ہیں۔ درست نہیں مجھے یقین ہے۔ کہ خود آپ (یعنی مولوی ابوالعطاء صاحب) ان اشعار کو میاں محمود احمد صاحب پر نہیں۔ بلکہ میرزا ناصر احمد صاحب پر چسپاں کرتے ہیں مجھے امید نہیں۔ کہ آپ اس کا انکار کر سکیں۔

آپ نے ایک مقام پر لکھا ہے۔ کہ محمود کے متعلق جب لکھا۔ کہ بطور تفاول اس کا نام محمود رکھا گیا ہے۔ تو اس کے خلاف آپ کو کبھی الہام نہیں ہوا۔ کہ یہ درست نہیں۔

حالانکہ یہ طریق استدلال صحیح نہیں۔ دکھانا تو یہ چاہیئے۔ کہ کیا کبھی اجتہاداً یا الہاماً ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی بعد میں محمود پر لگائی۔ اگر نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ انکشاف نہیں ہوا بر خلاف ازیں وہی مصلح موعود والی پیشگوئی مبارک پر چسپاں کر کے بتا دیا۔ کہ آپ نے تفاول کے طور پر اگر کوئی خیال بھی کیا تھا۔ کہ عمر پانے والا اور مصلح موعود یہ بیٹا ہے۔ تو اُسے دُور کر دیا۔ اور مبارک احمد کو ہی اجتہاداً اس کا مصداق سمجھا۔

محمود کے متعلق آپ کا یہ فرمانا۔ کہ وہ نو سال کی مقررہ میعاد میں پیدا ہوا۔ درست نہیں۔ محمود کے لئے نو سال کی میعاد نہ تھی۔ بلکہ حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ کہ

"ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا۔ بلکہ ایک اور لڑکا بھی ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا" (اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء)

پس یہ "قریب مدت" الگ امر ہے۔ اسی کے متعلق حضور نے فرمایا تھا۔ کہ "ایک اور لڑکا اپنی میعاد مقررہ کے اندر پیدا ہوگا"۔

آپ نے اس طرح "ارہاص" کے لفظ سے یہ سمجھا ہے۔ کہ پسر موعود یا مصلح موعود۔ بشیر اول کے معًا بعد پیدا ہوگا۔ جو ضروری نہیں۔ مواہب الرحمن کے صـ۲ پر حضرت فرماتے ہیں

"فکان عیسیٰ ارھاصًا لنبیّنا"

پس ارہاص کے لئے صدیاں گذر جائیں۔ تب بھی فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ آپ نے الوصیت میں صاف فرما دیا۔ کہ

"میں تیری جماعت کے لئے تیری ذرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا" (صـ۶)

اسی طرح اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں لکھا تھا۔ کہ

"ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے"۔

جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ عظیم الشان انسان مامور ہوگا۔ اور اس کا فرض ہوگا۔ کہ الہام الٰہی کے مطابق دعویٰ کرے۔ کہ میں اس عہدہ پر قائم کیا گیا ہوں۔ (باقی آئندہ)

اختر حسین گیلانی۔ مناظر جماعت احمدیہ لاہور (حال راولپنڈی)

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ یہ پرچہ ٹھیک پونے نو بجے شروع ہوا اور سوا دس بجے ختم ہوا۔

شیخ عبد القادر مولوی فاضل نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۶ مئی

عمر الدین احمدی پریذیڈنٹ مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر مولوی فاضل پریذیڈنٹ منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جماعت احمدیہ کا دوسرا پرچہ

مصلح موعود

۱- ہمارے تمام استدلالات کے متعلق فریق مخالف نے جو اعتراضات پیش کئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ وہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے بارہ میں سخت تردد میں مبتلا ہیں۔ وہ ایک طرف اس کا مصداق صاحبزادہ مبارک احمد کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف انہیں دکھائی دیتا ہے۔ کہ وہ تو عمر پانے والا ثابت نہ ہوا۔ اس لئے شعر ص۵ اے فخر رسل قرب تو معلوم شد الخ سے استنباط کرتے ہیں۔ کہ کسی آخری زمانہ میں مامور ہوگا۔ اب ان کو غور کرکے جواب دینا چاہیئے کہ آیا ان کے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق صاحبزادہ مبارک احمد ہیں۔ یا کوئی اور؟ جب تک اس بات کا قطعی فیصلہ نہ کرلیں۔ اور ایک معین راہ نہ اختیار کریں۔ ان کا کوئی حق نہیں۔ کہ کھلی صداقت کا انکار کریں۔

۲- اشتہار ۲۰ فروری میں خصوصیت سے "دو سعید لڑکوں" کی پیشگوئی تھی۔ اور فقرہ تین کو چار کرنے والے سے چار لڑکوں کی پیشگوئی مستنبط ہوتی ہے۔ اول الذکر بات یعنی دو سعید لڑکوں کے بارہ میں اس پیشگوئی کا ہونا میں خود حضرت اقدس کی عبارت بلکہ الہام کی تعیین سے گزشتہ پرچہ میں دکھا چکا ہوں۔ ثانی الذکر بھی ظاہر ہے۔ اب اس حقیقت کی روشنی میں یہی ماننا پڑے گا۔ کہ بشیر اول۔ بشیر ثانی دونوں معین طور پر اس اشتہار میں مذکور ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے سبز اشتہار ص۱۷ حاشیہ پر عبارت کو معین کرکے اس کی وضاحت کردی ہے۔ بشیر اول وفات پاگیا۔ کیونکہ اسے مہمان قرار دیا گیا تھا۔ بشیر ثانی جس کی پیشگوئی فقرہ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ اس کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں موجود ہے۔ اور اس بشیر ثانی کو ہی مصلح موعود اور محمود قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو سبز اشتہار ص۲۱ حاشیہ

چاروں لڑکوں کی خبر ضمناً ۲۰ر فروری کے اشتہار میں موجود ہے۔ مگر سبز اشتہار کی صراحت کی روشنی میں بشیر ثانی یا مصلح موعود کی خبر نہایت وضاحت سے اور معین الفاظ میں موجود ہے اب آپ اے معزز ناظرین! بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے چاروں صاحبزادے ۲۰ر فروری والے اشتہار کی پیشگوئی کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ حضرت نے خود تحریر فرمایا ہے۔

"الہام یہ بتلاتا تھا۔ کہ چار لڑکے پیدا ہوں گے۔ اور ایک کو ان میں سے ایک مرد خدا مسیح صفت الہام نے بیان کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۴۱)

پس صاحبزادہ مبارک احمد کو پسر چہارم یا ۲۰ر فروری کے مطابق قرار دینا ان معنوں سے ہے۔ خصوصاً جبکہ ہم دونوں جانتے ہیں۔ کہ مبارک احمد عمر پانے والا نہ تھا۔ اور مصلح موعود کے لئے عمر پانے والا ہونا ازبس ضروری ہے۔ لہذا وہ مصلح موعود نہیں۔ ہاں وہ چار لڑکوں کی پیشگوئی کے ذیل میں ضرور آتا ہے۔

۳۔ کتنی واضح بات ہے۔ کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے ایک حصہ کو الہام نے مصلح موعود کے لئے قرار دیا۔ اور اس مصلح موعود کا نام بشیر ثانی قرار دیا۔ اور اس کا نام محمود رکھا لہذا بشیر ثانی اور مصلح موعود ایک ہے۔ کیا آپ نے اس استدلال کو توڑا ہے۔ یا توڑ سکتے ہیں! کیا مبارک احمد کو بشیر ثانی کہا گیا۔ اگر نہیں کہا گیا۔ تو وہ مصلح موعود کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے؟

۴۔ حضرت اقدس نے سبز اشتہار میں ۲۰ر فروری والے جس حصہ کو مصلح موعود کے لئے قرار دیا۔ اس کا ذکر سبز اشتہار میں فرمایا۔ لہذا اگر حضرت اقدس صاحبزادہ محمود احمد صاحب کو سبز اشتہار میں اس مصرح پیشگوئی کا مصداق قرار دیدیں۔ جیسا کہ آپ کو مسلّم ہے۔ تو اس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ حضور ان کو ہی مصلح موعود سمجھتے تھے۔

۵۔ "تین کو چار کرنے والا" کے متعلق خود حضرت اقدس نے اشتہار ۲۰ر فروری میں صاف لکھا ہے:۔

"اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے"

اور دوسری طرف حضور کا ارشاد ہے۔

"صاف ظاہر ہے۔ کہ جب پیشگوئی ظہور میں آجائے۔ اور اپنے ظہور سے اپنے معنے آپ کھولدے۔ اور ان معنوں کو پیشگوئی کے الفاظ کے آگے رکھکر بدیہی طور پر معلوم ہو۔ کہ وہی سچے ہیں۔ تو پھر ان میں نکتہ چینی کرنا ایمانداری نہیں ہے" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۸۷)

لہذا ہمارا فرض ہے۔ کہ مصلح موعود کے تین کو چار کرنے کا وہی مفہوم لیں۔ جو واقعات کے مطابق ہو۔ ہمارے نزدیک حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہٖ بھی تین کو چار کرنے والے ہیں۔ اور وُہ اس طرح کہ آپ کی خلافت کے آغاز میں صرف تین فرزند حضرت اقدس کے سلسلہ احمدیہ میں شامل تھے۔ چوتھے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب غیر احمدی تھے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ کے ذریعہ اور آپ کے ہاتھ پر میرزا سلطان احمد صاحب نے بیعت کی۔ اور احمدی ہو گئے۔ اس طرح سے خدا تعالےٰ نے غیر معمولی حالات کے ذریعہ ثابت کر دیا۔ کہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب نے تین کو چار کر دیا۔

۶۔ آپ غور فرماویں۔ کہ جس موعود کو آپ مصلح موعود بنانا چاہتے ہیں۔ جو صدیوں کے بعد آئے گا۔ وہ کیونکر تین کو چار کرنے والا ہوگا؟ ذرا غور کر کے جواب دیں۔

۷۔ بلاشبہ ایک رنگ میں مبارک احمد تین کو چار کرنے والا تھا۔ اور قریبًا ہر بیٹا کسی نہ کسی لحاظ سے تین کو چار کر رہا ہے۔ لیکن مصلح موعود چونکہ حضرت اقدس کے مشن کو پُورا کرنیوالا ہے اس لئے زیادہ قرین قیاس یہی ہے۔ کہ اس تین کو چار کرنے سے مراد اس رنگ کا تین کو چار کرنا ہو۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مرزا سلطان احمد صاحب کو سلسلہ میں داخل کر کے تین کو چار کیا۔

۸۔ آپ صاف لکھیں۔ کہ آپ کے نزدیک مصلح موعود کا کون مصداق ہے؟ اس بات کو اب مبہم نہ رکھیں۔ تاکہ احمدی صاحبان جان لیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کھلے کھلے الفاظ کی موجودگی میں آپ کا رویہ کیا ہے؟

۹۔ آپ کا یہ لکھنا ہرگز درست نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے "۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی

پیشگوئی صرف اور صرف مبارک احمد پر چسپاں کی ہے" کیونکہ اس پیشگوئی میں بشیر ثانی کا ذکر ہے۔ بتائیے۔ حضرت اقدس نے کس فرزند کو بشیر ثانی اور محمود قرار دیا؟ آپ کے اس جواب سے فیصلہ ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ عجیب بات ہے۔ کہ آپ سبز اشتہار کی عبارت پر غور نہیں فرماتے۔ کیونکہ جس طرح حضرت نے سبز اشتہار میں بشیر ثانی کا ذکر کیا ہے۔ اور اسے محمود قرار دیا ہے اسی طرح آپ نے صاف لکھا ہے۔ کہ یہ بشیر ثانی کی پیشگوئی ۲۰ ر فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے اور وہی مصلح موعود ہے۔ پس اس صورت میں آپ کا یہ کہنا کہ "۲۰ ر فروری والی پیشگوئی کو پھر بھی الگ رکھا ہے" درست نہیں۔ آپ خدارا غور اور انصاف سے کام لیں۔

۱۱۔ آپ کو تسلیم ہے۔ کہ اشتہار ۲۰ ر فروری میں حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی تصریح کے مطابق "دو سعید لڑکوں" کی پیشگوئی ہے۔ فرمائیے وہ دوسرا سعید لڑکا کون ہے؟ کیا وہ بشیر ثانی اور محمود ہی نہیں جس کا سبز اشتہار میں ذکر ہے؟ یقیناً ہے۔ لہذا آپ کا یہ کہنا محض غلط ثابت ہوا۔ کہ ۲۰ ر فروری والے اشتہار کا مصداق حضرت نے صاحبزادہ محمود احمد صاحب کو قرار نہیں دیا۔ کیونکہ ۲۰ ر فروری میں جس دوسرے سعید لڑکے کی پیشگوئی ہے۔ وہی بشیر ثانی اور مصلح موعود ہے۔ اور اسی کا نام محمود ہے۔ اور حضرت نے ہمارے آقا خلیفۃ المسیح الثانی کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔

۱۲۔ باقی کتب میں مرزا مبارک احمد صاحب اور میرزا محمود احمد صاحب کا الگ الگ ذکر کرنا آپ کے لئے ہرگز مفید نہیں۔ اور ہر جگہ ۲۰ ر فروری کا ذکر نہ لانا بھی ہمارے لئے مضر نہیں۔ کیونکہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء والے اشتہار میں جس سعید لڑکے کا ذکر ہے۔ اور جسے محمود کے نام سے موسوم کیا ہے۔ وہ درحقیقت ۲۰ ر فروری ۱۸۸۶ء میں مذکور ہے۔ اور وہی مصلح موعود ہے۔ پس آپ کا اعتراض باطل ہے۔

۱۳۔ "محض تفاول" کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت کو نو برس کے عرصہ میں اس پسر موعود کی ولادت کی بشارت دیگئی تھی۔ حضرت اقدس نے قرائنِ قویہ کی بنا پر میرزا محمود احمد صاحب کو اس پیشگوئی اور بشارت کا مصداق سمجھا۔ مگر انبیاء کی شان ہے کہ لا یسبقونہ بالقول

اس لئے حضرت نے احتیاط فرمائی۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی کوئی مزید انکشاف ہو جائے۔ کیا آپ کے نزدیک "کامل انکشاف" کے انتظار سے یہ ظاہر نہیں۔ کہ ظاہری امارات (نشانات) اور قرائن قویہ سے حضرت نے صاحبزادہ محمود احمد کو ہی اس کا مصداق سمجھا تھا اب ان کا یہ نام رکھنا بطور تفاؤل ہوگا۔ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے۔ اور یوں تفاؤل تشاؤم کے بالمقابل ہے۔

۱۴۔ آپ صاف طور پر لکھیں۔ کہ کیا آپ کی ساری جماعت بالخصوص آپ کے موجودہ امیر صاحب جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہی خیال ہے۔ کہ حضرت اقدس نے "اجتہاداً" بھی صاحبزادہ محمود احمد صاحب کو مصلح موعود نہیں قرار دیا۔ اور اس پیشگوئی کا مصداق نہیں بتایا جس میں بشیر ثانی کا ذکر ہے؟ آپ کے واضح جواب پر میں مکمل جواب عرض کرونگا۔ انشاء اللہ۔

۱۵۔ انکشاف کے مسئلہ کے لئے عقلمند کی نظر میں اتنا ہی کافی ہے۔ کہ حضرت اقدس نے کبھی اپنے پہلے بیان کی تردید نہیں فرمائی۔ اور کبھی نہیں کہا۔ کہ میں نے جو بطور تفاؤل مرزا محمود احمد صاحب کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تھا۔ وہ غلط تھا۔ نادرست تھا۔ اگر ایسا لکھا ہے۔ تو آپ جلد پیش فرمادیں۔

۱۶۔ میں تریاق القلوب۔ سراج منیر اور حقیقۃ الوحی کے حوالجات درج کر چکا ہوں کیا وہ پہلی عبارت کے بعد کے نہیں۔ پھر کیا حضرت اقدس نے ان تمام کتب میں اپنے پہلے بیان کو قائم رکھا ہے۔ یا اس کو غلط قرار دیا ہے؟ اندریں صورت آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ یا تو حضرت اقدس نے "کامل انکشاف" کے ذکر کرنے کی (جسے آپ مناظر صاحب! کامل انکشاف سمجھتے ہیں) ضرورت نہیں سمجھی۔ یا آپ کو پہلے بیان کے خلاف کوئی "کامل انکشاف" نہیں ہوا۔ لہٰذا آپ نے اسی کو قائم رکھا۔

آپ للہ غور کریں۔ کہ آپ کے اس اعتراض کا مدعا یہ تو نہیں۔ کہ حضرت اقدس نے ایفاء عہد نہیں فرمایا۔ یا آپ کی یہ پیشگوئی غلط تھی؟

۱۷۔ میں نہایت وضاحت سے بتا چکا ہوں۔ کہ مصلح موعود کے لئے نو سال کی میعاد مقرر ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"ہم جانتے ہیں۔ کہ ایسا لڑکا (مصلح موعود۔ ناقل) بموجب وعدۂ الٰہی ۹ سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو۔ خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔" (اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء)

مخالفین کا یہ اعتراض نقل کرکے ردّ فرماتے ہیں۔ کہ

"نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے۔" الخ (اشتہار ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء)

بھائی! حضرت اقدس تو پسر موعود کے لئے نو سال کی حد مقرر کرتے ہیں۔ اور آپ اس کا صریح انکار کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟ دیر آمدہ ز رہِ دور آمدہ کی موجودگی میں حضرت اقدس نے پسر موعود کی پیشگوئی کو صاحبزادہ محمود احمد صاحب پر چسپاں فرمایا ہے۔ اور اتنے عرصہ کو ہی اس الہامی شعر کا مصداق ممکن بتایا ہے۔ کیا آپ اب بھی مانیں گے یا نہیں؟

۱۸۔ "ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا" والے اعلان سے نو سالہ مدت کو جو مصلح موعود کے پیدا ہونے کے لئے انتہائی مدت ہے۔ منسوخ قرار دینا صریح غلطی ہے آپ خود اس مدت حمل سے تجاوز نہ کر سکنے والے وعدہ کو "بشیر اول" کی ولادت پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور مصلح موعود الہامی تصریح کے مطابق بشیر ثانی ہے۔ نہ کہ بشیر اول۔ بلکہ بشیر اول تو مصلح موعود یعنی بشیر ثانی کے لئے صرف ارہاص ہے۔ لہٰذا "ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا" والا اعلان "بشیر اول" کے لئے ٹھہرا۔ اور وہ مصلح موعود نہیں۔ اور نو سالہ مدت مصلح موعود کے لئے ہے۔ جس کا ایک نام بشیر ثانی اور ایک نام محمود ہے۔ اب آپ کا یہ ارشاد کتنی بڑی غلطی ہے۔ کہ "ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا" کے اعلان سے نو سالہ مدت منسوخ ہو گئی؟ آپ غور فرمائیں۔ آپ کا مناظرہ طبع ہو جانے پر لوگوں کا آپ کے متعلق کیا خیال ہوگا۔

۱۹۔ یجعل الثلاثۃ اربعۃ اپنے رنگ میں صاحبزادہ مبارک احمد پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم ابتداء میں ذکر کر آئے ہیں۔ مگر آپ پر واضح رہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"نبی کے لئے کسی پیشگوئی کے کسی خاص پہلو کا قطعی علم ہونا کہ ضرور اسی پہلو پر ظاہر

ہوگی ضروری نہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۸۹)

۲۰- نا معلوم آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت اقدس نے پسر موعود یا مصلح موعود کے لئے ۹ سال کی شرط کو ضروری نہیں سمجھا۔ حالانکہ حضرت فرماتے ہیں:-

"ہم جانتے ہیں۔ کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔" (اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء)

ع:- ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بہ کجا

۲۱- حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا الخ

میں ایک پاکیزہ بیٹے کی بشارت ہے۔ حضرت اقدس اسی نظم میں فرماتے ہیں ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد

بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد

کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد

بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

خبر مجھکو یہ تو نے بارہا دی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اولاد سب تیری عطا ہے

ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہیں

یہی ہیں پنجتن جن پر بناء ہے

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی (درثمین)

کیا ان پاکیزہ دعاؤں اور اخبار کے بعد اور "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا" کے بعد بھی آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ اولاد پاکیزہ نہیں۔ اور ان میں سے صاحبزادہ محمود احمد صاحب ان

خاص پیشگوئیوں کے مصداق نہیں۔ جو حضرت اقدس نے مصلح موعود کے لئے ذکر فرمائی ہیں حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"سو چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد ڈ(جس پر بنا ہے" کی تشریح ہے۔ ناقل) حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وُہ شخص پیدا کرے گا۔ جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دُنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا۔ اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کی عادت ہے۔ کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔" (تریاق القلوب ۶۴، ۶۵)

کیا اس قدر واضح صراحت کے باوجود بھی آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس کے موجودہ فرزندوں میں سے مصلح موعود نہیں؟

۲۲۔ صاحبزادہ محمود کی ولادت کے لئے "قریب مدت" کا ذکر نو سال کے منافی نہیں جس طرح حضرت اقدس نے مرزا احمد بیگ کی موت کے لئے تین سال مدت مقرر فرمائی۔ اور ایک جگہ اس سے بھی قریب فرما دیا۔ اس سے یہ استدلال کرنا کہ جس مرزا احمد بیگ کی موت کے لئے تین سال مقرر تھے۔ وہ اور ہے۔ اور جس کی موت قریب زمانہ میں بتائی گئی۔ وہ اور ہے۔ صراحتاً غلط ہے۔ بلکہ درحقیقت "قریب مدت" کا تذکرہ پہلی تعمیم کی گونہ تعیین ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں بضع سنین کی آیت بھی ملحوظ رہے۔ (سورۃ الروم ع)

۲۳۔ "ارہاص" کے لئے صدیوں کا سوال نہیں۔ سوال صرف یہ ہے۔ کہ ارہاص اور جس کے لئے ارہاص ہو۔ کے درمیان میں اور وجود اسی جنس کے ہوتے ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلعم حضرت

مسیح کے بعد آئے۔ اور ان کے درمیان کوئی واقعی نبی نہیں تھا۔ اس لئے حضرت مسیح کا ارہاص ہونا جائز ہے۔ اور خصوصاً جبکہ حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونا اس کی دلیل تھا۔ لیکن اس جگہ واضح عبارات کے باوجود اس تنکے سے سہارا لینا جائز نہیں۔ کیا بشیر اول کے بعد کوئی حضرت اقدس کے گھر میں کوئی بچہ کوئی موعود بچہ پیدا ہؤا یا نہیں؟ نیز حضرت کی دیگر عبارات صراحتاً بتا رہی ہیں۔ کہ وہ بشیر اول کے بعد معاً آنے والا ہے۔ "بلا توقف" آنے والا ہے۔ ان تصریحات کی موجودگی میں ایک احتمال کو حق کے انکار کے لئے دلیل گردانا انصاف کی راہ نہیں۔ جبکہ حضرت اقدس نے صاف تحریر فرما دیا ہے:۔

"ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے۔ تو پاک دل کے ساتھ سوچو" (سراج منیر ص ۳۱ حاشیہ)

جناب مناظر صاحب! آپ احتمال کو پکڑ رہے ہیں۔ اور ہم یقین کی پیروی کرتے ہیں فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون

۲۴۔ الوصیت والے موعود کا میں اپنے دعویٰ میں ذکر نہیں کر رہا۔ وہ بے شک میرے نزدیک آخری زمانہ کا موعود ہے۔ مگر جس مصلح موعود کی پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء اور سبز اشتہار میں ہے۔ میں اس کو پیش کر رہا ہوں۔ آپ خلط مبحث نہ فرمائیں۔ اس مصلح موعود کے لئے نو سال کی شرط ضروری ہے۔ اور حضرت اقدس کی موجودہ اولاد میں سے ہونا شرط ہے۔ جس کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ حضرت اقدس نے بہشتی مقبرہ کے ذکر پر اپنے موجودہ فرزندوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے

"میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔" (الوصیت ص ۲۵)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت کے موجودہ بچے یقینی طور پر جنتی ہیں۔ لہذا دیگر قرائن قویہ کی موجودگی۔ الہامی شہادات۔ واقعات کی گواہی سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ ہیں۔

جناب مناظر صاحب! آپ میرے بیانات پر خدارا غور فرماویں۔ اور حق کو قبول فرمائیں۔ آخر آپ کا کیا حرج ہے۔ اگر یہ مان لیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اپنے ظاہری اور واضح الفاظ میں پوری ہو گئی ہے۔ اور اس میں اسلام اور احمدیت اور بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر زبردست برہان ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نشان احمدیت کی صداقت پر نشان ہے۔ اور اس کا ماننا ہم دونوں کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ (باقی پھر)

خاکسار ابوالعطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ از راولپنڈی

اسماء معاونین

۱۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ

۲۔ قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری۔

۳۔ مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل۔

۴۔ چودھری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔اے۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ پرچہ ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ میں ختم ہوا ہے۔ خاکسار سید محمد امین گیلانی

نظر الدین احمدی پریذیڈنٹ مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر پریذیڈنٹ مناظرہ منجانب

جماعت احمدیہ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا دوسرا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ———— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

———— بحث مصلح موعود ————

میاں محمود احمدؐ صاحب مصلح موعود نہیں

قادیانی مناظر صاحب نے اپنے گزشتہ پرچہ میں چند دلائل پیش فرمائے تھے۔ جن کا جواب قلتِ وقت کے باعث رہ گیا تھا۔ اب ان کا جواب دیا جاتا ہے۔

۱۔ آپ نے فرمایا۔ بشیر ثانی کون ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ بشیر ثانی کے الفاظ مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں میاں محمود احمد پر بھی چسپاں کئے۔ اور اس موعود کے لئے بھی استعمال فرمائے جسے محمود کے علاوہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق قرار دیا۔

۲۔ "خدا مامورین کو نیک اولاد کی بشارت دیتا ہے" ———— دیتا رہے مگر قادیانی مناظر صاحب نے تو یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ وہ مصلح موعود ہے یا نہیں۔ کیا صرف نیک ہونا مصلح موعود ہونے کی دلیل ہے؟ اگر نہیں تو کیا یہ امر خلاف اصول بحث نہیں۔ اور غیر متعلق نہیں؟

۳۔ ایک بیٹا ہوگا۔ جو مسیح موعود کے بعد یادگار رہوگا ———— ٹھیک ہے مگر اس کی تعیین میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک وہ موعود محمود نہیں۔

۴۔ آپ کہتے ہیں ضرور ہے کہ وہ موجودہ نسل میں سے ہو ———— کیا آپ حلفاً کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ وہ موجودہ نسل میں سے ہوگا۔ میرا خیال ہے۔ کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اس کا موجودہ نسل سے ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ دوسری نسل سے بھی ہو سکتا ہے۔

۵۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ "میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے جانشین ہوئے۔ اس لئے آپ مصداق ہیں" یہ آپ کا عقیدہ ہوگا۔ ہمارے نزدیک نہ تو کوئی مسیح موعودؑ کی صفت میاں محمود احمد صاحب

ہیں ہے۔ اور نہ ہی آپ ان کے جانشین ہیں۔ اگر ضرورت ہو۔ تو اس کی وضاحت کر دی جائیگی

۶۔ "عمر پانے والا" ـــ کیا دوسرے لڑکے عمر پانے والے نہیں۔ اور کیا صرف عمر پانا ہی مصلح موعود ہونے کی دلیل ہے۔ کیا میاں صاحب سے زیادہ عمر رکھنے والے لوگ موجود نہیں۔ پھر یہ دلیل کیوں آپ نے پیش کی۔

۷۔ اولوالعزم ـــ میاں صاحب کی اولوالعزمی کے آپ قائل ہونگے۔ میرے نزدیک جو ثناء اللہ کے مقابل تفسیر نویسی سے اور محمد شریف گھڑیالوی کے مقابل مباہلہ سے فرار کرے۔ وہ مسیح موعود کا نظیر اور اولوالعزم نہیں۔

۸۔ "بلا توقف پیدا ہوتا" یہ شرط مصلح موعود کے لئے نہ تھی۔ بلکہ محمود کے لئے تھی۔ (دیکھو سبز اشتہار) مگر آپ کو یہ بتا دیتا ہوں۔ کہ بلا توقف ہونا بھی حضرت کا اجتہاد تھا۔ اور مصلح موعود کے لئے نہ تھا۔ باقی بلا توقف کے لئے یہ بھی ذہن میں رکھیئے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"توریت کی بعض عبارتوں سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے بعض اپنی پیشگوئیوں کے سمجھنے اور سمجھانے میں اجتہادی طور پر غلطی کھائی تھی اور وہ امیدیں جو بہت جلد اور بلا توقف نجات یاب ہونے کے لئے بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ وہ اس طرح پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔" (سبز اشتہار ص۵)

اب آپ اپنے تازہ پرچہ میں فرماتے ہیں۔ کہ مبارک احمد عمر پانے والا ثابت نہ ہوا۔ میں اس امر کا ذمہ دار نہیں۔ میں نے صرف یہ دکھایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے مصلح موعود والی پیشگوئی کو صرف مبارک احمد پر چسپاں کیا۔ اور اگر آپ کا اجتہاد غلط نکلا۔ تو یہ کوئی عجیب امر نہیں حضرت مسیح موعود نے تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۶۱ پر فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تمام انبیاء بنی اسرائیل کا اجتہاد غلط ثابت ہوا۔ اور آپ ان کی خلاف توقع بجائے بنی اسرائیل میں سے پیدا ہونے کے بنی اسماعیل میں سے پیدا ہو گئے۔

پس اگر مسیح موعودؑ کا اجتہاد غلط نکلا۔ اور مبارک فوت ہو گیا۔ تو یہ کوئی نرالی بات نہیں مگر اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ محمود کو آپ نے کبھی اجتہاداً بھی اس پیشگوئی کا مصداق

قرار نہیں دیا۔

اب سنیئے۔ کہ کس طرح حضرت نے میاں مبارک احمدؐ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا۔ نزول المسیح صفحہ ۱۹۶ پر آپ فرماتے ہیں۔

"۱۸۸۳ء میں مجھ کو الہام ہوا۔ کہ تین کو چار کرنے والا مبارک۔ اور وہ الہام قبل از وقت بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا۔ اور اس کی نسبت تفہیم یہ تھی کہ اللہ تعالےٰ اس دوسری بیوی سے چار لڑکے مجھے دے گا۔ اور چوتھے کا نام مبارک ہوگا۔ اس الہام کے وقت منجملہ ان چار لڑکوں کے ایک لڑکا بھی اس نکاح سے موجود نہ تھا۔ اور اب چاروں لڑکے بفضلہ تعالےٰ موجود ہیں"

یہاں آپ نے صاف طور پر چوتھے کو مبارک قرار دیا۔ یہاں سے آپ کا یہ شبہ بھی زائل ہو جاتا ہے۔ کہ مبارک ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ محمود کے متعلق ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب اس پیشگوئی میں مبارک کے لفظ کو میاں مبارک احمد صاحب مرحوم پر ہی لگاتے ہیں۔ نہ کہ میاں محمود احمدؐ پر۔

ان لڑکوں کی پیدائش کے بعد تریاق القلوب میں فرمایا:۔

"محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے۔ اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی"

"میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے۔ اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی"

"میرا تیسرا لڑکا جس کا نام شریف احمد ہے۔ اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی میرے رسالہ انوار الاسلام کے صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر درج ہے"

"اور میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے۔ اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔ اور پھر انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۳ میں بتاریخ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء یہ پیشگوئی کی گئی"۔ (دیکھو تریاق القلوب صفحہ ۴۲ و ۴۳)

یہاں چاروں لڑکوں کے لئے الگ الگ پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔

یہ درست ہے۔ کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں "چار کرنے والا ہوگا" کے الفاظ یہ ظاہر کرتے تھے۔ کہ تین بیٹے پہلے ہونگے۔ جن کو چار کرے گا۔ اور اس لحاظ سے باقی تین بیٹے بھی بطور استنباط اس اشتہار کی پیشگوئی کے ماتحت کیئے جا سکتے ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ قادیانی مناظر صاحب تو یہ ماننے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ کہ

تین کو چار کرنے والا

کے معنے حضرت صاحب سمجھے۔ اگر معنے نہیں سمجھے تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مبارک کو اس کا مصداق اسی شرط کے ماتحت قرار دیا۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ وضاحتاً اگر کوئی پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں تھی۔ تو وہ اس موعود بیٹے کی تھی۔ جو تین کو چار کرنے والا اور مصلح موعود تھا۔ کیا مولوی اللہ دتا صاحب خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دے سکتے ہیں۔ کہ کبھی اس مصلح موعود والی پیشگوئی کو جس میں تین کو چار کرنے والا وغیرہ شرائط ہیں۔ حضرت نے اجتہاداً بھی میاں صاحب (محمود احمد) پر چسپاں کیا۔ اگر نہیں۔ تو آپ کا حق نہیں۔ کہ آپ اپنا اجتہاد پیش کریں۔

آپ کبھی تو کہتے ہیں۔ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق مبارک احمد کو قرار نہیں دیا۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ دے کر غلطی کھائی۔ کیونکہ اصل میں تین کو چار کرنے والے میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ اس لیئے کہ آپ کے ہاتھ پر حضرت کے چوتھے بیٹے سلطان احمدؐ نے بیعت کی۔

اے ناظرین! میں آپ سے انصاف کے نام پر خدا اور اس کے رسول کے نام پر اور مذہب کے نام پر اپیل کرتا ہوں۔ کہ غور کیجئے۔ ایک طرف مرزا صاحب ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ تین کو چار کرنے والا بیٹا مبارک احمدؐ ہے۔ جو چوتھے دن پیدا ہؤا۔ چوتھے گھنٹے پیدا ہؤا۔ چوتھے مہینے پیدا ہؤا۔ اور خود چوتھا ہے۔ اور دوسری طرف قادیانی مناظر مسیح موعود کے اجتہاد کو پامال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ اس سے مراد میاں محمود احمد ہیں۔ بتایئے ہم کس کی پیروی کریں

اس سے زیادہ اچھی ہم آپ کو ایک اور بات بتاتے ہیں۔ اگر اس قسم کے دلائل سے ہی آپ نے اس مناظرہ کو ختم کرنا ہے۔ تو آپ کی یہ دلیل بھی غیر موزوں نہ ہوگی۔ کہ اب "حضرت خلیفۃ المسیح" کی چار بیویاں ہیں۔ جب چوتھی بیوی فوت ہوتی ہے۔ اور تین باقی رہ جاتی ہیں۔

اس وقت آپ چوتھی بیوی کر کے تین کو چار کر دیتے ہیں؟

کیا اس قسم کے دلائل اس پیشگوئی کے ساتھ اور مسیح موعود کے ساتھ تمسخر کرنا نہیں۔

ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت اقدس نے فرمایا تھا۔

"پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنے یہ تھے۔ کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک ہوگا۔ جو تین کو چار کرے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے۔ جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے۔ جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ . . . . . محمود جو بڑا لڑکا ہے۔ اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے۔" (صـ ۱۵)

خدارا غور کیجئے۔ تین کو چار کرنے والے کا کیا مطلب ہے۔ اور خدارا سوچئے۔ کہ کیا اس حوالہ میں حضرت نے محمود والی پیشگوئی اور مبارک والی پیشگوئی کو الگ الگ نہیں قرار دیا۔

میرا چیلنج ہے جس کے لئے میں آپ کو منہ مانگا انعام دے سکتا ہوں۔ کہ ایک مقام مسیح موعود کی تحریرات۔ تقاریر اور ملفوظات میں سے دکھلائیے۔ جس میں لکھا ہو۔ کہ تین کو چار کرنے والا محمود ہے۔ اور مبارک نہیں۔ اور اگر نہ دکھا سکیں۔ اور آپ ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔ تو یاد رکھئے۔ کہ آپ کی تمام تعلیوں کی خفیفت لوگوں پر واضح ہو جائے گی۔

اگر حضرت کے سب بیٹے موعود ہیں۔ تو ہوتے رہیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں۔ جو امر دریافت طلب ہے۔ وہ صرف اس قدر ہے۔ کہ کیا مبارک کے سوا کوئی تین کو چار کرنے والا ہے کیا میاں محمود احمد صاحب تین کو چار کرنے والے ہیں۔ کیا حضرت نے کبھی اجتہاداً بھی ایسا دعویٰ کیا۔ کیا کبھی فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کا مصداق میاں محمود احمد کو قرار دیا۔

آپ پھر فرماتے ہیں۔ کہ بشیر ثانی اور محمود ایک ہیں۔ یہ درست ہے مگر ہمارا مطلب اس بشیر سے ہے (خواہ اسے ثانی کہیئے یا رابع) جو تین کو چار کرنے والا موعود ہے۔ کیا وہ موعود

میاں محمود ہیں۔

کیا تریاق القلوب کے حوالہ کے بعد بھی آپ یہ کہنے کی جرأت رکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کو تین کو چار کرنے کے الفاظ کے معنے سمجھ نہ آئے۔ اگر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو سمجھ نہ آئے تھے تو کیا تریاق القلوب میں بھی سمجھ نہ آئے۔ کیا انجام آتھم میں بھی سمجھ نہ آئے۔ کیا مبارک کی پیدائش پر بھی سمجھ نہ آئے۔ سوچ کر اور غور کر کے جواب دیا کیجئے۔

آپ کبھی تو درثمین کے یاد کئے ہوئے شعر پڑھنے لگ جاتے ہیں کبھی بہشتی مقبرہ کے قصہ کو شروع کر کے وجد کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر یہ سب باتیں غیر متعلق ہیں۔ اور میں غیر متعلق بحث میں پڑ کر وقت ہرگز ضائع نہیں کرونگا۔ میں نے ایک محکم بات پیش کی ہے۔ اس کا جواب دیجئے۔

بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے سے کوئی مصلح موعود نہیں بنتا۔ خلیفہ ہونے سے نیک ہونے سے مصلح موعود نہیں بنتا۔ درثمین کے اشعار کے مصداق کی تعیین کرنے میں خود قادیانی مناظر صاحب کو اپنے آپ سے اختلاف ہے۔ اس لئے یہ باتیں پیش کر کے اصل بحث سے گریز نہ کیجئے۔ میں یہاں بچوں کا کھیل آپ سے کھیلنے نہیں آیا۔ کہ آپ ادھر ادھر ہو جائیں۔ اور میں بھی آپ کے ساتھ اصل بحث کو چھوڑ جاؤں۔ میرا سوال قائم ہے۔ اس کا جواب دیجئے۔ کہ کیا (بقول آپ کے) مصلح موعود والی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو کبھی محمود پر چسپاں کیا گیا۔

اور اس کا جواب آپ آخری پرچہ تک ہرگز نہیں دے سکیں گے۔ کیونکہ اس میں حقیقت کھلتی ہے۔ مگر مناظرہ طبع ہونے پر لوگ خود آپ کی کمزوری محسوس کریں گے۔

آپ کہتے ہیں۔ کہ اگر انکشاف نہیں ہوا۔ تو پھر ماننا پڑا۔ کہ ایفائے عہد نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ معاملہ خدا کے اختیار تھا۔ کہ وہ ظاہر کرتا۔ کوئی الہام اس معاملہ میں نازل نہ ہوا۔ لہذا آپ نے اجتہاداً اس پیشگوئی کو مبارک پر چسپاں کیا۔ نہ کہ محمود پر۔ جیسا کہ بار بار واضح کر چکا ہوں۔

اوّل تو میں یہ کہوں گا۔ کہ حضرت نے اجتہاداً ہی تین کو چار کرنے والی مصلح موعود

کی پیشگوئی محمود پر چسپاں نہیں کی یہی میرا اور سیدنا حضرت امیر المومنین مولانا محمد علی صاحب ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز کا اور آپ کے ساتھیوں کا مذہب ہے۔

دوم۔ مبارک احمد پر چسپاں کی۔ اور حضرت کے نزدیک وہی اس کا مصداق تھا۔ اس کے فوت ہو جانے کے بعد حضرت نے اس کو کسی بیٹے پر جو موجود تھے چسپاں نہ کیا۔ بلکہ اشتہار تبصرہ مؤرخہ ۵؍ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرمایا۔

"جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے یہ الہام کیا۔ انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہو گا۔ اور اس کا قائم مقام اور شبیہ ہو گا"

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بیٹا کوئی بعد میں آنے والا ہے۔ یہ بیٹا حضرت کی وفات تک پیدا نہ ہوا۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ یہ بعد میں کسی آنے والے موعود کی طرف اشارہ ہے جو مصلح موعود ہو گا۔ اور وہ موجودہ بیٹوں میں سے نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ یہ موعود مسیح موعود کی روحانی اولاد ہی سے ہو۔

باقی رہے اجتہادی امور کہ غلطی لگی۔ اس کے لئے حضرت نے فرمادیا ہے۔ کہ "اگر ہم نے یہ خیال بھی کیا ہو۔ کہ شاید یہ لڑکا وہی ہے۔ تو ہمارا خیال کیا چیز ہے جب تک کھلی کھلی وحی نہ ہو" (اعجاز احمدی صنا)

اسی طرح میں ذکر کر چکا ہوں۔ کہ حضرت کے نزدیک تمام انبیاء بنی اسرائیل نے سب سے بڑے مصلح موعود یعنی خاتم الانبیاء کی تعیین میں اجتہادی غلطی کھائی جس کے باعث یہودی گمراہ ہو گئے۔ پس اگر حضرت صاحب نے بھی اس کے متعلق اجتہادی غلطی کھائی۔ اور آخری بچہ مبارک احمد مصلح موعود نہ ثابت ہو سکا۔ تو محل تعجب نہیں۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ وہ ضرور پیدا ہو گا۔ خدا کی وحی سے کھڑا ہو گا۔ دعوے کرے گا۔ کہ میں ان پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ اور منجانب اللہ الہام پا چکا ہوں۔

ایسا نہیں ہو گا۔ کہ چند دوستوں کے اجتہاد سے ہی مصلح موعود ہونے کا خیال دماغ میں لے بیٹھے۔ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کہ اس کے لئے مبعوث ہونا اور دعویٰ کرنا ضروری ہے

پہلے اشتہار کے اندر یہی ہے۔

اس قسم کی تعیین کرنا جیسے کہ آپ کر رہے ہیں حضرت صاحب کی تحریرات کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے۔ (دیکھو حجۃ اللہ صفحہ ۱)

اب میں خدا کا واسطہ دے کر قادیانی مناظر صاحب کو اور تمام حاضرین کو کہوں گا۔ کہ ہمارے درمیان ایک ہی امر قابل فیصلہ ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت نے تین کو چار کرنے والا اور مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق کسے قرار دیا۔ محمود کو یا مبارک کو۔

اس پر تمام بحث کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

اختر حسین گیلانی مناظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ پرچہ ۱۲ بجکر دس منٹ پر لکھنا شروع کیا گیا اور ایک بجکر چالیس منٹ پر ختم ہوا۔

شیخ عبد القادر مولوی فاضل ۲۰/۶/۳

عمر الدین احمدی پریذیڈنٹ مناظرہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ راولپنڈی

قاضی محمد نذیر
پریذیڈنٹ مناظرہ جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصلح موعود

۱۔ میں سمجھتا ہوں۔ اور تمام وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کی کتب سے واقف ہیں بخوبی جانتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نے مصلح موعود کے متعلق فرمایا ہے:-

"خدا تعالے نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء" (سبز اشتہار ص۱۷ حاشیہ)

اور میں نے آپ کو بار بار بتلایا ہے۔ کہ مصلح موعود ہی بشیر ثانی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس امر کو بوضاحت بیان کیا ہے۔ حضرت نے سبز اشتہار ص۲۱ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

"مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ کہ اس کے ساتھ فضل ہے۔ کہ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا ہے۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے"

اب آئیے دیکھیں۔ کہ بشیر ثانی کون ہے؟ آپ نے خود تسلیم کر لیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"آپ پھر فرماتے ہیں۔ کہ بشیر ثانی اور محمود ایک ہیں۔ یہ درست ہے"

جب بشیر ثانی اور محمود ایک ہیں۔ تو مصلح موعود اور محمود بھی ایک ہیں۔ کیونکہ مصلح موعود ہی کا ایک نام بشیر ثانی ہے۔ آپ کا یہ اقرار صداقت کی تسلیم کے مرادف ہے۔ بشرطیکہ آپ اس سے انکار نہ کر دیں۔ ع جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

۲۔ آپ نے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ بشیر ثانی کے لفظ سبز اشتہار میں محمود پر بھی چسپاں کئے

ہیں۔ اور اس موعود کے لئے بھی استعمال فرمائے ہیں۔ جیسے محمود کے علاوہ ۲۰ فروری ۸۶ء کا مصداق قرار دیا ہے۔

میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ آپ بتلائیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے کس جگہ بشیر ثانی کو غیر محمود کے لئے استعمال کیا ہے۔ کیا مصلح موعود۔ بشیر ثانی اور محمود ایک ہی وجود کے متعدد نام نہیں؟ سبز اشتہار کے مندرجہ بالا اقتباسات ملاحظہ فرما کر جواب دیں۔

۳۔ آپ نے تسلیم کر لیا۔ کہ نیک اولاد کی بشارت سے نیک تو ثابت ہو جاتے ہیں۔ میں یہ دکھا رہا ہوں۔ کہ ان کا نیک ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ وہ حضرت اقدس کے وعدوں اور بشارتوں کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اور دیگر دلائل سے ثابت ہے۔ کہ وہی موعود مصلح ہیں۔

۴۔ یادگار بیٹا کونسا ہے؟ مصلح موعود بطور یادگار ہوگا۔ آپ کے نزدیک اگر اختلاف ہے۔ تو وہ کونسا بیٹا ہے؟

۵۔ میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ مصلح موعود کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ موجودہ نسل میں سے ہو۔ میرا یہی عقیدہ ہے۔ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ حضور کی دستخطی تحریر میرے پاس موجود ہے۔ اگر چاہیں۔ تو اسے نقل کر سکتا ہوں۔

۶۔ "جانشین" ہیں۔ آپ حقائق کا انکار کرتے جائیں۔ تو اس کا کیا علاج کیا جا سکتا ہے دلیل سے بات کریں۔

۷۔ دوسرے لڑکے بے شک عمر پائیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ کیا مصلح موعود اور عمر پانے والا ایک ہی لڑکا نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے۔ آپ خود اپنے پرچہ میں اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ مبارک احمد عمر پانے والا نہ تھا۔ اس لئے وہ مصلح موعود نہ تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب عمر پانے والے ہیں۔ اس لئے وہی مصلح موعود ہیں۔

میں اس جگہ آپ کو ایک عجیب نکتہ بتاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اکثر مقامات پر جہاں حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی ولادت کا تذکرہ کیا ہے۔ ساتھ ہی ان کی عمر کا اور سال کا بھی ذکر کیا ہے۔ دیکھو سراج منیر صفحہ ۳۱

"اب نویں سال میں ہے۔"

دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶

"اب سترھویں سال میں ہے"

یہ ذکر اہل دانش کے لئے زبردست دلیل ہے۔ کہ حضرت آخر کار عمر پانے والا صاحبزادہ محمود احمدؓ کو ہی جانتے تھے۔ اور اس ذکر کی بار بار یہی وجہ ہے۔ کہ آپ نے ان کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔

۸۔ اولوالعزم تو محمود کو خدا کا کلام ٹھہراتا ہے۔ آپ اگر اس کی تکذیب کریں۔ تو آپ کی مرضی ثناء اللہ سے قرار یا گھر یالوی سے قرار محض افسانہ ہے۔ غلط ہے۔ آپ کو لاتعلق باتوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

۹۔ بلا توقف پیدا ہونا مصلح موعود کی ضروری شرط ہے۔ حوالجات پہلے درج کر چکا ہوں آپ کہتے ہیں۔ کہ یہ محمود کے لئے شرط تھی۔ کیا محمود کو ہی سبز اشتہار میں مصلح موعود اور بشیر ثانی نہیں کہا گیا۔ اس قدر صریح امور کا انکار۔ افسوس!

آپ اسے حضرت کا اجتہاد کہتے ہیں۔ کیا یہ غلط تھا؟ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اس امر کے پورا ہونے کا اعلان نہیں فرمایا؟ جب فرمایا ہے۔ تو اس کو حضرت کا اجتہاد کہکر آپ کیونکر بچ سکتے ہیں۔ اس کو بنی اسرائیل کی امیدوں سے کوئی نسبت نہیں۔ یہ امر واقعہ ہے۔ اس کا اظہار ہو چکا ہے۔

۱۰۔ یہ سراسر غلط ہے۔ کہ حضرت نے مصلح موعود والی پیشگوئی کو صرف مبارک احمد پر چسپان کیا ہے۔ حضرت اقدس نے تکمیل تبلیغ مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں اس کو حضرت مرزا محمود احمد صاحب پر چسپان کیا ہے۔ اور "مصلح موعود اور عمر پانے والا" کو جمع کر کے اس کا امکان تحقق بیان فرمایا ہے۔

۱۱۔ ایک نبی کے اجتہاد کے غلط ہونے سے یہ قیاس کر لینا کہ ہر نبی کا ہر قیاس غلط ہوتا ہے کسی مناظر کے شایانِ شان نہیں۔ آپ کا طرز استدلال اسی قسم کا ہے۔

۱۲۔ اگر حضرت کا اجتہاد غلط نکلا۔ تو آپ بتائیں۔ کہ مصلح موعود کون ہے؟ اور آپ کی ذور والی علامت تین کو چار کرنے والا اس پر کیونکر صادق آئے گی؟ آپ نے ابھی تک اس بارہ میں اپنا مسلک اور عقیدہ بیان نہیں کیا۔ کیوں؟

۱۳۔ سیدنا محمود کو حضرت مسیح موعود نے تکمیل تبلیغ میں اجتہادی طور پر مصلح موعود قرار دیا۔ اور واقعات نے اس کی تصدیق کر دی۔ اب بھی اس کا انکار کرتے رہنا محض ضد ہے۔

۱۴۔ خوب! آپ نے نزول المسیح صفحہ ۱۹۶ کا حوالہ پیش کر کے بات کو صاف کر دیا ہے اس میں "تین کو چار کرنے والا مبارک" ۱۸۹۳ء کا الہام بنایا گیا ہے۔ بے شک اس الہام کا مصداق صاحبزادہ مبارک احمدؓ ہے۔ مگر ہمارے زیر بحث تو مصلح موعود والا تین کو چار کرنے والا ہے جو کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کے لئے ایک وصف کے طور پر ہے۔ آپ کے پیش کردہ حوالہ نزول المسیح صفحہ ۱۹۶ سے حل ہو گیا۔ کہ ان معنوں سے مبارک احمد تین کو چار کرنے والا تھا۔ مگر وہ بہر حال مصلح موعود نہ تھا۔ کیونکہ صرف یہی علامت مصلح موعود کی نہیں۔ دیگر علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے۔ یہ علامت بہت اچھے معنوں میں سیدنا محمود ایدہ اللہ پر منطبق ہوتی ہے۔ جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ نے بیویوں کے ذکر کے اس وقت تہذیب سے باہر قدم رکھا ہے۔ کیا چار بیویاں کرنا حرام ہے عیب ہے؟ کیا شریعت اسلامیہ کے کسی اصل پر کاربند ہونا بھی آپ کے لئے مضحکہ خیز ہے۔ ع

گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

۱۵۔ آپ فرماتے ہیں:۔ "آپ کا یہ شبہ بھی زائل ہو جاتا ہے۔ کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے "محمود کے متعلق ہے۔" بالکل غلط۔ میں نے یہ کب لکھا ہے۔ میں نے تو لکھا ہے۔ کہ اس فقرہ کے بعد کا حصہ مندرجہ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء حسب تصریح الہامی مصلح موعود کے متعلق ہے۔ کیا آپ اسی طرح سے استدلال کیا کرتے ہیں۔

۱۶۔ میں چاروں بیٹوں کی پیشگوئی کے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں ہونے کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ اور اب آپ نے بھی اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ہاں "دو سعید لڑکوں" کے متعلق خاموش کیوں ہو گئے۔ کیا دوسرا سعید لڑکا بشیر ثانی محمود نہیں۔ اور پھر کیا اسی کا ذکر ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں نہیں؟ غور کر کے جواب دیں۔

۱۷۔ "تین کو چار کرنے والا" کے معنے خود حضرت نے لکھا ہے کہ مجھے سمجھ نہ آئے تریاق القلوب میں بھی اس کے دو معنے لکھے ہیں۔ فرمایا:۔

"تین کو چار کرنے والا ہوگا جس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ چوتھا لڑکا ہوگا یا چوتھا بچہ ہوگا" (صلاک)

یہ خود احتمالی معنے ہیں۔ اور آپ لوگ جس احتمال کو بھی مانتے ہیں۔ اسے بعد میں غلط قرار دے لیتے ہیں۔ یہ عجیب منطق ہے۔ لیکن جناب من! ہم جو معنے اس کے مانتے ہیں۔ اور جن کا ذکر میں پہلے پرچہ میں کر چکا ہوں۔ وہ خدا کی شہادت سے ثابت ہیں۔ آہ! کتنا عجیب واقعہ ہے۔ مگر ان لوگوں کے لیے محل استہزاء۔

۱۸۔ مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے۔ کہ تین کو چار کرنے والا ذوالوجوہ فقرہ ہے۔ لہذا اسی کو علامت قرار دینا اور پھر اس کے بھی ایک ہی معنی پکڑ لینا جو واقعات سے غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ تقوے سے یقیناً بعید ہے۔ کیوں آپ لوگ ان معنوں کو قبول نہیں کرتے جو خدا کی شہادت سے ثابت ہیں۔ چوتھا ہونے کے لحاظ سے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ تین کو چار کرنے والے تھے۔ آج مولوی عمر الدین صاحب جو آپ کے پرچہ میں کئی فقروں کا اپنے قلم سے اضافہ کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے معنے متعدد طریق پر بیان کرتے رہے ہیں۔

۱۹۔ بچوں کی باتیں تو وہ کرتا ہے۔ جو نصوص کو چھوڑ کر اپنے خیال کی پیروی کرتا ہے نہ کہ وہ شخص جو پیشگوئی کو الہامی گواہی اور واقعات کی تصدیق سے مانتا ہے۔

۲۰۔ آپ مانتے ہیں۔ کہ سبز اشتہار میں محمود کی پیشگوئی ہے۔ ذرا اس پیشگوئی اور مصلح موعود کی پیشگوئی اور صلا کے حاشیہ کو تو درج کر دیں۔ تا مخلوقِ خدا کو پتہ لگ جائے۔ کہ مصلح موعود ہی کا نام بشیر ثانی اور محمود ہے۔

۲۱۔ میں نے آپ کو چیلنج کیا تھا۔ کہ آپ دکھائیں۔ کہ حضرت نے کہاں لکھا ہے۔ کہ سیدنا محمود مصلح موعود نہیں۔ ایسا کہیں نہیں لکھا۔ آپ اس چیلنج سے عاجز آ کر کہتے ہیں۔ کہ یہ دکھاؤ۔ کہ تین کو چار کرنے والا محمود ہے۔ مبارک نہیں۔ حالانکہ یہ فقرہ جیسا کہ گذر چکا ذوالوجوہ ہے کسی لڑکے کو مصلح موعود کا مصداق قرار دینے کے کیا یہ معنے نہیں۔ کہ وہ ان علامات کا حامل ہے جو مصلح موعود کے لئے ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اگر ہے۔ تو جب حضرت اقدس نے سیدنا محمود کو "تکمیل تبلیغ" میں اجتہاداً مصلح موعود قرار دیا۔ تو ضمناً تین کو چار کرنے والا بھی بنا دیا۔ فرمائیے کیا

آپ کا چیلنج ہاں احتمالی چیلنج ٹوٹا یا نہیں؟

۲۲۔ اس کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے۔ کہ مبارک احمدؐ کے سوا ئمین کو چار کرنے والا ہے۔ بار بار اسی کو کہتے رہنا اصولِ مناظرہ کی پابندی نہیں۔ اس ذوالوجوہ فقرہ کو محکم کہنا آپ کی ہی شان ہے۔

۲۳۔ بہشتی مقبرہ کے داخلہ حضرت کے اشعار کا مصداق خلیفہ ہونے کا بڑا تعلق مصلح موعود سے ہے۔ اگر آپ نہ سمجھنا چاہیں۔ تو آپ کی مرضی۔ واقف احمدی اس کا اندازہ کر لیں گے۔

۲۴۔ آپ کو کسی نے غلط فہمی میں مبتلاء کر دیا ہے۔ کہ میں حضرت کے شعر ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

کا مصداق مرزا ناصر احمد صاحب کو مانتا ہوں۔ یہ آپ کی بہت بڑی بھول ہے۔ اگر آپ سچے ہیں۔ تو میری کوئی عبارت پیش کریں۔ مگر یاد رکھیں۔ کہ عبارت کو اچھی طرح پڑھ لیں۔ کسی غیر احمدی کے کہنے سے مغالطہ میں نہ آجائیں۔

۲۵۔ میں اس کا جواب پہلے پرچہ میں ہی دے چکا ہوں۔ کہ حضرت اقدس نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے حصہ متعلقہ مصلح موعود کا ذکر سبز اشتہار میں کیا ہے۔ اور وہ یعنی سبز اشتہار مصلح موعود کی پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ اور حضرت اقدس نے بارہا سیدنا محمود ایدہُ اللہ کو سبز اشتہار کا مصداق قرار دیا۔ یا بالفاظِ دیگر بارہا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی متعلقہ مصلح موعود کا ذکر کیا ہے۔ کیا آپ لفظی نزاع کی آڑ لینا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کو حقیقت کی تلاش نہیں؟

۲۶۔ کامل انکشاف کی جو تفسیر آپ کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ کیونکہ اس سے نعوذ باللہ حضرت پر عدم ایفاء عہد کا الزام آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ یہ خدا کے اختیار میں تھا۔ درست ہے۔ مگر کیا خدا نے "کامل انکشاف" فرمایا؟ نہ یہی سیدنا محمود احمد کے متعلق آپ کے فرضی نظریہ کے مطابق مبارک احمد کے لئے ہی کامل انکشاف ہونا۔ لیکن ایسا نہ ہونا بتلاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو قیاس فرمایا تھا۔ وہ درست تھا۔ اللہ تعالیٰ کا علم اس کے خلاف نہ تھا اگر ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ وحی نازل کر دیتا۔ اس کا ایسا نہ کرنا بلکہ واقعات کے رُو سے اس قیاس

کی کھلی کھلی تائید کرنا بتلاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ قیاس بالکل درست تھا۔

۲۷۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ میرا اور مولانا محمد علی صاحب کا یہی مذہب ہے۔ کہ حضرت نے اجتہاداً بھی کبھی مصلح موعود سیّدنا محمود ایدہٗ اللہ کو قرار نہیں دیا۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ یہ مذہب غلط ہے۔ اشتہار "تکمیل تبلیغ" اس کی کھلی کھلی تردید کر رہا ہے۔

۲۸۔ بینزل منزل المبارك تو مصلح موعود نہیں۔ اگر آپ کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی تحریر ہے۔ تو پیش فرمائیں۔ ورنہ از خود غلط تاویلات کا دروازہ نہ کھولیں۔

۲۹۔ میں نے نہایت وضاحت سے ثابت کیا تھا۔ کہ مصلح موعود کے لئے نو سال کا عرصہ مقرر تھا۔ اور اس کا حضرت اقدس کی موجودہ اولاد میں سے ہونا ضروری تھا۔ آپ کے پاس ان تمام دلائل کا کوئی جواب ہے؟ ہرگز نہیں۔

۳۰۔ آپ عجیب طریق اختیار کر رہے ہیں۔ ایک طرف ہم سے اجتہادی تعیین کا مطالبہ کرتے ہیں۔ (جس کا معقول جواب دیا جا چکا ہے) اور دوسری طرف حضرت کے اجتہاد کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ حضرت کا اجتہاد غلط ہے۔ تو الہام سے حضرت کی عبارت سے بتائیں۔ کہ پھر مصلح موعود کون ہے؟

۳۱۔ خاتم الانبیاء کے متعلق انبیاء بنی اسرائیل کی اجتہادی غلطی تبھی ثابت ہوئی۔ جب کہ خاتم الانبیاء آ گئے۔ اسی طرح مصلح موعود کے متعلق حضرت اقدس کی غلطی تبھی ثابت ہو سکتی ہے جبکہ مصلح موعود آ جائے۔ یا آپ اس کا وجود دلائل سے ثابت کر سکیں۔ جب یہ بات نہیں۔ تو اس کو حضرت کی اجتہادی غلطی کہنا بہت بڑی جرأت ہے۔ حضرت کو حکم و عدل ماننے کا دعویٰ کرنے والوں کے لئے جائز نہیں۔ کہ بغیر کسی قطعی دلیل کے آپ کی واضح پیشگوئی کو اجتہادی غلطی قرار دیں۔

۳۲۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ ۲۰؍ فروری اور سبز اشتہار کے مصلح موعود کے لئے مبعوث ہونا اور دعوے کرنا ضروری ہے۔ بتلائیں یہ کہاں لکھا ہے؟

۳۳۔ وہ تعیین جو الہام موجودہ کے خلاف ہے۔ وہ لعنتیوں کا کام ہے۔ اسی کا حضرت نے حجۃ اللہ کتاب میں ذکر کیا ہے۔ مگر مخالف الہام کی عدم موجودگی بوجہ الہامات اور واقعات کی روشنی میں قرائن قویہ سے کسی پیشگوئی کے مصداق کا معین کرنا اس کے متعلق حضرت نے

ہرگز ایسا جملہ نہیں لکھا۔ یہ محض آپ کا خود ساختہ قول ہے۔ اگر آپ سچے ہیں۔ تو حضرت کی مکمل عبارت پیش کریں۔

ہاں آپ نے ۸ر اپریل کے مدت حمل کی عبارت سے نو سالہ مدت والے موعود اور اس کے آنے کی مدت کو منسوخ کیا تھا۔ اس قسم کے اعتراض کو حضرت نے لیکھرامی خیانتوں کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔

"مثلاً وہ (لیکھرام) اشتہار ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء کا ذکر کر کے اس کی یہ عبارت اپنے اشتہار میں لکھتا ہے۔ کہ اس عاجز پر اس قدر کھل گیا۔ کہ لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے۔ جو ایک مدت حمل تک تجاوز نہیں کر سکتا۔ لیکن اس عبارت کا اگلا فقرہ یعنی یہ فقرہ کہ یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ کہ جو اب پیدا ہوگا۔ یہ وہی لڑکا ہے۔ یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ اس فقرہ کو اس نے عمداً نہیں لکھا۔ کیونکہ یہ اس کے مدعا کو مضر تھا۔ اور اس کے خیال فاسد کو جڑھ سے کاٹتا تھا۔" (ستر اشتہار ص۲ حاشیہ)

۳۴۔ آپ نے نو سالہ مدت کو منسوخ کہا تھا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اشتہار محک اخیار میں اس کے خلاف موجود ہے اشتہار ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء میں خود اس کے خلاف موجود ہے۔ اور "نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا" کا ذکر ہے۔ پھر اگر وہ نو برس کی مدت منسوخ ہو گئی تھی۔ تو گویا کوئی میعاد نہیں رہی۔ کیونکہ مبہم وقت تو میعاد نہیں ہوتا۔ پھر حضرت کا فرمانا "چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا" (سراج منیر ص۳۱) کیونکر درست ٹھہر سکتا ہے؟ ایسا ہی حقیقۃ الوحی ص۳۶۳ میں بھی آپ کے خیال کی تردید موجود ہے۔

۳۵۔ آپ کے تمام سوالات و اعتراضات کا جواب دینے کے بعد میں آپ سے پھر پوچھتا ہوں۔ کہ

۱۔ آپ نو سالہ مدت کے حوالوں کو حل کریں۔

۲۔ آپ مصلح موعود کے حضرت کی موجودہ نسل میں سے ہونے کے دلائل کو رد کر کے دکھائیں۔

م۳- آپ بتلائیں۔ کہ بشیر ثانی اور مصلح موعود میں کیا فرق ہے۔

م۴- آپ بتلائیں۔ کہ بشیر ثانی کون ہے ؟

م۵- قبولیت دُعا کا نتیجہ مصلح موعود کی پیدائش کیونکر ہوسکتی ہے۔ اگر وُہ اب پیدا نہ ہو

م۶- مصلح موعود حضرت اقدس کی تعلیم کو پھیلانے والا ہے۔ اس لئے وہ قدرتِ ثانیہ یا خلیفۂ دوم ہوگا۔ ہاں جو آخری زمانہ کا مصلح موعود ہو۔ وُہ اس سے بالکل الگ ہے۔

آپ میرے پہلے اور ان مطالبات کا جواب دیں۔ اور بتلائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت کی اولاد کے ذریعہ اور خصوصًا سیّدنا محمود کے ذریعہ مطابق سبز اشتہار انزالِ رحمت کے دوسرے طریق کو کیونکر پُورا کیا ؟

پھر جبکہ سبز اشتہار میں ہی معین کرکے بتلا یا گیا ہے۔ کہ مصلح موعود کے لئے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فلاں حصّہ ہے۔ اور اس میں بشیر ثانی کی بشارت ہے۔ اور بشیر ثانی بلا توقف آنے والا اور محمود اور فضل ہے۔ لہذا بلاشُبہ مصلح موعود سیدنا حضرت محمود ایدہُ اللہ ہیں۔ اور انہیں کے حضرت اقدس نے فضل محمود۔ بشیر ثانی نام تجویز فرمائے۔ اور بقول حضرت مسیح موعود ناموں میں بھی مخفی پیشگوئی ہوتی ہے۔

بالآخر میں آپ سے پھر کہتا ہوں۔ کہ بدتہذیبی کو چھوڑ کر خوفِ خدا کو مدنظر رکھکر اس پیشگوئی کو پیشگوئیوں کے اصولوں پر رکھیں ۞ باقی پھر انشاء اللہ

خاکسار۔ ابو العطاء جالندھری ۲۰ ۶/۴۳

پرچہ وقت مقررہ کے اندر ختم کیا گیا ہے۔

خاکسار سیّد محمد امین گیلانی

قاضی محمد نذیر
پریذیڈنٹ مناظرہ
جماعت احمدیہ راولپنڈی

عمر الدین احمدی پریذیڈنٹ مناظرہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تیسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحث مصلح موعود

میاں محمود احمد صاحب مصلح موعود نہیں!

سب سے پہلے میں آپ کا وُہ مطلوبہ حوالہ نقل کرتا ہُوں۔ جس میں آپ نے میاں مبارک احمد صاحب کو "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا" والے اشعار کا مصداق قرار دیا ہے۔

"وہی لڑکا ہے جس کے متعلق فرمایا۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

(درثمین)

جواب سوم۔ شبیہ مبارک احمد کے متعلق ضروری تھا۔ کہ حضرت کی اپنی صلب سے نہ ہو۔ کیونکہ یہ الہام الٰہی کے خلاف تھا۔ . . . . گویا صاف کھل گیا۔ کہ شبیہ مبارک احمد آپ کے صلب سے نہ ہو گا۔ بلکہ وُہ آپ کا پوتا ہو گا۔ اے منکرین سنو۔ اور گوش ہوش سے سنو۔ مبارک احمد کا قائم مقام اور شبیہ ۱۶؍ نومبر ۱۹۰۹ء کو پیدا ہونے والا مولود مسعود ہے جس کا نام صاحبزادہ میرزا ناصر احمد سلمہ اللہ ہے۔ (تفہیمات ربانیہ صفحہ ۱۳۵، صفحہ ۱۳۶)

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ خود نہ تو صلبی ہونا شرط قرار دیتے۔ اور نہ ہی "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا" کے الفاظ میاں محمود احمد صاحب کے متعلق سمجھتے ہیں۔ اگر اب خیال بدل گیا ہو۔ تو تحریر فرما دیجئے۔ معیوب بات نہیں۔

آپ نے لکھا ہے۔ کہ میں نے بشیر ثانی کو ہی مصلح موعود کہا ہے۔ اور بشیر ثانی سے مراد

محمود ہے۔ میں نے یہ تو لکھا ہے۔ کہ محمود بھی بشیر ثانی ہے۔ مگر دوسرا بشیر جو مصلح موعود ہے۔ کبھی محمود کو نہیں لکھا۔ یہ آپ نے تحریف سے کام لیا ہے۔

میں نے آپ کے سامنے بار بار رکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ دکھایئے۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی محمود پر چسپاں کی۔ مگر آپ نے اس کی بجائے اشتہار تکمیل تبلیغ" کا حوالہ دیا ہے۔ کہ اس میں محمود کو مصلح موعود قرار دیا ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ اس کا نام محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی۔ رکھا گیا ہے۔

کہیں اجتہاداً قطعی طور پر یا الہامی طور پر یہ دعوے نہیں کیا۔ کہ اس کے مصداق میاں محمود ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ میاں محمود احمد صاحب کے متعلق یہ لکھنا کہ آپ اس عمر میں ہیں۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ ہی عمر پانے والے ہیں۔ تو کیا جس کے متعلق یہ کہدیں۔ کہ اکی عمر اتنی ہے وہ اس کا مصداق ہو جائے گا۔ کیا یہ دلائل ہیں؟

آپ نے کہا۔ کہ ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مصداق تو مبارک احمد ہیں۔ مگر آپ نے الفاظ پر غور نہ کیا۔ کہ یہی پیشگوئی ہے۔ جسے حضرت نے ۱۸۸۶ء میں اشتہار کے ذریعہ پھیلایا۔ اگر آپ ۱۸۸۶ء والا موعود بچہ مبارک کو مانتے ہیں۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ ۱۸۸۶ء والا موعود بھی مبارک ہی ہے۔ چونکہ تریاق القلوب میں آپ نے لکھدیا ہے۔ کہ مبارک احمد کی نسبت پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کی گئی۔ نزول المسیح میں خود حضرت نے لکھا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں بیان ہوئی۔ (دیکھئے کالم تاریخ بیان پیشگوئی) یہ اعتراض آپ نے کم علمی سے کر دیا۔

آپ دریافت کرتے ہیں۔ کہ بشیر ثانی اور محمود میں کیا فرق ہے؟ میں یہ عرض کرونگا کہ بشیر ثانی اور محمود ایک لحاظ سے ایک ہیں۔ مگر ایک وہ بشیر ہے۔ جس کے لئے آپ نے تین کو چار کرنے والا کی شرط ٹھہرائی ہے۔ اس کو کبھی میاں محمود احمد صاحب پر چسپاں نہیں کیا۔

آپ کا یہ کہنا کہ محمود کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں موجود ہے۔ غلط ہے۔ بتایئے کہ تریاق القلوب میں جہاں محمود کی پیشگوئی کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی

پیشگوئی کو اس پر چسپاں کیا ہے۔

آپ نے سلطان احمد کے جماعت میں شامل ہونے کو اس بات کی دلیل ٹھہرایا۔ کہ میاں صاحب مصلح موعود اور تین کو چار کرنے والے ہیں۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں۔ کہ حضرت نے ضمیمہ انجام آتھم ص۱۵ پر یہ فرمایا ہے۔ کہ یہ چار بیٹے وہی ہیں۔ جو اس نکاح (یعنی دہلی والی بیوی ناقل) سے ہونے والے تھے۔ سلطان احمد کا ان میں داخل ہونا ان کو چار نہیں بنا سکتا۔

میں نے آپ کے سامنے رکھا تھا۔ کہ سبز اشتہار میں حضرت نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی محمود پر چسپاں نہیں کی۔ بلکہ اس کو الگ شروع کیا۔ مگر آپ مُصر ہیں۔ کہ نہیں محمود پر ہی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی چسپاں کی۔ اگر یہ درست ہے۔ تو تریاق القلوب میں یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ مبارک ہی اس کے مطابق پیدا ہوا۔ انجام آتھم میں یہ کیوں کہا۔ کہ چوتھا بیٹا ہونے والا ہے۔ صاف طور پر کیوں نہ کہدیا۔ کہ ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے مصداق محمود ہیں۔

آپ نے تریاق القلوب کے الفاظ "مرد خدا مسیح صفت" سے اندازہ لگایا ہے۔ کہ محمود احمد صاحب ہیں کیا حضرت صاحب نے ان الفاظ کو کبھی محمود احمد پر چسپاں کیا۔ اگر نہیں۔ تو یاد رکھیئے کہ یہ مصلح موعود کیلئے تھے۔ اور وہ پیشگوئی حضور کے اجتہاد کے مطابق مبارک کے لئے تھی۔

آپ بڑا زور دے چکے ہیں۔ کہ حسن و احسان میں مسیح موعود کی نظیر ہوگا۔ اور پھر فرماتے ہیں۔ کہ میاں محمود احمد صاحب نے حضرت کے مشن کو عروج دیا۔ لہذا وہ موعود مصلح ہیں۔ میری یہ درخواست ہے۔ کہ یہ چیز آپ مانتے ہیں۔ مگر ہم پر حجت کے طور پر پیش نہیں کر سکتے۔

ہم تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جس شخص نے حضرت مسیح موعود کے مذہب کو بدل دیا۔ آپ کو امتی سے اٹھا کر نبی کے مقام تک پہونچایا۔ تمام مسلمانوں کی تکفیر کی۔ اسمہ احمد کی پیشگوئی کے معاملہ میں خلاف قرآن و حدیث عمل کیا۔ وہ مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ اس کو مسیح موعود کی نظیر کہنا مسیح موعود کی ہتک ہے۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ میاں صاحب نے محمد شریف گھریالوی۔ اور ثناء اللہ کے مقابلہ میں فرار کیا۔ کیا مباہلہ کرنے سے آپ نے انکار کر کے "اولوالعزمی" کا ثبوت دیا۔ کیا یہی مسیح موعود کی خوبیاں تھیں۔ جو صاحبزادہ صاحب میں آئی ہیں۔ کیا مسیح موعود

ننگی میموں کا ناچ دیکھا کرتے تھے۔ کہ میاں صاحب نے ان کا نظیر ہو کر پیرس میں ننگی میموں کا ناچ دیکھا۔ کیا یہی مصلحیت موعودہ ہے۔ خدارا مسیح موعود کی توہین نہ کیجئے۔ ایسا آدمی کبھی آپ کا نظیر نہیں ہو سکتا۔

میں چار بیویوں کو حرام نہیں سمجھتا لیکن آپ کو یہ دلیل تو دل لگی ہوگی۔ کہ ہمیشہ تین کو چار کرتے ہیں۔ اگر یہ دلیل غلط ہے۔ اس لئے کہ میری خود ساختہ ہے۔ تو آپ کی دلیل غلط ہے کیونکہ وہ بھی خود ساختہ ہے۔

واقعات نے ہرگز تائید نہیں کی۔ کہ میاں صاحب مصلح موعود ہیں۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ مبارک اس لئے مصلح نہیں۔ کہ وہ زندہ نہ رہا۔ تو میں یہ کہوں گا۔ کہ میاں محمود احمد صاحب اس لئے مصلح نہیں۔ کہ وہ رُوحانی طور پر زندہ نہیں رہے۔ اور انہوں نے سراسر مسیح موعود کے خلاف کرکے اپنی روحانی زندگی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اگر میموں کے ناچ دیکھنے کا حوالہ دیکھنے کی ضرورت محسوس ہو۔ تو الفضل ۲۸ر جنوری ۱۹۲۴ء میں چھپا ہوا خطبہ عید الفطر دیکھئے۔ جس میں خلافت مآب نے خود اس جرم کا نہایت دلیری سے اعتراف کیا ہے۔ تو یوں ہوا کرتے ہیں مصلح موعود مسیح موعود کی نظیر حسن و احسان میں۔

آپ نے فرمایا "ینزل منزل المبارک" مصلح موعود کے لئے نہیں۔ غور فرمائیے کتمان حق سے کچھ فائدہ نہیں۔ اگر آپ یہ مان چکے ہیں۔ کہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ہے (پہلا پرچہ) اور پھر میں نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ اسے تریاق القلوب ص۴۳ پر حضرت نے مبارک پر چسپاں کیا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آپ نے مصلح موعود مبارک کو سمجھا۔ اب مبارک فوت ہوا۔ تو آپ نے اسی پیشگوئی کے متعلق کہدیا۔ کہ "ینزل منزل المبارک" تو معلوم ہوا۔ کہ یہ اسی مصلح موعود کے متعلق ہی ہے۔ نہ کسی اور کے لئے۔

حجۃ اللہ کی اصل مطلوبہ عبارت سنیئے :-

"ہاں اگر اس پیشگوئی میں کوئی ایسا الہام ہے میں نے لکھا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا۔ کہ الہام نے اس کو موعود لڑکا قرار دیا تھا۔ تو کیوں وہ الہام پیش نہیں کیا جاتا۔ پس جبکہ تم الہام کے پیش کرنے سے عاجز ہو۔ تو کیا یہ لعنت تم پر ہے

یا کسی اور پر" (حجۃ اللہ صنا)

اگر آپ بغیر الہام کے اور بغیر اجتہاد مسیح موعود کے تعیین کر کے کہیں۔ کہ میاں صاحب اس کے مصداق ہیں۔ تو آپ کس صف میں ہونگے۔

حسن و احسان میں مسیح موعود کا نظیر"۔ اس کے متعلق یہ حوالہ سنیئے:۔

"مہدیٔ موعود خلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ یعنی اس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہوگا۔ اور اس کے اہل بیت سے ہوگا۔ . . . . .

ان الفاظ سے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ کا یشوعا بروز تھا۔ اور بروز کے لئے ضروری نہیں۔ کہ وہ انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسا ہو۔ . . جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؓ کی اولاد بتایا۔ اور کبھی حسینؓ کی۔ اور کبھی عباس کی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصود تھا۔ کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث" (ایک غلطی کا ازالہ)

اس سے یہ معلوم ہؤا۔ کہ حسن و احسان میں نظیر ہونا یا ہمرنگ ہونا الفاظ حقیقت میں بروز کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یہی عبارت اگر تھوڑی سی تبدیلی سے پڑھی جائے۔ ہمرنگ کی بجائے حسن و احسان میں نظیر وغیرہ الفاظ رکھے جائیں۔ تو معاملہ حل ہوجاتا ہے۔ اصول یہی ہے خواہ وہ مہدی کے لئے ہو یا مصلح موعود کے لئے۔ یہ مصلح موعود بھی ممکن ہے۔ کہ رُوحانی طور پر ہی حضرت کا وارث ہو جس کی شناخت حسب تحریر الوصیّت وقت پر ہوگی۔

اب میں پھر اصل معاملہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ حضرت نے تریاق القلوب صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے

"عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں دی گئی تھی۔ اس وقت ان ہر چہار لڑکوں میں سے ایک بھی پیدا نہیں ہؤا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالےٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھدیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳ اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء دیکھو

کالم کی سطر ۷۔ جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا تب اس نام کے رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء یاد آگئی۔"

اس سے اگر ایک طرف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مبارک ہی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کا مصداق ہے۔ تو دوسری طرف یہ بھی واضح ہو رہا ہے۔ کہ قادیانی مناظر کا میاں محمود احمد صاحب کو مبارک قرار دینا بالکل باطل ہے۔ کیونکہ حضرت نے مبارک کو ہی مبارک قرار دیا ہے۔

تفاؤل کے طور پر کسی کا نام رکھنا یقین نہیں دلاتا۔ کہ وہ درست ہے۔ تفاؤل تشاؤم کے مقابل ہے۔ مگر کسی بیمار کو تندرست کہنے سے یہ مطلب نہیں۔ کہ واقعی وہ تندرست ہے۔

آپ نے استفسار کیا ہے۔ کہ کیا حقیقۃ الوحی سراج منیر اور تریاق القلوب میں حضرت نے اپنی سابقہ پیشگوئیوں کے بیان کو برقرار نہیں رکھا۔ میں کہتا ہوں۔ رکھا اور ضرور رکھا لیکن اگر آپ حقیقۃ الوحی۔ سراج منیر اور تریاق القلوب میں سے ایک جگہ سے بھی یہ نہ دکھا سکیں کہ میاں محمود ۱۸۸۶ء والے اشتہار متعلق مصلح موعود کا مصداق ہے۔ تو افسوس کی بات ہے حقیقۃ الوحی اور تریاق القلوب اور سراج منیر میں جب بھی ذکر آیا یہی آیا۔ کہ میاں محمود احمد سبز اشتہار کے مصداق ہیں۔ اور ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کو ہمیشہ الگ کیا جس کے لئے میں حوالے مفصل طور پر دے چکا ہوں۔

"ارہاص" کے متعلق یاد رکھئے کہ مسیح علیہ السلام آنحضرت صلعم کے لئے ارہاص ہو سکتے ہیں۔ مگر مسیح کے حواری آنحضرتؐ کے ارہاص نہیں ہو سکتے۔ ارہاص ہونا ایک نسبت کو چاہتا ہے مسیحؑ میں اور آنحضرتؐ میں تو ایک نسبت ہے۔ وہ نبوت ہے جو دونوں میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح مصلح موعود کے لئے بشیر اول ان معنوں میں ارہاص ہے۔ کہ اس کی پیشگوئی بھی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ہے۔ اور روحانی طور پر ایک کو دوسرے سے مناسبت ہے سینکڑوں بچے پیدا ہو جائیں۔ مگر مصلح موعود کا ارہاص بشیر اول ہی ہوگا۔ کیونکہ وہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ الوصیت کا موعود مامور ہے۔ لیکن آپ نے غور نہ کیا۔ کہ جو الفاظ الوصیت کے ہیں۔ وہی اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے

"تیری ہی ذرّیت و نسل سے ہوگا۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

یہی الفاظ الوصیت اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۴ پر ہیں۔ الوصیت کے مامور کے لئے کوئی الگ پیشگوئی نہیں۔

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق اس پر وحی نازل ہونی چاہیئے۔ وہ مامور ہونا چاہیئے اور یہی الوصیت کا مطلب ہے۔ پس یہ ایک ہے اور آپ کے پاس اس کو الگ الگ قرار دینے کے لئے کوئی دلیل نہیں۔

اب میں آپ کے اعتراضات کے جواب سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اور وہ سوالات نقل کرتا ہوں۔ جو میں نے پیش کئے۔ اور آپ نے ان پر کوئی توجہ نہیں دی۔

۱۔ کیا کبھی حضرت نے اجتہاداً مصلح موعود والی پیشگوئی ۱۸۸۶ء محمود پر چسپاں کی۔

۲۔ میں نے چوتھا دن چوتھا گھنٹہ والی عبارت پیش کی۔ کہ اس کے مطابق مبارک پیدا ہوا۔ مگر آپ خاموش رہے۔

۳۔ "بشرنی ربی برابع" والا الہام مندرجہ انجام آتھم لاجواب ہی رہا۔

۴۔ میں نے کہا کہ حضرت نے تیرہ سال کے بعد ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی مبارک پر چسپاں کرکے نو سال کی شرط توڑ دی۔ آپ نے جواب نہیں دیا۔

۵۔ میں نے "بلا توقف" کے بارہ میں جو تحریر پیش کی۔ اس کا جواب نہیں آیا۔

۶۔ میں نے کہا۔ کہ مصلح موعود کے مدعی کا الہاماً دعوے کرنا دکھاؤ۔

۷۔ میں نے پوچھا۔ کہ ایک حوالہ محمود کی پیدائش کے بعد کا بتاؤ۔ جس میں پیشگوئی ۱۸۸۶ء کا مصداق اسے قرار دیا ہو۔ آپ نے جواب نہ دیا۔

۸۔ "تین کو چار کرنے والے" الہام کو آپ محمود پر چسپاں نہ کرسکے۔

۹۔ "انبیاء کی اجتہادی غلطی" کا جواب نہیں دیا۔

۱۰۔ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵ اور انجام آتھم صفحہ ۱۸۳ کے حوالجات کا جواب نہیں دیا۔

۱۱۔ میں نے ۹ سال والی میعاد کے جو دلائل دیئے۔ آپ نے اسے نہیں توڑا۔

آخر میں یہ کہوں گا۔ کہ جب آپ خود مصلح موعود والی پیشگوئی ۱۸۸۶ء والی قرار دیتے ہیں۔ تو

مان جایئے۔ کہ اس کا مصداق مبارک تھا۔ جو فوت ہؤا۔ اب آئندہ رُوحانی طور پر جو ہوگا۔ اس کو ماننے سے انکام نہیں کریں گے۔

سید اختر حسین گیلانی مناظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

نگران از جماعت احمدیہ۔ شیخ عبد القادر مولوی فاضل ۶/۳۷ ۲۰

عمر الدین احمدی۔ پریذیڈنٹ مناظرہ

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام راولپنڈی ؛

قاضی محمد نذیر۔ پریذیڈنٹ مناظرہ

منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی

جماعت احمدیہ کا چوتھا پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ———— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مصلح موعود

۱۔ شاہ صاحب! آخر وہی بات ہوئی۔ کہ آپ کسی غیر احمدی کے دھوکہ میں آ گئے۔ اور آپ نے بلا سوچے سمجھے تفہیمات ربانیہ کے حوالہ کو پیش کر دیا۔ میں نے تفہیمات ربانیہ میں ہرگز نہیں لکھا۔ کہ شعر؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

کا مصداق مرزا ناصر احمد صاحب ہے؟ اگر آپ دکھا سکیں۔ تو میں آپ کو دس روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔

میں نے اس شعر کو نقل کر کے لکھا ہے:۔

"سو ہم گواہ ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہو گیا۔ اور سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ذریعہ آسمانی فیوض و برکات کا واضح ظہور ہو رہا ہے۔ جس کا اپنے و بیگانے اقرار کر رہے ہیں" (صفحہ ۹۰)

یہ صریح اور واضح حوالہ ہے۔ کہ میرے نزدیک "اک بیٹا" سے مراد صرف حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ہیں۔ نہ اور کوئی۔

پھر میں نے صفحہ ۱۳۵ پر شبیہ مبارک احمد کے مصلح ہونے پر اصرار کرنے والوں کو کہا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کے دوسرے صاحبزادوں میں سے کسی صاحبزادہ کو ان صفات متعلقہ مبارک احمد کا وارث کر دیا۔ اور اس کے بعد کی عبارت یوں ہے:۔

اور وہ (حضرت مسیح موعود کا دوسرا صاحبزادہ۔ ناقل) وہی لڑکا ہے جس کے متعلق فرمایا؎

"بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا" الخ

اب انصاف سے فرمایئے۔ کہ آپ کی طرف سے کتنی بڑی تحریف کی جا رہی ہے۔ میں نے جہاں

صاحبزادہ ناصر احمد کا ذکر کیا ہے۔ اس جگہ شبیہ مبارک احمد کا حضرت اقدس کے صلبی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اور جہاں اس شعر کو پیش کیا۔ وہاں حضرت کے صلبی لڑکے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مرزا ناصر احمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے صلبی بیٹے نہیں۔ بلکہ پوتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اس طرح سنی سنائی باتوں پر اپنے علم کا دارومدار رکھتے ہیں۔

۲۔ آپ نے لکھا ہے "میں نے لکھا ہے۔ کہ محمود بھی بشیر ثانی ہے" لیکن پہلے پرچہ میں آپ نے یہ لکھا ہے۔ کہ

"بشیر ثانی اور محمود ایک ہیں۔ یہ درست ہے"

دونوں فقروں پر غور کریں۔ کہ تحریف کون کر رہا ہے۔ اگر بشیر ثانی اور محمود ایک ہے۔ اور یقیناً ہے۔ اور بشیر ثانی ہی مصلح موعود ہے۔ (سبز اشتہار) تو گویا آپ نے مان لیا۔ کہ محمود ہی مصلح موعود ہے۔ اب آپ اس کا انکار کیونکر کر سکتے ہیں۔ ع حق بر زبان جاری

۳۔ پھر وہی ۲۰ رفروری کے علیحدہ علیحدہ ہونے کا قصہ نہ معلوم آپ اس ناواجب بات پر کیوں ضد کر رہے ہیں۔ اور غور نہیں کرتے۔ کہ مصلح موعود کا تو لفظ ہی ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں نہیں۔ بلکہ مصلح موعود کا لفظ سبز اشتہار میں ہی ہے۔ اور وہاں ہی بتایا گیا ہے۔ کہ ۲۰ رفروری کے اشتہار میں سے فلاں حصہ مصلح موعود کے متعلق ہے۔ اور مصلح موعود بشیر ثانی اور محمود ہے اب ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب کسی لڑکے کو سبز اشتہار کا موعود قرار دیا جائے گا۔ جب کسی کو اجتہاداً مصلح موعود کہا جائے گا۔ اور ملاحظہ ہو۔ اشتہار (تکمیل تبلیغ) تو اس کے یقینی اور واضح معنی یہی ہیں۔ کہ یہ لڑکا ۲۰ رفروری کی پیشگوئی کا مصداق ہے۔

۴۔ دیکھئے حضرت نے صاف تحریر فرمایا ہے:۔

"یہ انسان کو جرأت نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ منصوبہ سوچے۔ کہ اول تو مشترک طور پر چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرے۔ جیسا کہ اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔ اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرتا جائے۔" (تریاق القلوب صـ۴۳)

گویا ۲۰ فروری میں چاروں لڑکوں کے لئے پیشگوئی ہے۔ اور پھر ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ بھی

پیشگوئی اس کی ولادت کے قریب ہوئی ہے۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ حضرت مبارک احمد کی پیشگوئی ۲۰ فروری والے اشتہار میں ہے۔ آپ کا یہ استدلال صریح غلط ہے۔ ہر جگہ ذکر ضروری نہیں۔ عدم ذکر سے عدم شئی لازم نہیں آتا۔

۵۔ پہلے تو اجتہاداً مصلح موعود کے چسپاں کرنے کا مطالبہ تھا۔ جب تکمیل تبلیغ اشتہار کا ذکر کیا۔ تو اجتہاداً قطعی طور پر کہدیا۔ گویا مان لیا۔ کہ محض اجتہاد کے طور پر حضرت نے مصلح موعود کی پیشگوئی سیدنا حضرت محمود پر چسپاں کی ہے۔

بانی صاحبزادہ مبارک احمد کے لئے کبھی مصلح موعود کا لفظ نہیں بولا گیا۔ اور نہ ہی وہ عمر پانے والا ٹھہرا۔ لہذا جس کو اللہ تعالیٰ کی شہادت نے مصلح موعود ثابت کیا ہے۔ اسی کو ماننا ضروری ہے۔

مقام حیرت ہے۔ کہ آپ احادیث کی پیشگوئی اذا نزل ابن مریم کی توجیہ کر کے تو مان سکتے ہیں۔ مگر تین کو چار کرنے والا کے معقول ترین معنے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ دراصل آپ کا منشاء یہی ہے۔ کہ مصلح موعود کا کوئی مصداق ثابت نہ ہو۔

۶۔ حضرت اقدس کا سیدنا حضرت محمود کی عمر کا ذکر کرنا اور بار بار ذکر کرنا انصاف پسند احمدی کی نظر میں اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آخر تک حضرت اقدس ان کو ہی مصلح موعود اور عمر پانے والا سمجھتے رہے آپ اگر نہ مانیں۔ تو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

۷۔ نزول المسیح والے ۱۸۸۳ء کے الہام میں اگر وہی ذکر ہے۔ جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہام میں ہے۔ تو اس کی نص اس اشتہار سے دکھائیں۔ اور اگر آپ اس اشتہار میں سے دکھانے کی کوشش کریں گے۔ اور لفظ "مبارک" سے استدلال کریں گے۔ تو گویا خود مان لیں گے کہ وہ مصلح موعود نہ تھا۔ کیونکہ الہاماً بتایا جا چکا ہے۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی اس کے بعد کے فقرہ "اس کے ساتھ فضل ہے" سے شروع ہوتی ہے۔ یہ میری کم علمی ہے یا آپ کی؟

۸۔ کیا گول مول جواب ہے۔ کہ بشیر ثانی اور محمود ایک لحاظ سے ایک ہے۔ حضرت نے تو بشیر ثانی مصلح موعود کا نام اور محمود بھی اسی کا نام قرار دیا ہے۔ (سبز اشتہار صلا حاشیہ) ہم احمدی آپ کی بات مانیں یا حضرت اقدس کے ارشاد کی پیروی کریں۔

۹۔ تین کو چار کرنے والا" ذوالوجوہ فقرہ ہے۔ آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ حضرت اقدس نے تریاق القلوب میں بھی اس کے ایک معنے نہیں بتائے۔ اور دو مذکورہ معنوں میں سے ایک کی رُو سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہُ اللہ بنصرہ تین کو چار کرنے والے ہیں کیونکہ آپ چوتھے بیٹے ہیں۔ اور دیگر معانی اس کے علاوہ ہیں۔ جو الٰہی شہادت سے ثابت ہوتے ہیں۔

۱۰۔ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ میں آپ کی بدزبانی کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور میں چونکہ سیّدنا حضرت مسیح موعود کا فرمانبردار ہوں۔ اس لئے آپ کی گالیوں پر صبر کرکے آپ کو دعا دیتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہدایت دے۔ آمین۔

۱۱۔ امتی سے نبی نہیں۔ بلکہ نبی کو نبی ثابت کیا ہے۔ کسی مسلمان کو جو قرآن و حدیث کی رُو سے مسلمان ثابت ہو۔ ہم ہرگز کافر نہیں کہتے۔ ہاں ہم ان لوگوں کی طرح نہیں۔ جو لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء کا مصداق ہیں۔

حضرت امیرالمومنین ایدہُ اللہ کلی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے تابع اور آپ کے دین کی اشاعت کر رہے ہیں۔ وہ آپ کو حکم و عدل مان کر مسیح علیہ السلام کو با باپ ان کے عقیدہ کے خلاف نہیں مانتے۔ آپ کے کہنے سے کیا بنتا ہے۔ کیا غیر احمدی آج تک حضرت مسیح موعود کو بُرا بھلا نہیں کہتے۔ آپ کہتے رہیں۔ ہاں یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہ محمد شریف صاحب گھڑیالوی اور مولوی ثناءاللہ صاحب کے مقابلہ میں حضور نے فرار کیا۔ شریعت کے مطابق مباہلہ کے لئے اگر آج کوئی تیار ہے۔ تو اسے میدان میں نکالئے۔ تفسیر نویسی کے مقابلہ کی کسی کو جرأت ہے۔ تو اسے میدان میں لائیے۔ آپ اہلحدیث کی آڑ لیکر کیوں گالی دیتے ہیں۔ لائیے جناب مولوی محمد علی صاحب کو مباہلہ کے لئے بلائیے جناب مولوی محمد علی صاحب کو تفسیر نویسی کے مقابلہ کے لئے۔ کیا آپ تیار ہیں مسئلہ نبوت میں مناظرہ۔ ہاں فیصلہ کن مناظرہ سے مولوی صاحب صاف گریز کر چکے ہیں۔

۱۲۔ ننگی میموں کا ناچ دیکھا کرتے ہیں۔ محض جھوٹ ہے۔ ہاں اگر علمی اغراض سے سینما دیکھا جائے۔ اور اس میں بغیر علم کے ایسا ناچ آجائے۔ تو کیا اسے ناپسند کرکے اُٹھ آنا جرم ہے انصاف سے کہئے۔ اگر کوئی ایسا مجرم ہوتا۔ تو وہ کیا اس کا منبر پر ذکر کرتا۔ یہ آپ اپنے اندرونہ کا اظہار کر رہے ہیں۔

چار بیویوں کا طعنہ آپ کے شایاں نہیں - مرزا سلطان احمد صاحب کا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ کے ہاتھ پر داخل سلسلہ ہونا ایک نشان عظیم الشان نشان ہے مگر ان کے لئے جو عقل اور انصاف سے کام لیں۔

۱۳۔ رُوحانی زندگی کے خاتمہ کی گالی کا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو روحانی مقابلہ میں سامنے لائیں۔ تا حقیقت کا پورا انکشاف ہوجائے۔

۱۴۔ حجۃ اللہ کا حوالہ آپ نے غلط دیا ہے۔ صنا کی بجائے صنا ہے۔ لیکن وہ حوالہ تو ان لوگوں کے حق میں ہے۔ جو بشیر اول کی موت کو مصلح موعود کی موت قرار دے کر حضرت کی پیشگوئی کو جھٹلاتے تھے۔ اور الہام کے خلاف ایسا کرتے تھے۔ مگر ہم تو مصلح موعود کا مصداق سیدنا محمود کو قرار دے کر پیشگوئی کو سچا ثابت کرتے ہیں۔ اور اس کے خلاف نہ کوئی الہام ہے۔ اور نہ ہی حضرت کی کوئی تحریر۔ ہاں اگر یونہی ہم پر تبرا کرنا چاہتے ہیں۔ تو دو چار گالیاں اور دے لیں۔

۱۵۔ حضرت اقدس نے الہاماً حسن و احسان کا نظیر سیدنا محمود کو قرار دیا ہے۔ آپ اس کا جواب نہیں دے سکے۔

۱۶۔ آپ نے بار بار قادیانی مناظر کہا ہے۔ مگر میں آپ کو لاہوری مناظر نہیں کہہ رہا۔ کچھ انصاف سے کام لیں۔

۱۷۔ تفاول۔ نبی کا مسیح موعود کا تفاول اور الہام کے مطابق تفاول ایک حقیقت ہے واقعہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کی تردید نہیں فرمائی۔

۱۸۔ ارہاص۔ بشیر اول بشیر ثانی کے لئے ارہاص ہے۔ یعنی " بلا توقف" آنے والا ہے یہ بلا توقف حضرت کا اجتہاد نہیں۔ بلکہ نص الہامی "اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔" کا بیان ہے۔ کیونکہ اس کا مرجع بشیر اوّل ہے۔ اور فضل بشیر ثانی یا مصلح موعود ہے۔ پس اس جگہ ارہاص کے معنے یہی ہیں۔ کہ بلا توقف آنے والا۔ بیٹوں کی ولادت میں ارہاص پہلا بیٹا۔ اور جس کے لئے ارہاص ہے۔ وہ دوسرا بیٹا ہوگا۔ نبیوں میں ارہاص پہلا نبی اور اس کے بعد آنے والا وہ ہوگا۔ جس کے لئے ارہاص ہے۔ اس لحاظ سے سیدنا محمود

۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو کر بشیر ثانی اور مصلح موعود ثابت ہو گئے۔ للہ الحمد۔

۱۹۔ الوصیت کا موعود مامور ہے۔ مگر اشتہار ۲۰ر فروری کا موعود یعنی مصلح موعود ہرگز مامور نہیں۔ آپ نے اس کے لئے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اشتہار ۲۰ر فروری میں "تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت سے" ہے۔ اگر خود بقول آپ کے مصلح موعود کے لئے ہے تو صاف کھل گیا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی موجودہ اولاد میں سے ہے۔ اور میں یہی ثابت کر رہا ہوں۔ گویا آپ نے خود اعتراف کر لیا۔ مگر بہرحال اس کے مامور ہونے کا آپ ثبوت نہیں دے سکے

۲۰۔ آپ کے سوالات کا میں بار بار جواب دے چکا ہوں حضرت نے تکمیل تبلیغ میں اجتہاداً مصلح موعود کی پیشگوئی سیدنا حضرت محمود پر ان کی ولادت کے دن چسپاں کی۔ (اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

بے شک مبارک احمد چوتھا بچہ تھا۔ مگر وہ مصلح موعود نہ تھا۔ کیونکہ مصلح موعود کے لئے عمر پانے والا ہونا شرط ہے۔ اور یہ شرط مبارک احمد میں نہیں پائی گئی۔ بزا بعہ میں چوتھے وہی تھے۔ مگر ہر چوتھا مصلح موعود نہیں۔ بلکہ عمر پانے والا مصلح موعود ہے۔ اور ہمارے آقا سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بوقت ولادت حضرت مسیح موعود کے چوتھے بچے تھے۔ لہٰذا وہ دونوں علامتوں کے جامع ہیں۔ اور مصلح موعود ہیں۔

نو سال کی شرط حضرت نے نہیں توڑی۔ کیونکہ حضرت نے کبھی نہیں لکھا۔ کہ مبارک احمد مصلح موعود ہے۔ آپ ایک حوالہ بھی دکھا نہیں سکے۔ بلا توقف کا میں مفصل حوالہ پیش کر چکا ہوں۔ الہاماً مصلح موعود کا مدعی ہونا شرط نہیں۔ تین کو چار کرنے والے کا انطباق اجتہادی غلطی کا جواب وغیرہ وغیرہ سب کا جواب دے چکا ہوں۔ آپ اب نمبر شماری پر آگئے۔

۲۱۔ بلا توقف کے لئے الہامی نص پیش کر دی ہے۔ حضرت نے کامل انکشاف کا اسی وقت تک انتظار کیا۔ جب تک کہ نو برس کی مدت کا دائرہ تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی عملی تصدیق سے حضرت کا قیاس درست ثابت ہوا۔

۲۲۔ آپ کے سوالات سے فارغ ہو کر میں کہتا ہوں۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے الفاظ پر غور کریں۔ رحمت[1] کا نشان۔ اس[2] کا نام فضل۔ اس[3] کا نام محمود۔ اس[4] کا نام بشیر ثانی۔

وہ عمر پانے والا ہوگا۔ وہ صاحب عظمت و دولت ہوگا۔ ان تمام صفات پر غور کریں۔ اور حضرت کی اس دعا کو دیکھیں ؎

لخت جگر ہے میرا۔ محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا

آپ خدارا ان تمام امور پر غور کر کے للہ بتائیں۔ کہ کیا پیشگوئیوں کے اصول پر پیشگوئی نمایاں طور پر سیدنا حضرت محمود پر صادق آتی ہے یا نہیں؟

۲۳۔ میں نے پوچھا۔ کہ آپ کے نزدیک مصلح موعود کون ہے؟ آپ نے آخر تک نہیں بتایا۔ کیوں؟

۲۴۔ میں نے پوچھا۔ کہ وہ کس طرح زمین کو چار کرنے والا ہوگا۔ آپ نے ہرگز اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

۲۵۔ میں نے کہا۔ کہ عمر پانے والا مصلح موعود کی خصوصی علامت ہے۔ آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔

۲۶۔ وہ جانشین ہوگا۔ سیّدنا محمود جانشین ہیں۔ آپ اس کا جواب نہیں دے سکے

۲۷۔ اولوالعزم محمود کو الہاماً قرار دیا گیا۔ اور یہ مصلح موعود کی علامت ہے۔ کیا بجز استہزا کے آپ نے کوئی معقول جواب دیا؟

۲۸۔ بلا توقف کا کوئی جواب نہیں۔ بشیر اول کی وفات کے بعد بلا توقف کون پیدا ہوا۔ کیونکہ وہی مصلح موعود ہے۔ آپ نے جواب نہیں دیا۔

۲۹۔ میں نے پورے زور سے اور واضح ترین حوالجات سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ آنے والا مصلح موعود نو سال میں پیدا ہونے والا تھا۔ بموجب وعدہ الٰہی یہ مدت مقرر تھی۔ سب قارئین جانتے ہیں۔ کہ آپ آخر تک نو سال کی مدّت کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

۳۰۔ مظھر الحق والعُلاء اس کی شان ہے۔ اور یہی محمود کی شان ہے۔ لہٰذا سیدنا محمود ہی مصلح موعود ہے۔

۳۱۔ حضرت نے بشیر اول کی موت کے ذکر پر لکھا ہے:-

"اس کے بعد اب روشنی آئے گی" (سبز اشتہار ص۱)

فرمایئے۔ کیا آپ کے عقیدہ کی رُو سے وہ روشنی آگئی۔ اگر نہیں آئی۔ تو حضرت کا سچّا ہونا کیونکر ثابت ہوگا۔ اگر آئی۔ اور وہ مصلح موعود پیدا ہوگیا۔ تو فرمایئے۔ وہ کون ہے؟ آیئے میں بتاؤں۔ وہ حضرت مسیح موعود کا لختِ جگر نور الدین اعظم کا پیارا سیدنا محمُود ہے۔

۳۲۔ ان تمام امور کے بعد میں آخر میں پھر دہرا دیتا ہُوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے تحریر فرمایا ہے۔

(الف) "دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء" (سبز اشتہار ص۱)

(ب) "دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا۔ کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمُود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں" (سبز اشتہار ص۷ حاشیہ)

(ج) "بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے۔ کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں۔ اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔ وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ کہ اس کے ساتھ فضل ہے۔ کہ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دُوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے" (سبز اشتہار ص۲۱ حاشیہ)

(د) "تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت مجھے دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحے میں اس دُوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے

میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترھویں سال میں ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶)

(ذ) "پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔ . . . چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۳۱)

پیارے بھائیو! آپ خدارا ان تمام اقتباسات پر غور کریں گے۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ مصلح موعود کی جو پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور سبز اشتہار میں تھی۔ اس کے مصداق صرف اور صرف سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ انہی کا نام محمود۔ کام محمود اور وہی فضل عمر یعنی جماعت احمدیہ کا خلیفہ ثانی۔ اور وہی فضل اور بشیر ثانی ہے۔ خدا نے اسی کو حضرت کا جانشین بنایا۔ اور اسی کے ذریعہ قسم دوم کے نشانِ رحمت کو پورا کیا۔ کیونکہ آپ خلیفہ ہیں۔ آپ ہی عمر پانے والے مصلح موعود ہیں۔ آپ حضرت اقدس کی اولاد۔ ان کے تخم اور ان کی نسل سے۔ بشارت الٰہی کے مطابق پیدا ہونے والے اور جس سے پاک بہشتی مقبرہ میں الٰہی فیصلہ کے ماتحت داخل ہونے والے ہیں۔ آپ ہی کے زمانہ میں احمدیت ہزاروں فتنوں کے باوجود اکناف عالم میں پھیل رہی ہے۔ اس جماعت کے مبلغ ہاں مجاہد جاپان۔ چین۔ سماٹرا۔ جاوا۔ اسٹریٹ سیٹلمنٹس فلسطین۔ شام۔ مصر۔ پولینڈ۔ ہنگری۔ ماریشس۔ ارجنٹائن۔ انگلستان۔ غرض دنیا کے بیشتر حصہ میں خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے گھوم رہے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے اس مصلح موعود کے مخالف اپنی تمام شوکتوں کے باوجود اپنے علمی لیاقتوں کے دعوے کے باوجود ناکام رہے ہیں۔ اور رہیں گے۔ پس اے میرے بھائیو! میں آپ سے درد بھرے دل کے ساتھ اور حضرت مسیح پاک

کا نام لیکر درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اس پر تبرنہ برسائیں۔ جو خدا کا پیارا مسیح کا لخت جگر ہے۔ ہاں اس کو مذموم بنانے کی ناکام کوشش نہ کریں جسے خدا نے محمود قرار دیا جس کا نام مسجد کی دیوار پر محمود کرکے لکھا گیا۔ آؤ۔ خدا سے صلح کرو۔ اور مسیح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا صدق دل سے اعتراف کرو۔ گالیوں سے فتح نہیں ہوتی۔ فتح دلائل۔ اخلاق اور روحانیت سے ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو قبولِ حق کی توفیق بخشے

مرادِ ما نصیحت بود وگفتیم

حوالت باخدا کردیم ورفتیم

آپ کا خیر اندیش۔ ابوالعطاء جالندھری۔ مناظر جماعت احمدیہ از راولپنڈی ۲۰/۶/۳۴

اسماء معاونین

۱۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ

۲۔ مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل

۳۔ قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل

۴۔ چودھری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے

پرچہ وقت مقررہ کے اندر ختم کیا گیا ہے۔

خاکسار سید محمد امین گیلانی

عمرالدین احمدی پریذیڈنٹ مناظرہ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر پریذیڈنٹ مناظرہ منجانب جماعت احمدیہ

پہلا مضمون مناظرہ ختم ہوا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا پہلا پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحث خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین انجمن ہے۔ نہ کہ کوئی فردِ واحد

حضرات! اس بحث میں جو سب سے پہلی چیز ہمارے سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے قبل کیا وصیت فرمائی۔ آیا اپنے بعد کسی خاص فرد واحد کو اپنا جانشین قرار دے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ یا انجمن کو ہی یہ شرف بخشا۔ میرا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ حضرت اقدس نے انجمن کو ہی اپنا جانشین بنایا ہے۔ جب آپ کو اپنی وفات کے متواتر الہامات ہونے شروع ہو گئے۔ تو آپ نے ایک رسالہ الوصیت کے نام سے لکھکر اپنے بعد اپنی قوم کے لئے آئندہ کا لائحہ عمل پیش کیا۔

الوصیت میں آپ نے اپنی وفات کی پیشگوئی درج فرمائی۔ اور اس کے ساتھ ہی لکھا۔ کہ اس موقع پر بعد کے نظام کو کس طرح پر چلایا جائے۔ الوصیت تمام کی تمام اس بات کو واضح کر رہی ہے۔ کہ اس میں کسی فرد واحد کی خلافت کا بعد از حضرت مسیح موعود ذکر نہیں۔ میرا دعویٰ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے بعد آپ کی جانشین انجمن ہے۔ اور اس کے ثبوت میں حضرت کے یہ الفاظ درج کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا۔" (دیکھو ضمیمہ الوصیت صہ ۲۳)

اس سے یہ صاف ہو جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنا جانشین انجمن کو ہی قرار دیا ہے۔

۲۔ حضرت مسیح موعودؑ نے صرف یہی نہیں لکھا۔ بلکہ تمام اختیارات انجمن کے ہاتھ میں ہی

دے دیئے۔ چنانچہ انجمن کا ذکر کرتے ہوئے شرط نمبر ۹ میں فرماتے ہیں۔

"انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا۔ اس کو اختیار نہیں ہوگا۔ کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔" (صفحہ ۲۲ ضمیمہ الوصیت)

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے روپیہ کے متعلق تمام اختیار انجمن کو ہی دیا تھا۔ نہ کسی فرد واحد کو۔

۳۔ شرط نمبر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

"انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے۔ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں۔ اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں۔ یا یہ کہ وہ دیانتدار نہیں۔ یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے۔ اور دُنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو انجمن کا فرض ہوگا۔ کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے۔ اور اس کی جگہ اور مقرر کرے۔" (صفحہ ۲۳)

معلوم ہوا۔ کہ کسی ممبر کو علیحدہ کرنے کا اختیار بھی انجمن کو ہے۔ کسی خاص فرد کو نہیں لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ انجمن ہی جانشین ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں کسی احمدی کو اگر جماعت سے الگ کرنا ہوتا۔ تو حضرت خود ہی کیا کرتے تھے۔ مگر اپنے بعد اس قسم کے اہم معاملات کو بھی انجمن کے سپرد کر کے بتا دیا۔ کہ کوئی خاص فرد یہ اختیارات خصوصی نہیں رکھے گا۔ جو مسیح موعود کو حاصل تھے

۴۔ شرط نمبر ۴ اور ۵ میں بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے متعلق بھی انجمن کو کلی اختیارات دیئے

اس سے تمام الوصیت کا رسالہ بھرا پڑا ہے۔

۵۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں انجمن بننے کے بعد ایک اختلافی معاملہ پیش ہوا۔ کہ آیا ہر معاملہ میں انجمن ہی مختار کل ہے۔ یا حضرت مسیح موعود بھی۔ جس پر حضرت اقدس نے ذیل کی تحریر لکھ کر انجمن کے حوالہ کر دی۔

"میری رائے تو یہی ہے۔ کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے۔ کہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور کثرت رائے اس میں ہو جائے۔ تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں۔ کہ بعض دینی امور میں جو

ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھکو محض اطلاع دیئے جاتے ہیں۔
اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی لیکن
صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے۔ کہ شاید وہ ایسا امر ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کوئی
خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے۔ اور بعد میں ہر ایک
امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔" والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ (۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اس تحریر میں حضرت نے صاف طور پر ہر معاملہ میں انجمن کو ہی کلی اختیارات دیئے ہیں۔ کہ اس کی کثرت رائے سے جو فیصلہ ہو۔ وہی محکم ہے۔ مگر بعض الہامی امور میں حضرت اقدس انجمن کو اپنی رائے کے ماتحت بھی چلا سکتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ صورت مامور من اللہ کی زندگی تک محدود تھی۔ اور بعد میں کسی ایسے فرد نے جلد آپ کے بعد نہیں ہونا تھا۔ جسے انجمن کی کثرت رائے کو الہام کی بناء پر رد کرنے کا خیال ہو۔ اس لئے فرما دیا۔ کہ یہ صورت میری زندگی تک محدود ہے۔ اب بعد میں کوئی امر خواہ وہ دنیوی ہو۔ جیسا کہ مسیح موعود کی زندگی میں تھا۔ یا کوئی دینی معاملہ ہو۔ جس میں حضرت کو اختلاف کا اختیار تھا۔ انجمن کے سپرد ہے۔ وہی ہر ایک معاملہ میں کثرت رائے سے فیصلہ کرسکتی ہے۔ اور کوئی اسے رد نہیں کرسکتا۔

۶۔ ایک امر رہ جاتا ہے۔ کہ جب کوئی شخص رُوح القدس پا کر کھڑا ہو۔ اور مسیح موعود کی طرح مامور ہو۔ تو اس کے ساتھ انجمن کے تعلقات کیسے ہوں گے۔ اس کے لئے حضرت نے فرمایا۔

"اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو۔ سب میرے بعد ملکر کام کرو۔" (صفحہ ۶ الوصیت)

اس سے معلوم ہوتا ہے جب تک کوئی مامور ظاہر ہو کر مسیح موعود کی طرح دینی معاملات میں انجمن کی رائے کو رد کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس وقت تک صرف انجمن ہی ہے۔ اور جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ مل کر یا ایک دوسرے کی مدد اور مشورے سے کام کرتے رہیں۔

۷۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے پیشتر الوصیت شائع کرتے ہوئے اگر فرد واحد کی خلافت کا ذکر کرنا ہوتا۔ تو یہ نہ فرماتے کہ بعد میں سب کچھ انجمن اور جماعت کو

اختیار ہے۔ سوال یہ پیدا ہؤا۔ کہ آپ نے الوصیت صہ و صہ پر ذکر فرمایا۔ کہ جس طرح حضرت موسےؑ۔ حضرت عیسےؑ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا نے انتظام فرمایا۔ اسی طرح میرے بعد بھی ہو جائے گا۔ حضرت موسےؑ اور آنحضرت صلعم کے بعد خلفاء کا سلسلہ تھا۔ مگر حضرت عیسےؑ کے بعد جو کشمیر میں فوت ہوئے شخصی خلافت اور جانشینی نظر نہیں آتی۔ کمزور آدمیوں کی جماعت تھی۔ جو مل جل کر مشورہ اور باہمی امداد سے اپنا کام کرتی تھی۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح کو الہام کیا تھا۔ کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ۔"
کہ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہوں۔ یہاں خاص فرد کا ذکر نہ فرمایا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آیت استخلاف نازل فرمائی۔ جس سے شخصی خلافت کی طرف بھی اشارہ ہوتا تھا۔ اب حضرت مسیح موعود چونکہ مثیل عیسےٰ ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد بھی وہی جماعتی نظام ہونا تھا۔ جو حضرت مسیحؑ کے بعد ہؤا۔ حضرت مسیحؑ کی طرح آپ پر بھی یہی آیت نازل ہوئی۔ کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ۔ جس پر آپ نے فرمایا۔

"تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دُوں گا۔"

یہاں بھی بعد میں حضور کی جانشینی اور خلافت کا حق جماعت کو ہی عطا کیا ہے۔

۸۔ حضرت مولانا نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ نے الوصیت کے متعلق صاف الفاظ فرمائے کہتے ہیں:۔

"حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے۔ وہ تمہیں کھول کر سناتا ہوں کہ جس کو خلیفہ بنانا تھا۔ اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا۔ اور ادھر ۱۴ اشخاص کو فرمایا۔ کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے۔ اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کو باندھکر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی۔ کہ اسے اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔"

(خطبہ عید الفطر۔ بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

اس حصہ خطبہ کا نام "الوصیت کی تفہیم" ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حقیقت میں خلیفۃ المسیح انجمن کے چودہ ممبر ہی ہیں۔ اب اگر انجمن نے مولوی نورالدین صاحب کو اپنے بعض اختیارات دے دیئے۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ انجمن خلیفہ نہ رہی۔ یہ اختیار انجمن کا ہے کہ جب چاہے کسی کو کوئی اختیار دے۔ مگر حقیقت میں مختار انجمن ہی ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص آجائے جس کے متعلق انجمن یہ کہہ سکے۔ کہ اس کو اختیارات خصوصی میں سے کسی حصہ پر اختیار دینا درست نہیں۔ تو انجمن کو وہ صدر یا امیر مجبور نہیں کر سکتا۔ اور انجمن پر اس امیر کی جو حضرت مولانا نورالدین صاحب کی طرح ہو۔ یہی حیثیت ہے۔ کہ وہ انجمن کی کثرت رائے کو رد نہیں کر سکتا جب اس انجمن کی کثرت رائے کی پیروی امیر یا کسی ممتاز شخصیت یا تمام قوم پر حجت ہے۔ اور اس کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔ تو صاف معلوم ہو رہا ہے۔ کہ انجمن ہی حقیقت میں حضرت اقدس کی جانشین ہے اور کوئی خاص فرد نہیں۔

۹۔ سیدنا حضرت مسیح موعود کی واضح تحریرات میں آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں جن میں کسی شخصی خلیفہ کا ذکر نہیں۔ غور کیجئے۔ دو ہی معاملات میں اختیار کسی کو دینا ممکن تھا۔ اول دینی امور میں اور دوم دنیوی امور میں۔ اور ان دونوں امور کے متعلق حضرت کا قطعی فیصلہ ہے کہ ان کے بعد انجمن ہی مختار ہے۔

پس کسی خاص فرد کو پیش کرنا اور اس کی رائے کو انجمن پر حجت قرار دینا جس سے وہ سب کی بات رد کر سکے سراسر حضرت اقدس کے اس آخری فرمودہ مندرجہ الوصیت کے خلاف ہے۔

۱۰۔ ایک امر آپ ممکن ہے پیش فرمائیں۔ اور وہ یہ کہ حضرت نے حمامۃ البشریٰ میں یہ لکھا ہے۔ کہ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفاءہ الی ارض دمشق۔ کہ مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔ مگر میری گذارش ہے۔ کہ اس قسم کی تمام تحریرات از قبیل متشابہات ہیں۔ حمامۃ البشریٰ اس زمانے میں لکھی گئی جب اس انجمن کا وجود نہ تھا۔ اور انجمن کو یہ اختیارات حاصل نہ تھے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر حضرت نے حمامۃ البشریٰ میں کسی فرد واحد کی خلافت کا ذکر بھی کیا ہو۔ تو بھی آخری الفاظ جو وصیت کے

الفاظ ہیں محکم ہیں۔ اور چونکہ وہ الہٰی منشاء کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ اس لئے حضرت کے پہلے اجتہادات کو ان کے مقابل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ پہلی چیز کو آخری چیز منسوخ کر سکتی ہے۔ حضرت کا آخری عمل یہی ہے۔ کہ خلیفہ یا جانشین ۱۴ ممبر ہیں۔

مگر ایک اور صورت بھی اسے حل کرنے کی ہے۔ کہ وہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کے قول کے مطابق یہ ہے۔ کہ انجمن کے چودہ ممبر خلیفۃ المسیح ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی ایک ممبر دمشق چلا جائے۔ تو حضرت کی یہ پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے۔

حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم جو اس انجمن کے ممبر تھے۔ دمشق میں اس پیشگوئی کے مطابق پہونچے۔ جس سے اس کا ایک ظاہری مفہوم بھی پورا ہو گیا۔

تیسری طرز جس پر اس کو حل کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ بقول حضرت مسیح موعود آپ کے بعد تو ہر طرح کا اختیار انجمن کو ہے۔ کسی خاص خلیفہ کو نہیں۔ اس لئے اگر کہیں اس طرح کے خلیفہ کا ذکر آیا کہ وہ دمشق میں جائے گا۔ تو وہ اس خلیفہ کے لئے ہے۔ جو مسیح موعود کی طرح الہاماً مامور من اللہ ہونے کا دعوٰے کرے۔ اور آپ کے بعد دینی اور الہامی امور میں انجمن پر حاکم ہو۔ جب وہ شخص اس حیثیت اور دعوٰے کے ساتھ پیدا ہوگا۔ تو یہ پیشگوئی بھی پوری ہو سکتی ہے۔ مگر یہ امر کہ اس خلیفہ کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ انجمن پر حاکم ہے۔ درست نہیں۔ کہاں دمشق کا سفر اور کہاں انجمن پر حاکم ہونا۔

۱۱۔ ہمیں اگر شخصی خلافت سے اختلاف ہے۔ تو وہ اس بناء پر ہے۔ کہ اس کو یہ حیثیت دی جاتی ہے۔ کہ وہ انجمن پر حاکم کی حیثیت سے ہوگی۔ جو خلاف الوصیت ہے۔ مگر پریذیڈنٹ کے لئے یا کسی اور فرد کے لئے جو انجمن کی رائے کو ردّ نہ کر سکے محض لفظ خلیفہ کا اطلاق ہم حرام نہیں سمجھتے۔

قادیانی جماعت کا نظریۂ خلافت یہ ہے۔ کہ خلیفہ تمام انجمن کی رائے کو ردّ کر سکتا ہے۔ اور اس کی رائے انجمن کی رائے پر محکم ہے۔ چنانچہ موجودہ خلیفہ صاحب نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے وقت یہ شرط لکھوالی۔ کہ

"ہر ایک معاملہ میں مجلس معتمدین اور اس کی ماتحت مجلس یا مجالس اگر کوئی ہوں۔ اور

صدر انجمن احمدیہ اور اس کی کل شاخہائے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا۔" (قاعدہ نمبر ۱۸ ملحقہ رسالہ منصب خلافت ٹائٹل پیج اندرونی)

مگر یہ حیثیت مولانا نورالدین مرحوم کی خلافت کو حاصل نہ تھی۔ اور آپ نے یہ شرط کبھی نہ لکھوائی تھی۔ پس یہ مفہوم خلافت بعد از مسیح موعود درست نہیں۔ کیونکہ یہ اختیار سب کا سب انجمن کے سپرد ہے۔ اس کے فیصلہ پر کوئی فیصلہ ناطق نہیں۔

۱۲۔ حضرت مسیح موعود کے بعد کسی شخص کو اس طرح خلیفہ کی حیثیت سے پیش کرنا مسیح موعود کی کھلی کھلی تحریرات کے ساتھ استہزاء کرنا ہے۔ حضرت اقدس تو فرمائیں۔ کہ بعد میں کوئی شخص انجمن پر حاکم نہیں۔ اور بعد میں ایک ایسا شخص حاکم بن بیٹھے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود کی سنّت کے خلاف تمام خلفاء راشدین کی سنت کے خلاف یہاں تک کہدے۔ کہ میں اگر غلط فیصلہ کروں۔ تو اس پر بھی کسی کو اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ قادیان کے موجودہ خلیفہ صاحب جن کی وجہ سے خلافت کو یہ خاص حیثیت دے دی گئی ہے۔ . . . . فرماتے ہیں:۔

"خدا کا رسول غلطی کرسکتا ہے۔ اور ہزار فیصلوں میں سے ایک فیصلہ اس کا نادرست ہوسکتا ہے۔ تو میرے لئے ہزار میں سو کا غلط ہونا ممکن ہے۔ لیکن باوجود اس کے اگر کوئی یہ کہتا پھرے۔ کہ اس نے فلاں فیصلہ غلط کیا۔ یا فلاں غلطی کی۔ چاہے وہ غلطی ہو۔ پھر بھی اُسے خدا تعالےٰ پکڑے گا۔"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل مورخہ ۴ نومبر ۱۹۲۷ء)

پھر فرماتے ہیں۔

"میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ میں اُسے کہتا ہوں۔ اگر تم سچے اعتراض تلاش کرکے بھی میری ذات پر کروگے۔ تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی۔ اور تم تباہ ہوجاؤ گے۔" (قول خلیفہ صاحب اخبار الفضل ۲۹ مئی ۱۹۲۸ء)

سچے اعتراض کرنا تو نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ صحابہ کرام یا اس صدی میں

مسیح موعود کے وقت جرم تھا۔ مگر اس قسم کے خواب بیان کر کے خطبے دے کر کے قوم میں یہ ذہنیت پیدا کی جا رہی ہے۔ کہ خلیفہ کے مقابلہ پر کسی کی رائے کچھ نہیں۔ جو اعتراض کرے جہنمی ہے۔ یہ رنگ ایسا ہے جس کے پیدا کر دینے کے بعد جماعت کو بالکل بے جان سمجھ لیا گیا ہے۔ اور ہر طرح کے اختیارات خود خلیفہ صاحب کے اختیار میں ہیں۔ جن کے غلط یا صحیح استعمال پر کوئی شخص مخالف آواز نہیں اُٹھا سکتا۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا اس حیثیت کے خلیفہ کی خلافت کا ذکر کہیں الوصیت میں ہے۔ اگر نہیں تو معلوم ہوا۔ یہ خلاف وصیت مسیح موعود ہے۔

۱۳۔ اگر آپ یہ کہیں۔ کہ انجمن نے جس طرح مولوی نورالدین صاحب کو اختیارات دیئے تھے۔ اسی طرح موجودہ خلیفہ صاحب کو دے دیئے۔ تو یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ مولوی نورالدین صاحب باوجود اس کے کہ بعض اختیارات دیئے گئے ہوں۔ انجمن کی کثرت رائے کو ردّ کرنے کا اختیار نہ رکھتے تھے۔

اور پھر بڑی بات یہ ہے۔ کہ انجمن نے بالاتفاق انکو اپنا امام اور زعیم تسلیم کیا تھا مگر موجودہ خلیفہ صاحب کی خلافت کا معاملہ شروع ہوتے پر انجمن میں اختلاف رائے ہو گیا۔ کثیر تعداد ان لوگوں کی تھی۔ جو یہ خیال رکھتے تھے۔ کہ میاں محمود احمد صاحب نے چونکہ یہ عقیدہ ایجاد کر لیا ہے۔ کہ تمام وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں۔ خواہ انہوں نے نام بھی نہ سنا ہو۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس لئے وہ جماعت کے امام نہیں بنائے جا سکتے۔ چنانچہ انجمن کی کثرت رائے ان کے خلاف تھی جب انجمن کا فیصلہ حسب تحریرات الوصیت و تحریر ۲۷ر نومبر ۱۹۰۸ء محکم ہے۔ قطعی ہے جسے تمام جماعت کے لئے حضرت نے حجّت قرار دیا ہے۔ تو انجمن کی کثرت کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہونے کے قابل نہیں۔ اس فیصلہ پر عمل کرنا نہ صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا فرض ہے۔ بلکہ ہر اس انصاف پسند اور صاف دل قادیانی دوست کا بھی فرض ہے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے احترام کا جذبہ اپنے قلب میں موجزن پاتا ہے۔ اس کی عملی صورت یہی ہے۔ کہ انجمن کے ممبروں کی کثرت جس طرف ہو۔ اسی طرف حق ہے۔ اور وہ کثرت لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی صورت میں ظاہر ہوئی پس

مسیح موعود کے ساتھ انصاف کرنا ہے۔ تو اس کا یہی طریق ہے۔ کہ اس انجمن کو حضرت اقدس مسیح موعود کا خلیفہ اور جانشین سمجھ کر عقائد و اعمال میں اس کا ساتھ دیا جائے۔ جس نے حضرت کے مشن کی خدمت جماعت قادیان سے بہت زیادہ کی۔

افسوس ہے۔ کہ آپ کل کے مصلح موعود کے پرچہ میں خلاف قواعد مجھ سے مطالبات کرتے چلے گئے۔ اور نئے دلائل دیتے گئے۔ حالانکہ آپ مناظر ہیں۔ اور خوب جانتے ہیں۔ کہ آخری پرچہ میں نئی دلیل یا نئے مطالبہ کا اضافہ کرنا لکھنے والے کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا جواب دینے کا موقع فریق ثانی کو نہیں ملتا۔ مگر آپ نے یہ سب کچھ اپنے معتقدین کے حلقہ کو خوش کرنے کے لئے تو کیا۔ مگر یاد رکھیئے۔ یہ انصاف کا خون ہے۔ اور جو شخص آپ کا پرچہ پڑھے گا۔ سمجھ لے گا۔ کہ آپ نے نہایت کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کو آپ کا مباہلہ یا تفسیر نویسی کے لئے بلانا درست نہیں۔ حضرت مولانا صاحب نے تفسیر لکھی ہے۔ اور دو زبانوں میں لکھی ہے۔ آپ بھی اپنے خلیفہ صاحب کو کہیں۔ کہ اپنی مخفی تفسیر ظاہر کر دیں۔ دُنیا اندازہ کریگی۔ کہ کس کا علم زیادہ ہے۔ اور مباہلہ کا شوق ہو۔ تو عبدالکریم صاحب مولوی فاضل ابھی تک موجود ہیں۔ جو مباہلہ ہی نہیں۔ الزامات کے جواب میں مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں خلیفہ صاحب کیوں ساکت ہیں۔

با ایں شورہ شوری با ایں بے نمکی

پس حق ظاہر ہوگا۔ اور وہ یہی کہ علم قادیان سے نکل کر لاہور میں آچکا ہے۔ قادیان میں صرف وہ چیزیں ہیں۔ جو مسیح موعود کو بدنام کر رہی ہیں۔ فقط

اختر حسین گیلانی

شیخ عبدالقادر نگران جماعت احمدیہ راولپنڈی

عمرالدین احمدی صدر مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر پریزیڈنٹ مناظرہ جماعت احمدیہ راولپنڈی

جماعت احمدیہ کا پہلا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خلافت اور انجمن!

۱۔حضرات! آپ کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ بخوبی معلوم ہے۔ کہ یہ سلسلہ اللہ تعالےٰ کا قائم کردہ ہے۔ اور اس کی بنیاد خدا تعالےٰ کے ایک مقدس اور برگزیدہ بندہ کے ہاتھوں رکھی گئی۔ اس سلسلہ کی حفاظت اور اشاعت کا ذمہ وار خود خدا تعالےٰ ہے۔ یہ کوئی انسانی انجمنوں کی طرح انجمن نہیں۔ اور نہ ہی پارلیمنٹوں کی طرح ایک پارلیمنٹ۔ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہے۔ اس کا قیاس ان سلسلوں پر کیا جائے گا۔ جو منہاج نبوت پر قائم ہوئے تھے۔

۲۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت الخ (سورۃ نور ع) میں خلفاء بنانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے مخالف مناظر نے اس آیت میں استخلاف شخصی کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ دینی سلسلہ اسلام اور احمدیت میں ضرور خلفاء ہوں گے۔

آنحضرت صلعم نے احمد اور بیہقی کی روایت کے مطابق اپنی خلافت کا ذکر ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ کے لفظ کے ساتھ کر کے اور بعد کے حوادث کے ذکر کے بعد پھر فرمایا۔

ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ

کہ پھر آخری زمانہ میں ایک سلسلہ خلافت منہاج نبوت پر قائم ہوگا۔ یہ دراصل حضرت مسیح موعودؑ

کے خلفاء کا ذکر ہے۔

۳۔ ایک خلیفہ اور امام واجب الاطاعت کا ہونا از بس ضروری ہے۔ اس کے بغیر وحدت نظام قائم نہیں رہ سکتی۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے رسالہ "پیغام صلح" میں فرماتے ہیں

"جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں۔ در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں۔ جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے۔"

واجب الاطاعت لیڈر دینی جماعت کے لئے نبی کے بعد خلیفہ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ خلافت ہماری جماعت میں جاری رہے۔ تاکہ یہ جماعت بھی "پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال" نہ بن جائے۔

۴۔ حضرت اقدس نے ہندوؤں سے معاہدہ کرنے اور ان کے نقض عہد کی صورت میں فرمایا کہ وہ لوگ

"ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہیں ہوگی۔ احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔" (رسالہ پیغام صلح)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت کے نزدیک ہر زمانہ میں احمدی سلسلہ کا ایک پیشرو ہوگا۔ اور وہ واجب الاطاعت ہونا چاہیئے۔

۵۔ مخالف مناظر صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نے انجمن کو ہی جانشین قرار دیا ہمیں مسلم ہے۔ کہ انجمن قادیان حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے وقت میں بھی حضرت کی امور مفوضہ میں جانشین تھی۔ اور جو بھی خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہوگا۔ اس کی جانشین ہوگی۔ در اصل صدر انجمن قادیان خلیفۂ زماں کی نمائندہ ہے۔ مگر اپنے دائرہ میں۔ اگر اس جانشینی سے آئندہ خلافت کا بطلان ہوتا ہے۔ تو یاد رکھیئے۔ کہ یہ جانشینی تو حضرت اقدس کی زندگی میں بھی تھی۔ تو کیا انجمن کے جانشین ہونے کا یہ مطلب تھا۔ کہ حضرت اقدس اب مسیح موعود نہیں رہے۔ اور اگر آپ کا یہ استدلال صحیح ہوتا۔ تو پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول کو بھی خلافت سے جواب دینا پڑے گا۔

۶۔ میں ابھی ذکر کروں گا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں خلافت اور فرد واحد کی خلافت کا کہاں ذکر کیا ہے۔ مگر اس جگہ میں یہ بتا رہا ہوں۔ کہ انجمن کا وجود۔ اس کا جانشین ہونا۔ خلافت شخصی میں روک نہیں۔ ورنہ یہ جانشینی اول تو آیت استخلاف کی شخصی خلافت کے خلاف ہوگی۔ دوسرے اس سے حضرت خلیفہ اولؓ کو بھی خلافت سے برطرف ماننا چاہیئے۔ آپ اب انجمن کو جانشین مانتے ہیں یا خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں بھی؟ اگر اس وقت انجمن کی جانشینی شخصی خلافت میں روک نہ ہوئی۔ تو اب کیونکر ہو سکتی ہے؟

۷۔ الوصیت میں حضرت نے انجمن کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ کام کرنے کا حکم دیا ہے اور سلسلہ احمدیہ کا نمائندہ امور پیش آمدہ کے متعلق خلیفۂ وقت ہوتا ہے۔ اور انجمن کا فرض ہے کہ اس کی ہدایات کے ماتحت کام کرے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں۔ ہاں جو لوگ انجمن کی طرف سے کسی کام پر مقرر کئے جاتے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ انجمن کے فیصلہ کی اطاعت کریں۔ اور اس کو قطعی سمجھیں۔

۸۔ ہاں یہ تمام امور اس انجمن کے لئے ہیں جس کا مرکز الوصیت کے مطابق "قادیان" ہے۔ کسی اور خود ساختہ انجمن کو نہ حضرت مسیح موعودؑ نے کوئی اختیار دیا۔ اور نہ جماعت احمدیہ اس کو ماننے کے لئے تیار ہے۔

۹۔ آپ نے لکھا ہے۔ "حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں کسی احمدی کو اگر جماعت سے الگ کرنا ہوتا۔ تو حضرت خود ہی کیا کرتے تھے۔ مگر اپنے بعد اس قسم کے اہم معاملات کو بھی انجمن کے سپرد کر کے بتا دیا۔ کہ کوئی خاص فرد یہ اختیارات خصوصی نہیں رکھے گا۔"

"اپنے بعد حضرت نے یہ حق انجمن کو کہاں سپرد کیا" حضرت خلیفہ اول کا کیا کام تھا؟ تب تو جماعت میں داخل کرنے کا حق بھی انجمن کو ہی ہونا چاہیئے۔ آپ کو حالات کا علم نہیں۔ تب ہی ایسا کہہ رہے ہیں۔ ہاں انجمن تو حضرت کی زندگی میں بھی جانشین تھی۔ پھر یہ استثنا کیوں؟ براہ مہربانی حضرت کی وہ عبارت پیش کریں۔ جس میں حضور نے احمدیوں کے اخراج از جماعت کا حق انجمن کو دیا ہو؟ کیا آپ ایسا کریں گے۔ دیدہ باید۔

۱۰۔ انجمن کے متعلق تحریر اپنے دائرہ اختیارات کے اندر محدود ہے۔ اور میں کہہ چکا

ہوں۔ کہ جو لوگ انجمن کی طرف سے کسی کام پر مقرر کئے جائیں گے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ انجمن کے فیصلہ کی اطاعت کریں۔ ورنہ نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور آپ پر واضح رہے۔ کہ یہ تحریر خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک خاص جھگڑے میں لکھوائی تھی۔ (ملاحظہ ہو رسالہ اندرونی اختلافات) اس لئے اس کے ذریعہ سے انجمن کو مطلق العنان ماننا منشاء مصنف کے صریح خلاف ہے۔ انجمن کا اجتہاد اپنے دائرہ کے اندر ہے۔

۱۱۔ کیا "خدا سے رُوح القدس پانے والے" کے وقت یہ تحریر منسوخ ہو جائے گی۔ یا انجمن ٹوٹ جائے گی۔ ذرا وضاحت سے لکھیں۔

۱۲۔ آپ نے الوصیت کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ:۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسےٰؑ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا نے انتظام فرمایا۔ اسی طرح میرے بعد بھی ہو جائے گا" اس پر آپ خود لکھتے ہیں:۔

"حضرت موسےٰ اور آنحضرت صلعم کے بعد خلفاء کا سلسلہ تھا۔ مگر حضرت عیسےٰ کے بعد جو کشمیر میں فوت ہوئے۔ یہ خلافت اور جانشینی نظر نہیں آتی"

غور فرمائیں۔ آپ کا استدلال کس قدر رکیک ہے۔ اول تو آپ تین انبیاء میں سے ایک کو لیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت نے ہر سہ انبیاء عظام کے بعد کے نظام کو اپنی جماعت میں جاری بتلایا تھا۔ اگر کہو۔ کہ حضرت مثیل مسیح ہیں۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ حضرت دیگر انبیاء کے بھی مثیل ہیں۔ خود فرماتے ہیں ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

اور پھر فرمایا ؎

میں کبھی آدم کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

دوم۔ یہ بالکل بے ثبوت بات ہے۔ کہ حضرت مسیح کے بعد سلسلہ خلافت نہ تھا۔ آپ اس کی کوئی دلیل پیش کریں حضرت مسیحؑ کے حالات اور تاریخ سے بتلائیں۔ قرآن وحدیث و تحریرات حضرت اقدس سے بتائیں۔

سوم :- اگر ایسا ہی تھا۔ تو آپ کے اکابر نے یہ نہ سمجھا تھا؟ اگر سمجھا تھا۔ تو پھر انہوں نے حضرت مولانا نور الدین اعظم رضؓ کو کیوں حضرت مسیح موعود کا خلیفہ تسلیم کیا۔

پس آپ کا استدلال نہایت کمزور ہے۔ اور صریح طور پر غلط ہے۔

۱۳- حضرت خلیفہ اولؓ کا خطبہ عید الفطر جو آپ نے درج کیا ہے۔ وہ تو ہمارے مسلک کی کھلی کھلی تائید کرتا ہے۔ آپ نے ایک جگہ تو لکھا ہے۔

" ہمیں اگر شخصی خلافت سے اختلاف ہے۔ تو وہ اس بناء پر ہے۔ کہ اس کو یہ حیثیت دی جاتی ہے۔ کہ وہ انجمن پر حاکم کی حیثیت سے ہوگی "

لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے خطبہ عید الفطر میں لکھا ہے۔ کہ

" ان چودہ (ممبران انجمن) کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی۔ کہ اُسے اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا "

یعنی ممبران انجمن خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت شدہ ہیں۔ اس کے ماتحت ہیں۔ اور یہی ذریعہ ہے وحدت سلسلہ کو قائم رکھنے کا۔

دیکھئے حضرت خلیفہ اولؓ نے کس طرح آپ کی بناء کو اس خطبہ میں توڑ کر رکھدیا ہے۔ پھر آپ کی بیعت کے وقت غیر مبایعین کے تمام بڑے بڑے لوگوں نے جن میں مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے۔ تحریر لکھکر دی کہ:۔

"حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اول) کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا" (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

اور اس کا اعلان تمام جماعت میں کیا۔

۱۴- آپ کہتے ہیں۔ کہ" انجمن نے مولوی نور الدین صاحب کو اپنے بعض اختیارات دیدیئے" اول تو سوال ہے۔ کہ کیوں دیدیئے۔ کیا ضرورت تھی۔ کیا یہ دینا الوصیت کے مطابق ہے۔ یا خلاف دوسرے یہ قول بالکل غلط ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں:۔

" اگر کوئی کہے۔ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہونچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو۔ کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی

انجمن نے خلیفہ بنایا - اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں - کہ وہ خلیفہ بنائے - پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا - اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں - اور نہ اب کسی میں طاقت ہے - کہ وُہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء صـ۷)

۱۵- یسان خلیفۃ من خلفائہ - کو آپ نے از قبیل متشابہات کہا ہے - بتائیے کس دلیل کی بناء پر - آپ کوئی نص اس کے خلاف پیش کریں - لیجئے طریق فیصلہ یہ ہے - کہ آپ حضرت اقدس کی ایک تحریر یا ایک قول ہی پیش کر دیں - کہ میرے بعد خلیفہ نہیں ہوگا - میں آپ کو اس بارے میں تحدی کرتا ہوں - آپ اس سلسلہ میں ایک فقرہ پیش نہیں کر سکتے - پس اس صریح نص کو متشابہات میں سے سمجھنا بالکل نادرست ہے - کیا حمامۃ البشریٰ اور الوصیت میں کوئی تعارض ہے ؟ خلیفہ بھی ہو اور انجمن بھی ہو - کیا ہرج ہے - اس میں محکم اور متشابہ کا کونسا مسئلہ ہے -

خواجہ کمال الدین صاحب کا جو حضرت مسیح موعود اور احمدیہ سلسلہ کو بار بار پیش کرتا ہم قائل سمجھتے تھے - ان کا دمشق میں جانا ہرگز اس عظیم الشان پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا -

پھر آپ نے تیسری تاویل یہ کی ہے - کہ جو مامور من اللہ ہو کر خلیفہ آئے گا - وُہ اس کو پورا کرے گا - وہ کب آئے گا - اور کب صداقت مسیح موعودؑ پر حدیث نبویؐ سے استدلال صحیح ہوگا؟ ہاں آپ فرمائیں - کہ "خلفائہ" جمع ہے - حضرت کے بعد کتنے مامور من اللہ خلیفے ہونے والے ہیں - ایک یا ایک سے زیادہ ؟

۱۶- حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی اطاعت کا اگر انجمن نے اپنے قاعدہ نمبر ۱۸ میں فیصلہ کیا - تو یہ ضروری تھا - یہ تو وہی بات ہے - جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ خلیفہ اول کے وقت ان کی ویسی ہی اطاعت کرنے کا عہد کر چکے ہیں - جیسی کہ حضرت مسیح موعود کی کرتے تھے - اس پر اعتراض کیوں ؟ کیا صرف اس لئے کہ سیدنا محمود خلیفہ ہو گئے - اور مولوی محمد علی صاحب یا خواجہ صاحب کے خلیفہ بننے کا امکان باقی نہ رہا - خدارا انصاف فرمائیں ؛

۱۷۔ یہ سراسر غلط ہے۔ کہ انجمن نے خلیفۂ اولؓ کو کچھ اختیارات دیئے۔ حضرت خلیفہ اولؓ اس کو جھوٹ قرار دیتے ہیں۔ اور یہ بھی غلط ہے۔ کہ خلافتِ ثانیہ کے مخالف ممبروں کی اکثریت ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ناواقفیت کی بناء پر ایسی باتیں لکھ رہے ہیں۔

۱۸۔ آپ سیدنا محمودؓ کو "خلیفہ ہونے کے قابل نہیں" کہتے ہیں۔ مگر خدا۔ اس کا رسول خلیفہ اولؓ اس کو خلیفہ ہونے کے قابل بتلاتے ہیں۔ آپ کا یہ قول محض عداوت محمود ایدہ اللہ کا نتیجہ ہے۔

۱۹۔ یہ محض غلط ہے۔ کہ لاہوری فریق نے جماعت قادیان سے زیادہ خدمتِ دین کی۔ کیا اس خدمت کے نتائج و اثرات کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو؟ تفسیریں تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی دو لکھی ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے بھی لکھی تھی۔ ہم تو روحانی زندگی کے لئے مقابلہ تفسیر نویسی کا چیلنج دیتے ہیں۔ مباہلہ کے لئے مولوی محمد علی صاحب کی بجائے مولوی عبدالکریم عرف مباہلہ کو پیش کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب مولوی صاحب کی نیابت عبدالکریم کے سپرد ہو گئی ہے۔ ان باتوں سے مناظر صاحب کیا بنتا ہے؟

۲۰۔ میرا پرچہ شرائط کے مطابق تھا۔ آپ کا رات کا غوغا بے جا تھا۔ مگر آج میں ان باتوں کے ذکر سے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ آپ اپنے منہ جو چاہیں بنتے رہیں۔ یہ امر آج زیر بحث نہیں۔

۲۱۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں تحریر فرمایا ہے:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے۔ کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے۔ کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی تخم ریزی

انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں۔ تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہونچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں۔ کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدائے تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً“ (الوصیت صفحہ ۶)

پھر فرماتے ہیں:۔

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب

ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے" (ص)

اس عبارت سے واضح ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں بھی حضرت اقدس کی وفات کے بعد قدیم سنت اللہ کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح خلیفہ ہوگا۔ اور جس طرح پہلے انبیاء کے بعد یہ سلسلہ خلافت جاری رہا۔ اس جگہ بھی ضرور جاری رہے گا۔

پس وہ شخص سخت غلطی کرتا ہے۔ جو کہتا ہے۔ کہ احمدیہ سلسلہ میں خلافت نہیں ہے۔ صرف انجمن ہے۔ جیسا کہ دوسری سوسائٹیوں میں ہوتا ہے۔

۲۲۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں" (سبز اشتہار)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ سلسلۂ خلفاء بھی جاری ہے۔ اور حضرت اقدس کی اولاد میں سے خلیفے ہونگے پس وہ لوگ جو اس لئے خلیفہ کا انکار کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت اقدس کا لختِ جگر ہے سخت مہلک راہ اختیار کر رہے ہیں۔

۲۳۔ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"صوفیاء نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اسے مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعے اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا۔ کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے . . . . ایک الہام میں

اللہ تعالےٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ" (الحکم ۲۴ اراپریل ۱۹۰۳ء)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت کے بعد بھی خلفاء ہوں گے۔ باقی پھر انشاء اللہ

خاکسار ابوالعطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ از راولپنڈی

۲۱ ۶/۳۷

سید محمد امین گیلانی نگران از طرف

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

عمرالدین احمدی۔ پریذیڈنٹ مناظرہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ راولپنڈی

قاضی محمد نذیر۔ پریزیڈنٹ مناظرہ

جماعت احمدیہ۔ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا دوسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ———— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحث خلافت

۱۔ میرے دوست مولوی اللہ دتا صاحب نے بجائے اس کے کہ معقولیت سے میری ہر دلیل کو توڑتے متشابہات کے پیچھے پڑ کر اپنا اور میرا وقت ضائع کرنا چاہا ہے۔

آپ لکھتے ہیں۔ کہ

ایک خلیفہ اور امام کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے لکھا ہے۔ کہ احمدی جماعت کے مخالفین کسی واجب التعظیم یا واجب الاطاعت لیڈر کے ماتحت نہیں۔ خوب یاد رکھیئے۔ کہ مخالفین مسیح موعود کسی مامور کے ماتحت نہ تھے۔ اور مسیح موعود کی جماعت اس ربانی انسان کے ماتحت ہو کر جو فخر حاصل کر چکی تھی۔ وہ ان کو حاصل نہ تھا۔ مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت کے بعد بھی کوئی ایسا شخص ہو گا جس کی شخصی رائے تمام قوم کے لئے حجت ہو گی۔ خواہ وہ انجمن کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی اصل جانشین انجمن نہیں۔ بلکہ فردِ واحد ہے۔ اس لئے کہ خلیفہ اول کے وقت سب نے ان کو جانشین مانا۔ مولوی صاحب ذرا غور کیجئے۔ میں صریح ارشاد حضرت مولوی نورالدین صاحب کا نقل کر چکا ہوں۔ کہ اصل "خلیفۃ المسیح" انجمن کے چودہ ممبر ہیں۔ کیا اس کے بعد آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مولوی نورالدین صاحب کو لوگوں نے انجمن پر حاکم مان لیا تھا۔ جو کثرت رائے کی مخالفت کریں۔

۳۔ جماعت احمدیہ کا پیشرو حضرت کی زندگی میں حضرت خود تھے۔ مگر آپ کا یہ کہنا کہ بعد میں کوئی خاص فرد ہے۔ اور انجمن نہیں۔ درست نہیں۔ کیونکہ حضرت نے صاف لکھ دیا کہ میرے بعد میری انجمن ہی میری جانشین ہے۔

۴۔ الوصیت کے مطابق قادیان مرکز ہے۔ اور قرآن کے مطابق مکہ مرکز ہے۔ کیا آپ قادیان کو لے کر مکہ کو چھوڑ دینگے۔ یاد رکھئے۔ لفظ پرستی بُری بات ہے۔ اصل امر وہ روح ہے۔ جو کسی فرد یا جماعت میں ہونی چاہیئے۔ اگر وہ نہیں۔ تو خواہ قادیان میں ہو یا مکہ یا مدینہ میں۔ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اس لئے میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ جماعتی نظام جو لاہور میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق جمہوری طرز پر چل رہا ہے۔ وہی آپ کی جانشینی کا فخر رکھتا ہے۔ اور قادیان سرمایہ دارانہ نظام جماعت سراسر خلاف اصول اسلام ہے۔ اور بالکل مسیح موعود کے مذہب کے الٹ ہے۔

۵۔ انجمن کو حضرت نے یہ حق دیا۔ کہ جس کو چاہے نکال دے۔ اور جس کو چاہے داخل کرے اور اسی کے مطابق آپ نے لکھدیا۔ کہ

"اور چاہیئے۔ کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں۔ میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں" (الوصیت صـ۶)

ایسے بیعت لینے والے بزرگوں کا انتخاب چالیس مومنوں کی رائے پر چھوڑا ہے حضرت کی زندگی میں صرف حضرت ہی داخل کرتے تھے۔ مگر بعد کے لئے یہ فرمایا۔ کہ جماعت کے متعدد آدمی یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ بعد میں شخصی نظام نہیں۔ بلکہ جمہوری ہوگا۔

۶۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے جھگڑے میں تحریر ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء لکھوائی تھی تو کیا جبر کرکے لکھوائی؟ کیا مسیح موعودؑ کوئی بچہ تھے۔ کہ ایک وکیل کے داؤ میں آگئے۔ یہ خیال سراسر باطل ہے۔ مسیح موعودؑ نے خواہ کسی حال میں یہ تحریر لکھی ہو۔ یہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ حضرت کے بعد کا نظام مکمل طور پر انجمن کے سپرد ہے۔ کیا آپ اس کا انکار کرسکتے ہیں۔ یاد رکھیئے حضرت فرماتے ہیں:۔

میری رائے تو یہی ہے۔ کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے۔ کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے۔ تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔" (دیکھو تحریر مذکور)

بتایئے آپ کی شخصی حکومت اور خلافت کہاں ہے۔ خدارا مسیح موعود کی اس کھلی کھلی اور آخری

ایام کی تحریر کو تمسخر اور استہزاء میں ردّ نہ کیجیے۔ حضرت کو تو آپ نبی مانتے ہیں۔ ان کی قدر آپ کے دل میں زیادہ ہونی چاہیئے۔ ان کی تحریرات کو آپ اس وقت اس طرح ٹھکرا رہے ہیں۔ جیسے کوئی ردّی کاغذ دُور پھینکدیا جاتا ہے۔

۷۔ خدا سے رُوح القدس پانے والے کے وقت انجمن نہیں ٹوٹے گی۔ اسی حیثیت سے قائم رہے گی۔ جس حیثیت میں مسیح موعود کے وقت میں تھی۔

۸۔ بتایئے۔ کہ مسیح علیہ السلام کے بعد کون کون سے خلفاء شخصی طور پر ہوئے ہیں اور اگر نہ دکھا سکیں۔ اور ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔ تو یاد رکھیئے۔ کہ یہ بالکل درست ہے۔ کہ مسیح موعود کے بعد بھی جماعتی جانشینی ہونا ضروری ہے۔

۹۔ مسیح موعود کو سب نبیوں کا نام ملا۔ مگر آپ کیوں بار بار مسیح موعود کہکر پکارتے ہیں۔ کیوں ابراہیم موعود اور یعقوب موعود نہیں کہتے؟ معلوم ہوا۔ کہ مسیح سے خاص نسبت ہے۔ جو دوسروں سے نہیں۔ اسی اعتبار سے آپ کی خلافت بھی ویسی ہے۔

۱۰۔ مولوی نورالدین صاحب کو جانشین دوسرے درجہ پر تسلیم کیا گیا۔ پہلی جانشین انجمن ہے۔ انجمن کے مقرر کردہ مولوی نورالدین صاحب ہیں۔ وہ خود کہتے ہیں۔ کہ الوصیّت کی تفہیم مجھے یہ ہوئی۔ کہ اصل خلیفۃ المسیح انجمن ہے۔ پس آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب مرحوم انجمن پر حاکم تھے۔

مولوی نورالدین صاحب کا بیان کہ مجھے انجمن نے خلیفہ نہیں بنایا۔ یا انجمن کی آراء سے میں منتخب نہیں ہوا۔ ان معنوں میں نہیں ہے۔ کہ جن سے ان کے پہلے ارشاد کی تردید ہو جس میں انہوں نے انجمن کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ مطلب صرف یہ ہے۔ اصل میں خدا کی طرف سے ہی معاملات طے پاتے ہیں۔ جیسے حضرت زکریاؑ کے سوال کے جواب میں مریمؑ نے کہا۔ "ھو من عند اللہ"

تو کیا اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ خدا نے بلا واسطہ دیا۔ اور پھل آسمان سے اترے [illegible] کوئی [illegible] چاہیئے۔ اسی طرح مولوی نورالدین صاحب اپنی امامت کو قرار دیتے ہیں۔ اور ان کا عزل بھی الٰہی منشاء کے بغیر کسی کے اختیار نہ تھا۔ مگر یہ بتایئے کہ کہاں لکھا ہے۔ کہ میں انجمن کی رائے

کو رد کر سکتا ہوں ؛

ایک اور بات آپ کو بتاتا ہوں۔ شاید آپ سمجھ جائیں۔ مولوی صاحب مرحوم کے زمانہ میں خفیہ خفیہ کمیٹیاں ہوتی تھیں۔ کہ مولوی نورالدین صاحب کو خلافت کا حق نہیں۔ بلکہ یہ محمود کا حصہ ہے۔ مولوی صاحب نے ان لوگوں کو ڈانٹا۔ کہ تمہاری جمعیتیں مجھے نہ اس عہدہ پر کھڑا کر سکتی ہیں۔ نہ ہٹا سکتی ہیں۔

مگر سوال برقرار رہتا ہے۔ کہ کیا کبھی یہ کہا۔ کہ میں انجمن کی رائے کو رد کر سکتا ہوں۔

۱۱۔ انزال رحمت کے طریق ثانی کو پیش کر کے کیا آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود کی آخری وصیت کو رد کر دیں۔ اور یہ ثابت کریں۔ کہ کوئی اور وجود انجمن پر حاکم ہو جائے گا۔ وہ دوسرا طریق خلفاء و اولیاء کا جو سبز اشتہار میں ہے۔ الوصیت کو رد نہیں کر سکتا۔ بلکہ الوصیت یہ ظاہر کر رہی ہے۔ کہ وہ شخص اگر ہو بھی۔ تو وہ بھی اس اصل کے ماتحت ہوگا۔

باقی یہ بھی یاد رکھیئے۔ کہ اس ارشاد کے مطابق نہ تو جناب میاں صاحب ولی ثابت ہوتے ہیں۔ اور نہ خلیفہ۔ اگر آپ خواہش کریں گے۔ تو میں اس پر مفصل لکھونگا۔

مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا آپ مولوی نورالدین صاحب کو بھی اس دوسرے طریق کے ماتحت رکھتے ہیں۔ اگر واقعی رکھتے ہیں۔ تو کیا ان کا ذکر کہیں سبز اشتہار میں ہے۔ اگر نہیں تو معلوم ہؤا۔ کہ ضروری نہیں۔ کہ مذکورہ ناموں کے مطابق ہی انجمن کے ماتحت جانشینوں کا ظہور ہوا اور یہاں تو سب سے بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی صریح تحریر کو کہ جماعتی نظام جمہوری ہوگا۔ ان کے صاحبزادے محمود احمد صاحب پس پشت ڈال کر ان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں

۱۲۔ میں آپ سے پھر کہونگا۔ کہ خلفاء کا سلسلہ الوصیت کے خلاف ہرگز ہرگز جاری نہیں ہو سکتا۔ میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ کہ میاں محمود احمد صاحب کا یہ خیال ہے۔ کہ وہ حضرت صاحب کی قائم کردہ انجمن کے متفقہ فیصلہ [illegible] رد کر سکتے ہیں۔ بتایئے کیا مولوی نورالدین صاحب نے یہ الفاظ قاعدہ نمبر [illegible] میں [illegible] ائے تھے۔ اور کیا کبھی یہ عبارت لکھی گئی تھی۔ کہ

ہر ایک معاملہ میں مجلس معتمدین . . . . . کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب

کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا"

بتایئے۔اگر مولوی نورالدین صاحب بھی اپنے آپ کو انجمن پر حاکم سمجھتے تھے۔ تو کیا انہوں نے اس قسم کا قانون بنوایا۔ آپ یہ ہرگز نہیں دکھا سکیں گے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی نورالدین صاحب کے وہم و گمان میں بھی انجمن کے متفقہ فیصلہ کو توڑنے اور حضرت مسیح موعود کی خلاف ورزی کرنے کی بات نہ تھی۔ یہ فخر آپ کے خلیفہ صاحب کو ہی نصیب ہوا۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے مذہب کو بدل دیا۔ ان کی انجمن کو توڑ دیا۔ دینی اور دنیوی امور میں اپنی رائے کو قرآن و حدیث اور مسیح موعود کی انجمن کی رائے پر مقدم کیا۔ ورنہ بتایئے کہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء والی تحریر پر آپ کس طرح عمل کرتے ہیں۔

۱۳۔ یہ کہنا کہ مولوی نورالدین صاحب کو بھی اس طرح خلیفہ بنایا گیا تھا۔ یہ صریح طور پر غلط ہے۔ یاد رکھیئے۔ اس قسم کی کمزور باتوں سے آپ کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ میں آپ کے سامنے بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صہ کا حوالہ رکھتا ہوں۔ جس میں صاف مذکور ہے۔ کہ

"حسب مشورہ معتمدین"

مولوی نورالدین صاحب کو یہ فخر دیا گیا۔ گویا پہلے مشورہ ہے بعد میں آپ کی امارت ہے۔ اور آپ اسی مشورہ کے ماتحت ہیں۔ وہ انجمن کی کثرت آراء سے پاس ہونے والا فیصلہ اپنی تقاریر و تحریرات میں قوم کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ یہی امیر کا اور زعیم کا اور نمائندہ کا فرض ہے۔ ورنہ انجمن کے خلاف کرنے کا خیال مولوی نورالدین صاحب جیسے حکیم انسان کے دماغ میں آنا بالکل ناممکن تھا۔ بالخصوص جب خود فرما چکے تھے۔ کہ :-

"تم چودہ اشخاص بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو"

۱۴۔ آپ کہتے ہیں۔ نمائندہ اور پیشرو احمدی جماعت کا ضرور ہونا چاہیئے۔ اس کا جواب میں ایک طرز پر عرض کر چکا۔ کہ اس سے مراد مسیح موعود ہیں۔ جو مامور من اللہ ہیں۔ بعد میں انجمن ہی حقیقت میں پیشرو ہے۔ اور اس کا ہر ممبر نمائندہ ہے۔ مگر وہ نمائندہ جو صدر یا امیر کی حیثیت میں چن لیا جائے۔ وہ زیادہ وقعت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے دو ووٹ ہوتے ہیں۔ مگر اس کو انجمن کے مال پر حاکم بنانا الوصیت کی شرائط ۹ و ۱۰ اور ۱۳ کے

خلاف ہے جنہیں میں پہلے نقل کر چکا ہوں۔

خوب یاد رکھیئے۔ آپ انجمن کے اوپر ایک شخص کو حاکم مان کر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کو جھٹلاتے ہیں۔ وہ جمہوریت کا علمبردار جو اس ملوکیت کے زمانہ میں نازل ہوا جس کے آنے سے دُنیا کی شخصی طاقتیں شخصی حکومتیں، سرمایہ دارانہ نظام خود بخود غارت ہوتے چلے گئے کبھی یہ حکم نہ دے سکتا تھا۔ کہ میرے بعد ساری قوم ایک شخص کے۔ ہاں ایسے شخص کے جو مامور بھی نہیں۔ اشاروں پر ناچتی رہے۔ خلاف اسلام۔ قرآن۔ حدیث اور تحریرات مسیح موعود عمل دیکھیے۔ اور اعتراض نہ کرے۔ کیونکہ جہنم کی دھمکی موجود ہے۔

آپ جناب میاں صاحب کو خوش عقیدگی کے رنگ میں بے شک آسمان پر چڑھائیں۔ مگر آپ قیامت تک ثابت نہ کرسکیں گے۔ کہ ان کی خلافت ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی وصیت کے مطابق ہے۔ مجھے یقین ہے۔ اور ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہے۔ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

وہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

آپ میاں صاحب کو خلیفہ اس آیت کے ماتحت تو ثابت کرلیں گے کہ:۔

"فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات" (مریم)

یعنی وہ خلیفے جو آباء کے مذہب کو بدل کر دین کو مٹا کر اپنی شہوات کی پیروی میں لگ جائیں۔ مگر آپ ان کو الوصیت کے مطابق اگر جانشین ثابت کر دیں۔ موجودہ قادیانی نظام کو جو امپیریلزم۔ ملوکیت یا سرمایہ داری کا ایک ادنٰے نمونہ ہے۔ وصیت کے مطابق ثابت کر دیں۔ تو آپ کی بہادری ہے۔ ورنہ محض ظنی۔ فرضی اور وہمی امور پر خدا کے مامور کی تکذیب چھوڑ دیجیے۔ جو آپ نے عملاً اختیار کر رکھی ہے۔

۱۵۔ آپ نے حضرت مولوی محمد علی صاحب اور تفسیر نویسی کے متعلق لکھا ہے۔ مولوی صاحب ممدوح کی تفسیر موجود ہے۔ میاں صاحب سے آپ وہ مخفی تفسیر کیوں ظاہر نہیں کراتے۔ کیا اس لئے کہ دُنیا ان کے علم کی حقیقت جان لے گی۔

میں آپ کو پھر وہ چیلنج دیتا ہوں۔ جو سیدنا حضرت امیر المومنین مولانا محمد علی ایدہ اللہ

بروح منہ نے اپنے رسالہ احمد مجتبےٰ میں دیا ہے۔ یہ حقیقت میں میاں صاحب کی اس تعلّی کا جواب ہے۔ جو اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے متعلق کی ہے۔ کہ میں دنیا کے تمام عالموں فاضلوں کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ میرے مقابل ثابت کریں۔ کہ احمد محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ آپ میاں صاحب کو نکالیئے۔ اور ان سے دست بستہ عرض کیجیئے۔ کہ صرف اسمہٗ احمد والی آیت کی تفسیر کرلیں سیّدنا حضرت امیرالمومنین کے علم میں اور قادیانی خلافت مآب کے علم میں موازنہ بآسانی ہوجائے گا اور اگر جرأت ہے۔ اور آپ ہی جو اپنی علمیت کا چرچا ہر جا کرتے پھرتے ہیں۔ "احمد مجتبےٰ" رسالہ کا جواب لکھیں۔ تاکہ حقیقت واضح ہوسکے۔

مگر میں آپ کو پھر کہوں گا۔ کہ میاں محمود احمد صاحب ہرگز اور ہرگز حضرت مولانا محمد علی کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں کرینگے۔ سلطان القلم کے حقیقی جانشین مجدد الملت والدین کے مقابلہ میں ان کا قلم ٹوٹ گیا ہے۔ اور وہ بالکل بے بس انسان کی طرح مقابل پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یا سو رہے ہیں۔

۱۶۔ میں آپ کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" (الوصیۃ) یہ حضرت کا ارشاد ہے۔ اس کی قدر کیجیئے۔ ان احمدی دوستوں کو جو آپ کے دام میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ دھوکہ نہ دیجیئے۔

بتایئے۔ کہاں فرد واحد کو جانشین کہا ہے۔

۱۷۔ مکرر عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت کی تحریر ۲۷؍اکتوبر ۱۹۰۷ء میں حضرت کے بعد صرف انجمن کو ہی ہر قسم کے معاملات میں اختیار دیا گیا ہے۔ بتایئے۔ اور خدا را بتایئے کہ کہاں کسی خاص شخص کے سپرد اموال و دیگر جماعتی نظام کیا ہے؟ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔

۱۸۔ میں آپ سے بصد ادب یہ درخواست کروں گا۔ کہ آپ اس امر کا کوئی جواب سوچیئے۔ کہ ایک طرف تو حضرت صاحب ہیں۔ جو ہر معاملہ میں انجمن کو جانشین اور خلیفہ قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف میاں صاحب ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ میں اس وصیت کی کیا پروا کرتا ہوں۔ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی جہنمی ہے۔ کیا یہ امر انگلستان کے شاہانِ قدیم والی

بات نہیں۔ کہ بادشاہ کوئی غلطی نہیں کرسکتا۔

۱۹۔ آپ کی خوش فہمی کی میں داد دیتا ہوں۔ کیونکہ سوال حضرت کی جانشینی کا ہے اور آپ میاں صاحب کی تعریف میں بلا کسی دلیل کے رطب اللسان ہو گئے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس سے نہ تو آپ ان کو خلیفۃ اللہ ثابت کرسکتے ہیں۔ اور نہ ایک بزرگ انسان۔ آپ نے کل کے پرچہ میں۔ میرا مطلب آخری پرچہ سے ہے سے۔ کہا کہ :۔

ننگی میموں کا ناچ دیکھا کرتے تھے محض جھوٹ ہے۔ ہاں اگر علمی اغراض کے لئے سینما دیکھا جائے۔ اور اس میں بغیر علم کے ایسا ناچ آجائے۔ تو کیا اسے ناپسند کرکے اُٹھ آنا جرم ہے" (صہ ۱۱)

آپ اپنے اس ارشاد کے مقابل میاں صاحب کے اصل الفاظ کو پڑھیئے۔

"جب میں ولایت گیا۔ تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا۔ کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے۔ تو میں نے چودھری ظفراللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے۔ کہا۔ کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں۔ جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آسکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے۔ جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا۔ کہ یہ اعلےٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھکر آپ اندازہ کرسکتے ہیں۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے۔ اس لئے دُور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا۔ کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا۔ کیا یہ ننگی ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں۔ بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ . . . . . . اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے ہیں۔ نام تو ان کا بھی لباس ہے۔ مگر اس سے جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا نظر آتا ہے"۔ (الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

غور فرمائیے۔ یہ نیک غرض کے لئے گئے تھے۔ یا واقعی عریانی دیکھنے کا شوق تھا۔ بتائیے۔ کیا کبھی مولوی نورالدین صاحب نے حضرت ابوبکر صدیق نے عمر فاروق نے یا عثمان یا حضرت علی نے کبھی اس طرح کا علم حاصل کیا۔ کیا مسیح موعود نے ایسا علم کبھی حاصل کیا۔ اگر نہیں۔ تو یاد رکھیئے۔ یہ علم حاصل کرنا سراسر گناہ عظیم ہے۔ جو خلیفہ یا مصلح کی شایاں شان نہیں:۔ (باقی آئندہ)

اختر حسین گیلانی

عبدالقادر نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۱/۶/۳۷

عمرالدین احمدی صدر جلسہ مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر پریزیڈنٹ مناظرہ منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی

جماعت احمدیہ کا دوسرا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم —————— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خلافت اور انجمن

۱۔ واجب الاطاعت لیڈر قوم کی وحدت کا ذریعہ ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ غیر احمدی کسی مامور کے ماتحت نہ تھے" کیا وہ آنحضرت صلعم کے ماتحت نہ تھے؟ اگر تھے۔ تو فرمایئے۔ کہ ان کو پراگندہ خیال اور پراگندہ قوم کہنا کیونکر جائز ہے۔ تعجب ہے۔ کہ آج جبکہ آپ کے ہاں بھی واجب الاطاعت امیر کی تحریک جاری ہے۔ آپ اس قدر کتمان صداقت کر رہے ہیں۔ اگر واجب الاطاعت لیڈر سے مراد صرف حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔ اور کوئی دوسرا واجب الاطاعت نہیں ہو سکتا۔ تو واجب الاطاعت امیر کی تحریک کا کیا مطلب ہے؟ ذرا سنبھل کر جواب دیں۔

۲۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب نے ہرگز کہیں نہیں فرمایا۔ کہ "اصل خلیفۃ المسیح انجمن کے چودہ ممبر ہیں" آپ کوئی حوالہ نہیں دے سکتے۔ لفظ "اصل" نکالئے۔ ہاں ذرا یہ تو بتلایئے کہ جب "اصل خلیفۃ المسیح" موجود تھے۔ ایک چھوڑ چودہ موجود تھے۔ تو بقول آپ کے اس پندرھویں غیر اصل خلیفۃ المسیح کی ضرورت کے کیا معنے تھے؟ وہ غیر اصل ایسا ہے۔ کہ چودہ کے چودہ اس کی بیعت کرتے ہیں۔ عجیب شان ہے۔ اصل خلیفۃ المسیح غیر اصل خلیفۃ المسیح کی بیعت کرتے ہیں۔ اطاعت کا عہد کرتے ہیں۔ اور جب چودہ اصل خلیفۃ المسیح "میں سے بعض نقض عہد کرتے ہیں۔ تو غیر اصل خلیفۃ المسیح ان کو ڈانٹ پلاتا ہے۔ اور ان سے دوبارہ بیعت لیتا ہے۔ خواجہ صاحب اور مولوی صاحب بصد ندامت بیعت کرتے ہیں۔

ہاں آپ انجمن کے ممبروں کو اصل خلیفۃ المسیح بتلاتے ہیں۔ مگر آپ کا آرگن کہتا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب "حقیقی طور پر خلیفۃ المسیح بھی ٹھہرا" (پیغام صلح ۲۲ر مارچ ۱۹۱۴ء) فرمائیے۔ ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات سچی ہے؟ اور کونسا حقیقی اور اصل خلیفۃ المسیح تھا؟

۳۔ آپ نے ہرگز نہیں دکھایا۔ کہ حضرت اقدس نے کبھی لکھا ہو۔ کہ انجمن پر کوئی حاکم نہ ہوگا۔ میرا خلیفہ بھی انجمن کا حاکم نہ ہوگا۔ ایسی تحریر آپ نہیں دکھا سکتے۔

۴۔ انجمن روپیہ کے جمع کرنے اور خرچ کے اختیارات حسب الوصیت رکھتی تھی۔ اس ضمن میں اس کے فیصلے قطعی اور واجب التسلیم ہوں گے۔

۵۔ تعجب ہے۔ کہ چودہ "اصل خلیفۃ المسیح" غیر اصل خلیفۃ المسیح کے سامنے تحریری اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم آپ کا حکم اور فرمان حضرت مسیح موعود کے فرمان کی طرح مانیں گے۔ کیا ہی شان ہے۔ ان اصل خلیفۃ المسیح کے مصداقوں کی؟

درحقیقت آپ نے خطبہ عید الفطر پر غور نہیں فرمایا۔ اس کے الفاظ تو صراحتاً انجمن کو حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ماتحت ظاہر کر رہے ہیں۔

۶۔ سلسلہ احمدیہ کا پیشرو جس کے سامنے منو دبصورت نقض عہد تین لاکھ روپیہ پیش کریں گے۔ ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ واجب الاطاعت لیڈر ہی ہوگا۔ انجمن کے سپرد بجز امور مالی کے اور کیا تھے۔ کیا بیعت لینا یا جماعت سے خارج کرنا؟ ہرگز نہیں۔ آپ نے ناواقفی سے لکھ دیا تھا۔ کہ حضرت نے انجمن کو اخراج کا حق دیا۔ میرے مطالبہ پر کہ کوئی تحریر پیش کریں آپ خاموش ہو گئے۔ لیجئے۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں۔ کہ یہ غلط ہے۔ انجمن کا اس سے تعلق تھا۔ نہ ہو سکتا ہے۔ پیغام صلح میں لکھا ہے:۔

"اخبار بدر قادیان ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء میں ایک مرید کو جماعت سے علیحدہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں:۔ . . . . . ." (۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء)

کہیئے۔ اب بھی آپ کو سمجھ آئی یا نہیں۔ جناب من! آپ انجمن کے دائرہ کو اس کے مطلق العنان بنانے تک وسیع نہ کریں۔ یہ الوصیت کے صریح خلاف ہے۔

۷۔ حضرت اقدس نے الوصیت میں فرمایا ہے:۔

"اور یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (صفحہ ۲۵)

آپ لکھتے ہیں۔ کہ "الوصیت کے مطابق قادیان مرکز ہے۔ اور قرآن کے مطابق مکہ مرکز ہے۔" مکہ معظمہ کس چیز کا مرکز ہے؟ کیا کسی انجمن کا؟ جس چیز کا مکہ معظمہ مرکز ہے۔ اس کا آج بھی مرکز ہے۔ تا قیامت مرکز رہے گا۔ لیکن قادیان حسب الوصیت صدر انجمن کا مرکز ہے۔ اور آپ اسے محض حاجۃ فی النفس کے مطابق منسوخ کرکے لاہور کو بنانا چاہتے ہیں۔ تبلایئے ہمارا کیا جرم ہے۔ اگر ہم حسب الوصیت قادیان کو ہی اس انجمن کا مرکز مانیں کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ "خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے"

۸۔ سرمایہ دارانہ نظام۔ ملوکیت۔ جمہوریت کے الفاظ اور ان طعنوں کا کیا مدعا ہے کیا اس سے خلافت باطل ہو جائے گی۔ اب تو جناب مولوی محمد علی صاحب بھی فرماتے ہیں۔

"پھر میں کہتا ہوں۔ کہ نظام کی بنیاد ایک ہی بات پر ہے۔ کہ اسمعوا واطیعوا سنو اور اطاعت کرو۔ جب تک یہ روح نہ پیدا ہو جائے جب تک تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں نہ آجائیں۔ جب تک تمام اطاعت کی ایک سطح پر نہ آجائیں۔ ترقی محال ہے۔" (خطبہ مندرجہ پیغام ۲۷ر فروری ۳۶ء)

اور آپ کے آرگن میں صاف لکھا ہے:۔

"جب تک عنان ایسے امیر کے ہاتھ میں نہ ہو جس کے ہاتھ پر عملی طور پر تن من۔ دھن کی قربانی کی بیعت نہ کی ہو۔ مستقل اور پائندہ ترقی محال ہے۔ ... یہ تبھی ممکن ہے۔ جبکہ ایک واجب الاطاعت امیر کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہو۔ تمام افراد اس کے اشارے پر حرکت کریں۔ سب کی نگاہیں اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہوں۔ اور جونہی اس کی زبان فیض ترجمان

سے کوئی حکم مترشح ہو سب بلا حیل وحجت اس پر عمل پیرا ہوں"

(پیغام صلح ۷ر فروری ۱۹۳۷ء)

بتلایئے کیا آپ اسی نظام کو سرمایہ داری اور ملوکیت اور انگلستان کے شاہانِ قدیم کا نمونہ قرار دیتے ہیں۔ ذرا پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیجئے۔

۹۔ "سچے اعتراضوں" کے اعتراض کو آپ نے پھر دُہرایا ہے۔ حالانکہ وہ نظامِ سلسلہ کو برباد کرنے والے مفسدین کو فتنہ پردازی سے روکنے کا ارشاد ہے۔ مناظر صاحب! کیا آپ کو پتہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے کیا فرمایا ہے۔ لکھا ہے:۔

"خدا نے . . . . . . کسی کی غیر حاضری میں اس کے خلاف سچی بات کرنے کو بھی روک دیا" (پیغام صلح ۲ر اپریل ۳۷ء)

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں:۔

"عیب شماری کی بیماری کو چھوڑ دو۔ اس سے خدا کی پناہ مانگو۔ اور ان باتوں سے الگ ہو جاؤ۔ جو جماعت کو کمزور کرنے والی ہیں۔ دنیا میں کوئی کام نہیں جہاں نقص نہ ہو۔ اگر اسی بات میں لگے رہو گے۔ تو کام کیا کرو گے . . . . . . اعتراض کرنے کو مقصد قرار دے لو گے۔ تو پھر اصل کام تو گیا پس نکتہ چینی سے بچو۔ اور قوم کے فیصلہ کے خلاف ہر بات کو رد کر دو"

(پیغام ۱۲ر جون ۳۷ء)

پہلے ان الفاظ کی تاویل کر لیں۔ پھر خلیفۂ برحق پر زبانِ اعتراض کھولیں۔

۱۰۔ انجمن اپنے ممبروں سے کسی کو ممبری سے خارج کر سکتی ہے۔ جماعت سے نکالنے کا اسے کوئی حق نہیں۔

۱۱۔ بیعت لینے کے لئے اگر متعدد اشخاص منتخب ہو کر سب خلیفۃ المسیح بننے تھے۔ تو ایک خلیفۃ المسیح کی کیا ضرورت تھی۔ اور کیوں ساری جماعت احمدیہ نے اجماعی طور پر حضرت نورالدین اعظم کی خلافت پر اتفاق کیا۔ جماعت کا یہ عمل آپ کی تمام غلط تاویلات کا ابطال کر رہا ہے۔ پھر تو چاہئے تھا۔ کہ انجمن کے چودہ ممبر بقول آپ کے "اصل خلیفۃ المسیح ہی

بیعت لیتے رہتے۔ ذرا آج کے دعوے اور گذشتہ چھ سال کے عمل میں تطبیق تو کر کے دکھائیں

۱۲۔ خواجہ صاحب نے تحریر لکھوائی۔ وہ اس خاص معاملہ کے متعلق تھی۔ خواجہ صاحب کی اتنی طاقت کا میں قائل نہیں۔ کہ وہ حضرت اقدس سے جبراً لکھواسکیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ خاص واقعہ کے متعلق ہے۔ اور انجمن کے دائرہ اختیارات کے اندر کے احکام اور فیصلہ جات پر مشتمل ہے۔ آیت قرآنی اوتیت من کل شیئ کی ذرا تفسیر تو کریں۔

۱۳۔ آیئے۔ اس "تحریر" کے دائرہ اختیارات اور اس کے موجود ہوتے ہوئے خلافت کی ضرورت اور عدم ضرورت کو واضح کرنے کے لئے بس کتاب (خلافت احمدیہ) سے دو صفحات پیش کرتا ہوں۔ لکھا ہے :۔

"اگر کوئی کہے کہ بہت اچھا پھر انجمن روپیہ کے معاملہ میں تو مختار ہونی چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بے شک انجمن مختار ہے۔ مگر اسی وقت تک کہ خلیفہ اسے کوئی ہدایت نہ دے۔ کیونکہ خود الوصیت میں حضرت صاحب نے لکھدیا ہے۔ کہ انجمن روپیہ کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ خرچ کرے گی۔ پس انجمن کو بہر حال سلسلہ احمدیہ کی ہدایات کے ماتحت کام کرنا پڑے گا۔ اور جس شخص کو تمام افراد سلسلہ احمدیہ اپنا مطاع اور خلیفہ مان لیں گے۔ اس کا حکم گویا سلسلہ احمدیہ کا حکم ہوگا۔ اور اس کی ہدایت کل جماعت کی ہدایت ہوگی۔ پس خود الوصیت کے ماتحت پھر بھی خلیفہ کا حکم بالا رہے گا۔ کیونکہ اس کی رائے سب احمدیوں کی رائے ہے۔ اور احمدیوں کی رائے کے ماتحت چلنا انجمن کا فرض ہے۔ پھر اگر کوئی کہے۔ کہ اس تحریر میں تو دینی معاملات کا لفظ بھی ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ وہی معاملات لئے جائینگے جو اس وقت انجمن کرتی تھی۔ اور یہ انجمن سے اب پوچھ لینا چاہیئے۔ کہ کیا اس وقت فتووں کا اجراء جماعت کی عام نگرانی۔ ان کو ہدایات جاری کرنا۔ مذہبی رہنمائی یہ کام انجمن کرتی تھی؟ اگر نہیں۔ تو یہ امور اس تحریر سے باہر ہوں گے۔ اس تحریر میں جس واقعہ کو حضرت نے دینی امر قرار دیا ہے۔ وہ تو مسجد کی تعمیر

کا نقشہ ہے۔ جس پر اختلاف تھا۔ کہ مسجد یوں بنے۔ اس سے دینی امور کی
تشریح آپ ہی ہو جاتی ہے۔"

(خلافت احمدیہ صفحہ ۲۴ و ۲۵ مطبوعہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۳ء)

ناظرین کرام! یہ تحریر حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں بلکہ آپ کی منظوری سے شائع ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ غیر مبائعین آج جس "قرطاس" کو انکار خلافت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ جماعت کے اجماع اور خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی تصدیق سے اس کی صرف وہی تفسیر ہے جو اُوپر ذکر ہو چکی ہے۔ لہذا آج اس کا واسطہ دے کر خلافت کو باطل ثابت کرنا بالکل غلط ہے

غیر مبائع دوست کہتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ اس کے مستحق نہیں۔ مگر حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں:۔

"یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہونچی رافضیوں کا عقیدہ ہے۔
(ان کے ہاں بھی حدیث القرطاس ہی تردید خلافت خلفاء ثلاثہ کے لئے
پیش کی جاتی ہے۔ ناقل) اس سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے
جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ جھوٹا اور فاسق
ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔"

(اخبار بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

۱۴۔ آپ کو انجمن کے لئے اپنے دائرہ عمل میں لفظ "جانشین" سے مغالطہ نہ کھانا چاہیئے کیونکہ حضرت اقدس نے صاف لکھا ہے۔

"مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے۔ کہ۔ . . . . وہ بیوی کریگا
اور اس کی اولاد ہوگی۔ . . . . یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اس
کی نسل میں سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔
اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے وقت پہلی تقریر میں فرمایا:۔

"میں چاہتا تھا۔ کہ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد جانشین بنتا۔ اسی واسطے

میں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا۔" (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

پھر حضرت خلیفہ اول نے بوضاحت اور مرض الموت میں بطور وصیت فرمایا:-

"خلیفے اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔" (پیغام صلح ۲۴ر فروری ۱۹۱۴ء)

فرمایئے۔ اب بھی آپ انجمن کے لئے اپنے دائرہ عمل میں جانشین ہونے سے خلافت کا انکار ثابت کریں گے؟

۱۵- آپ آج خلافت کو خلاف الوصیت کہتے ہیں مگر بتلایئے۔ کہ آپ کے بزرگ اراکین کو کیا ہو گیا۔ جب انہوں نے حضرت اقدس کی وفات کے معاً بعد لکھ دیا:-

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود و باجازت حضرت ام المؤمنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والامناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ . . . . . . بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔" (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

تبلایئے کیوں نہ ان لوگوں نے اسی وقت اس تحریر کو پیش کیا۔ جو آپ آج پیش کر رہے ہیں۔ اور کیوں نہ وہ بولے۔ کہ یارو! کیا غضب کرتے ہو۔ ابھی حضرت کا جسد اطہر ہمارے درمیان پڑا ہے اور تم آپ کی وصایا کی خلاف ورزی پر کمربستہ ہو؟ ان کا اس وقت ایسا نہ کرنا۔ اور آج آپ کا شور مچانا تبلاتا ہے۔ کہ اصل بات یہ ہے۔ کہ آپ کو لخت جگر احمدؑ سے عداوت ہے و بس۔

۱۶- پھر دیکھئے ایڈیٹر صاحب اخبار بدر جناب خواجہ کمال الدین صاحب سے اپنے مکالمہ کا بایں الفاظ ذکر کرتے ہیں:-

"اگر خدانخواستہ آج حضرت صاحب ہمارے درمیان میں سے اٹھ جائیں۔ تو پھر کیا ہو۔ کیونکہ مخالفین کی نظر اس بات پر ہے۔ کہ جو قوت لوگوں کو ایک لڑی میں پرونے اور ایک جگہ جمع کر دینے کی حضرت مرزا صاحب میں موجود ہے۔ آئندہ زندگی سلسلہ کی کسی ایسی ہی قوت والے جانشین کے پیدا ہونے پر

منحصر ہے۔ تو میں نے خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی۔ کہ یہ قوت اللہ تعالےٰ کے فضل سے حضرت مولوی نورالدین صاحب میں موجود ہے۔ اور ان کے بعد خدا تعالےٰ کسی اور کو دے دیگا" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

فرمایئے۔ کیوں نہ اس وقت کہا گیا۔ کہ آپ کو کیا فکر ہے۔ کیا انجمن کے چودہ چلتے پھرتے "اصل خلیفۃ المسیح" موجود نہیں؟ ایسا نہیں کہا گیا۔ کیونکہ سب جانتے تھے۔ کہ یہ کام ممبروں کا نہیں بلکہ اس کا ہے۔ جسے خدا خود کھڑا کرتا ہے۔

نیز فرمایئے۔ کیوں نہ کہا۔ کہ الوصیت میں تو کسی شخص واحد کے جانشین ہونے کا ذکر تک نہیں۔ بلکہ یہ امر تو الوصیت کی روح کے خلاف ہے۔ آپ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں؟ ایسا نہ کہنا بتلاتا ہے۔ کہ اس وقت سب جماعت فرد واحد کو خلیفہ الوصیت کے مطابق جانتی تھی۔ ۱۹۱۴ء کا تغیر خیالات درحقیقت کسی دیرینہ عداوت کا نتیجہ ہے۔

۱۷۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے انتخاب کی خبر بدیں الفاظ شائع کی جاتی ہے۔

"حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ کا جانشین وہ شخص ہے (دیکھ لیجئے اس جگہ ان چودہ "اصل خلیفۃ المسیح" کا ہرگز ذکر نہیں۔ ناقل) جس کے جھنڈے کے نیچے خدا تعالےٰ نے تمام جماعت کو فوراً جمع کر دیا۔ اور پیشتر اس کے کہ حضرت اقدس کو دفن کیا جاتا۔ تمام جماعت نے بالاتفاق حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ مان لیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

بتلایئے۔ یہ صریح عبارت آپ کے مزعومہ خیالات کی تردید نہیں کر رہی۔ اور جانشین کی حقیقت کو کھول کر نہیں بتلا رہی؟ یقیناً بتلا رہی ہے۔ اے کاش آپ خشیت اللہ سے کام لیں۔ اور تعصب کو چھوڑ دیں۔

۱۸۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ فرماتے ہیں:۔

"ایک نکتہ قابل یاد سنا دیتا ہوں۔ کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکتا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۸۰ برس

تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو۔ کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے"

(خطبہ جمعہ بدر ۲۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

ہمارے بچھڑے ہوئے عزیز بھائیو! پیارے نور الدین اعظم کی شفقت کو ملحوظ رکھکر بتلاؤ کہ کیا اس کا یہی مطلب نہ تھا۔ کہ اس عارف برحق نے آئندہ آنے والے خلیفہ کو کشف میں دیکھا۔ اور چھوٹی عمر میں خلیفہ بنتے دیکھا۔ اور ذکر کیا۔ تا کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ کہ بچہ کیوں خلیفہ بنایا گیا۔ مگر افسوس کہ آپ میں سے بہت کم ہیں۔ جو ان رُوحانی حقائق سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۱۹۔ ہم حضرت کی کسی تحریر سے نہ تمسخر کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں۔ وہ ہمارے نزدیک مقدس نبی ہیں۔ مگر ہاں ہم یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ آپ لوگ حضرت کی تحریر کو غلط اور بے جا معنوں میں استعمال کریں۔ اور سلسلہ احمدیہ کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کریں۔

۲۰۔ رُوح القدس پانے والے کے وقت اگر انجمن نہ ٹوٹے گی۔ تو وہ انجمن کا ماتحت ہوگا یا نہیں؟ یا اس وقت جانشینی کا اور مفہوم ایجاد کیا جائے گا۔

۲۱۔ کثرت رائے اور جمہوریت کا تذکرہ کرکے آپ شاید دل کو خوش کر رہے ہیں۔ ورنہ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ کس طرح اس جمہوریت اور آزادیٔ رائے سے تنگ آکر بعض پریذیڈنٹ مستعفی ہوجایا کرتے ہیں۔ خدارا دلیل دیں۔ معقول بات پیش کریں۔ ان طعنوں سے کیا بنتا ہے۔

۲۲۔ آپ کہتے ہیں:۔

"انجمن کے مقرر کردہ مولوی نور الدین ہیں"

مگر حضرت مولانا نور الدین اعظم فرماتے ہیں:۔

"جس طرح ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے۔ رضی اللہ عنہما۔ اسی طرح پر خدا تعالے نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا" (اخبار بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

اور پھر فرمایا۔

"اگر کوئی کہے۔ کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

فرمایئے۔ اب احمدی اصحاب آپ کی بات مانیں۔ یا سیدنا نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کی؟

۲۳۔ آپ آج خلافت کا انکار کرتے ہیں۔ مگر حضرت خلیفہ اول فرما چکے ہیں:۔
"میں جب مرجاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا (دیکھئے۔ یہ نہیں فرمایا جس کو انجمن مقرر کرے گی۔ ناقل) اور خدا اس کو آپ کھڑا کریگا۔"

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

نیز فرمایا:۔
"تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا۔ اللہ تعالے جیسا چاہے گا۔ وہ تم سے معاملہ کرے گا۔" (حوالہ مذکور)

۲۴۔ آپ انجمن کے مشورہ میں شریک ہونے والے ممبران چودہ کو "اصل خلیفۃ المسیح" کہتے ہیں۔ لیکن بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء کے اعلان میں تو اقرباء حضرت مسیح موعود۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بلکہ قادیان میں موجود بارہ سو احمدیوں کو اسی ذیل میں ذکر کیا گیا ہے۔ تو کیا یہ سب "اصل خلیفۃ المسیح" تھے۔ خدارا ایسی بات کہیں۔ جو معقول ہو۔

میں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں شخصی خلافت۔ قرآن وحدیث اور کتب حضرت اقدس۔ بیانات حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور جماعت کے اجماع سے ثابت ہے۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ — باقی پھر انشاء اللہ

۲۱/۶/۳۷ از راولپنڈی

سید محمد امین نگران از طرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

عمر الدین احمدی صدر جلسہ مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر مولوی فاضل۔ پریذیڈنٹ مناظرہ

منجانب جماعت احمدیہ۔ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تیسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

بحث خلافت

جناب مولوی اللہ دتا صاحب! آپ کیوں اصل مبحث سے گریز کر رہے ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ماتحت جماعت احمدیہ کہنے کی حقدار تھی۔ کہ وہ ایک لیڈر یا ربانی انسان کے ماتحت ہے۔ باقی مسلمان ایسا لیڈر نہ رکھتے تھے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی امت ہونے کا سوال نہیں۔ امت میں تو ہم بھی ہیں۔ مگر پھر ایک اور لیڈر (مسیح موعود) رکھتے ہیں۔

۱۔ انجمن کو آپ کے نزدیک اموالِ سلسلہ کے متعلق پورا پورا حق ہے۔ مگر جناب میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں۔

"حضور نے (یعنی مولانا نورالدین صاحب نے۔ ناقل) جو فرمایا تھا۔ کہ اس قسم کا ایک اشتہار دے دوں۔ جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ ان دنیاوی معاملات میں میں آئندہ کچھ دخل نہیں دوں گا۔ اس کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت ہماری طرف سے اس وقت جو خدمت ہو رہی ہے۔ وہ بظاہر زیادہ تر مدرسہ۔ اشاعت۔ اور جلسوں سے ہو رہی ہے۔ اگر یہ ان کے (یعنی انجمن کے چودہ ممبروں کے۔ ناقل) سپرد کر دیئے جائیں۔ تو اس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوں گے۔ کہ گو لفظوں میں نہیں۔ مگر معناً خلافت ان کے سپرد کر دی گئی۔ اور اس طرح وہ اور بھی خود مختار ہو جائیں گے"۔

(خط میاں محمود احمد صاحب بنام مولانا نورالدین صاحب مندرجہ حقیقۃ اختلاف صفحہ ۴۹)

اور سنیئے:۔

"باقی آپ سے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ ابتلاء اگر حضرت صاحب زندہ

رہتے۔ تو ان کے عہد میں بھی آتا۔ کیونکہ یہ لوگ اندر ہی اندر تیاری کر رہے تھے۔۔۔۔۔ میرا ان باتوں کے لکھنے سے یہ منشاء تھا۔ کہ ابھی بات شروع نہیں ہوئی۔ بلکہ حضرت اقدس کے زمانہ سے ہے۔ وہ لنگرخانہ کا چندہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ نے وہ بھی ان کے حوالہ کر دیا۔ اب ان کو خیال ہوگیا (یعنی انجمن کے چودہ ممبروں کو۔ ناقل) کہ چلو اور بھی سب کچھ چھینو"

(خط میاں صاحب بنام مولانا نورالدین مندرجہ حقیقت اختلاف ص۲۴)

ان دو حوالوں سے جناب میاں صاحب کا اندرونی حال صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ وہ اس بات کو بھی ناجائز سمجھتے تھے۔ کہ انجمن کے سپرد اختیارات کئے جائیں۔ یا مہمان خانہ تک کا نظام کیا جائے۔ مگر برخلاف ازیں مولانا نورالدین صاحب نے مہمان خانہ کا انتظام بھی انجمن کو دے کر ثابت کر دیا۔ کہ انجمن ہی ہر معاملہ میں مختار ہے۔ میاں صاحب کا یہ خیال تھا۔ کہ نظام مولانا نورالدین صاحب کے بعد شخص واحد یعنی خود میاں صاحب کے قبضہ میں آجائے۔ جس کے لئے یہ حرکات کی جا رہی تھیں۔

۲۔ الوصیت سے صاف طور پر یہی معلوم ہو رہا ہے۔ کہ حضرت کے بعد ایک سے زیادہ اشخاص چالیس مومنوں کی آراء سے منتخب ہو کر یہ اختیار رکھیں گے۔ کہ حضرت کے نام پر لوگوں کو بیعت میں شامل کریں۔ اور اس سے میں نے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ جماعت کا نظام بعد میں حسب تحریر وصیت جمہوری ثابت ہوتا ہے۔ اگر مختلف آدمی مقرر نہیں ہوئے۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ مقرر ہی نہ ہوں۔ اور آئندہ کے لئے یہ تحریر منسوخ سمجھی جائے۔

۳۔ آپ نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء کی تحریر کو قرطاس قرار دیا ہے۔ اور اس کو کونوں کے درمیان رکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا اشارہ قرطاس شیعہ کی طرف ہے۔ مگر میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ شیعہ حضرات کے پاس قرطاس موجود نہیں۔ اگر موجود ہوتا۔ اور وہ پیش کر کے کہتے۔ کہ ابوبکر کی صداقت باطل ہے۔ تو حق بجانب ہوتے۔ ہمارے پاس "قرطاس" ہے۔ اور وہ صاف طور پر بتا رہا ہے۔ کہ بعد میں کوئی فرد واحد انجمن پر حاکم نہیں۔

"بلکہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے۔۔۔۔۔۔ وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے"

کیا اس کا کوئی آپ کے پاس جواب ہے۔ خدا کے لئے غور کیجئے۔ کہ اس تحریر کو رد کر کے میاں صاحب کو انجمن کے لئے ایک ڈکٹیٹر تسلیم کر لینا۔ انجمن کو کچھ حیثیت نہ دینا درست ہے؟

۴۔ آپ نے مولانا نورالدین صاحب کی ایک تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا۔ کہ خلافت پر اعتراض کرنے والا جھوٹا ہے۔

اب میں آپ کو بتانا ہوں۔ کہ مولانا نورالدین صاحب کے خلاف لاہوری جماعت نے کوئی سازش وغیرہ نہیں کی۔ چنانچہ مولوی صاحب ممدوح نے کہا۔ کہ "اگر کہو۔ کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں۔ تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی ہوتی ہے۔ اسے چھوڑ دو"

(تقریر لاہور مندرجہ ملفوظات نور صـ۲۲ مرتبہ منشی برکت علی قادیانی)

اعتراض کرنے والے وہی تھے۔ جنہوں نے کہا۔ کہ

"محمود نہ نامر۔ اور نواب محمد علی صاحب کا حق خلافت کے لئے ہے"۔ (دیکھو رسالہ مذکور صـ۱۵)

یہ لوگ لاہوری نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ وُہ تو بقول آپ کے محمود کے مخالف تھے۔

۵۔ خلیفے بنانا اللہ کا ہی کام ہے۔ مگر کیا ابوبکر صدیق وغیرہ کی خلافت بھی انتخاب سے عمل میں نہیں آئی۔ خود الہام پا کر کھڑے ہونے کا دعویٰ میاں صاحب کو بھی نہیں۔ باقی جہاں تک انجمن کے ممبروں کی کثرت کا سوال ہے۔ وہ ان کی خلافت کی منکر تھی۔ اس لئے وُہ خلیفہ برحق نہیں ہو سکتے۔

۶۔ مسلم صاحب مدیر پیغام صلح کے ایک حوالہ کو پیش کر کے آپ نے دھوکہ دیا ہے۔ کہ گویا وُہ لکھتے ہیں۔ کہ امارت بھی آپ کی خلافت جیسی ہی ہے۔ ۷ر فروری ۳۷ء کے اخبار میں ہی یہ الفاظ ہیں۔

"مگر اسلامی امارت نے جہاں واجب الاطاعت امیر کا ماننا لابد قرار دیا ہے وہاں اس کو ہٹلرانہ غلطیوں سے پاک کر دیا ہے۔ اسلام میں ڈکٹیٹر کے ذاتی افکار کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ (گویا جو کچھ ہوتا ہے۔ قوم کی شوریٰ کے اکثریتی فیصلہ سے ہوتا ہے۔ اور اسی کو امیر پیش کرتا ہے۔ ناقل)"

کیا آپ خلیفہ کی یہی شان سمجھتے ہیں۔ کیا خلیفہ اپنی ذاتی رائے سے انجمن کے فیصلہ کو مسترد نہیں

کرسکتا۔

مسلم صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ امیر کی ذاتی رائے کچھ چیز ہی نہیں۔ ہمارے ہاں سیّدنا حضرت امیرالمومنین مولانا محمد علی ہر معاملہ میں شورائیہ کے ماتحت ہیں۔

۷۔ استعفیٰ دینے کا ہر شخص کو حق ہے۔ بالخصوص اس وقت جب وہ کوئی امر خلاف اصول سمجھے۔ حضرت مولانا نے اگر استعفیٰ دیا۔ تو اس سے ان کی بے نفسی اور ایثار کا اظہار ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی رائے انجمن پر محکم نہیں۔ بلکہ کثرت کے ماتحت ہے۔ ورنہ کہدیتے کہ تم سب کو میری رائے ماننا چاہیئے۔

۸۔ مولانا نورالدین کا منتخب ہونا انجمن کی رائے سے ہوا۔ خدا کے لئے غور کیجیئے۔ جس اعلان کو آپ پیش کر رہے ہیں۔ اس کا عنوان ہی یہی ہے۔ کہ

"اطلاع از جانب صدر انجمن"

اور پھر اس فیصلہ کو صدر انجمن کا فیصلہ قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود کی بیگم صاحبہ یا دوسرے رشتہ داروں کا ذکر اس لئے کیا۔ کہ ان کے متعلق خیال کیا جاتا تھا۔ کہ وہ کسی دوسرے کی اطاعت کے لئے تیار نہیں۔

۹۔ تمام جماعت نے مولانا نورالدین صاحب کو خلیفہ مان لیا۔ مگر خوب یاد رکھیئے۔ کہ الوصیۃ کے خلاف نہیں۔ اور وہ خلافت جو وصیت کے خلاف ہے۔ وہ فریب ہے۔ اور دجل ہے۔ وصیت یہی ہے۔ کہ انجمن ہی ہر معاملہ میں حکم ہے۔

۱۰۔ مولوی نورالدین صاحب کے محبت کے الفاظ آپ نے خطبہ جمعہ بدر ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء سے نقل کئے۔ مولوی صاحب ممدوح کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ محمود ہاں ان کا پیارا محمود ان کی سنت کو بدل دے گا۔ مسیح موعود کی انجمن کو توڑ دے گا۔ اور اپنے آقا مقدس باپ کے الفاظ کے صریح خلاف انجمن کا ہر معاملہ اپنے قبضہ میں کرے گا۔ شرط ۱۸ میں لکھوائے گا۔ کہ میں ہی ہر چیز کا مختار ہوں۔ حالانکہ یہ خود مولوی نورالدین صاحب کی سنت کے خلاف ہے انہوں نے اس طرح نہیں لکھوایا۔

۱۱۔ کیا آپ عبدالحکیم کا معاملہ بھول گئے۔ اگر میاں صاحب کی تعریف مولوی نورالدین

صاحب نے کر دی۔ تو مسیح موعود نے عبدالحکیم کی کی تھی۔ مگر جس طرح اس نے مسیح موعود پر تکفیر مسلمین کا الزام لگایا۔ میاں صاحب نے بھی لگایا۔ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے۔ یاد رکھیئے یہ بنیادی مسائل تھے اور آپکی انجمن کے نظام میں بھی اسی طرح کی وصیت کی خلاف ورزی ہے۔

۱۲۔ رُوح القدس پانے والا جو مامور ہو کر آئے گا۔ انجمن سے وہی تعلق رکھے گا۔ جو مسیح موعود کو تھا۔ یعنی دینی معاملات اور الہامی معاملات میں وہ انجمن کی رائے کو رد کر سکیگا مگر یہ کسی "غیر مامور خلیفہ" کو حق نہیں۔ بلکہ اس وقت انجمن ہی جانشین اور حکم اور عدل ہے۔

۱۳۔ اگر خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب نے یہ کہا۔ کہ میرے بعد خلیفہ کو خدا کھڑا کریگا تو یہ اسی خلیفہ کے لئے ہے۔ جو انجمن کی طرف سے منتخب ہو۔ اور انجمن کے ساتھ وہی حیثیت رکھتا ہو۔ جو حیثیت مولوی نورالدین صاحب کو تھی۔

۱۴۔ آپ نے پیغام صلح ۲۲ر مارچ ۱۹۱۴ء کا حوالہ نقل کیا ہے۔ کہ مولوی نورالدین صاحب حقیقی طور پر خلیفۃ المسیح ٹھہرے۔ اول تو یہ حوالہ پورا درج نہیں جس پر زیادہ نہیں لکھا جا سکتا۔ لیکن اگر ایسا ہو تو بھی خلیفۃ المسیح کے معنے وہی امام ہیں۔ جو انجمن کی رائے کو رد نہ کر سکے۔ اور مسیح موعود کی وصیت کو مانے۔ جو وصیت کو نہ مانے وہ امام کہاں۔ وہ تو "فمن بدلہ بعد ما سمعہ" والی وعید کا مصداق ہوگا۔

۱۵۔ آپ نے پہلے پرچہ میں

"ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ"

والی حدیث کا ذکر فرمایا تھا۔ یہ مہدی معہود کے لئے ہے۔ کسی غیر مامور کے لئے نہیں جو مہدی کی وصیت کو توڑ کر اپنی طرف سے ایک نیا نظام کھڑا کرے۔

۱۶۔ میں نے آپ کے سامنے ابھی ایک حوالہ حقیقۃ الاختلاف سے پیش کیا ہے۔ جس میں ہے کہ میاں صاحب نے خط بنام مولوی نورالدین صاحب میں لکھا ہے۔ کہ اموال انجمن کے ہاتھ دینے سے معناً خلیفۃ المسیح وہی ہو جائے گی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی نورالدین صاحب نے معناً خلیفۃ المسیح تو انجمن کو بنا دیا تھا۔ کیونکہ ہر قسم کے اموال انجمن کے سپرد تھے۔

۱۷۔ دلیل ثم یسافر المسیح الموعود ا و خلیفۃ من خلفائہ اس لئے متشابہات

بیں سے ہے۔ کہ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ وہ خلیفہ انجمن کا ممبر ہوگا یا پریذیڈنٹ یا ماموریس
اس کے لئے ہم واضح تحریرات کو چھوڑ کر قومی نظام ایک شخص کی خواہشات کے تابع نہیں کر سکتے۔

۱۸۔ آپ نے ایک مرتبہ لکھا تھا۔ کہ لاہوری جماعت لا الیٰ ھٰؤلاء ولا الیٰ ھٰؤلاء کی مصداق ہے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو یہ بھی درست ہے۔ کہ آپ لوگ میاں محمود احمد صاحب کو خلیفہ بنا کر قومی رائے پر ان کی رائے کو حجت قرار دے کر خود یزیدی بن رہے ہیں۔ کیونکہ یزید نے سب سے پہلے قومی خلافت کو شخصی خلافت کی حیثیت دی۔ اور جمہوریت کو شخصی حکومت کا جامہ پہنایا

۱۹۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ ایک تحریر پیش کرو۔ کہ خلیفہ نہ ہوگا۔ سنئے :۔

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" (الوصیت)

جب انجمن جانشین ہے۔ وہی ہر بات میں مختار ہے۔ تو شخصی خلافت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔

اب میں آپ کی اس بات کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ کہ جمہوریت اور ملوکیت کیا ہے۔ آپنے اپنے پرچہ میں شخصی خلافت کو ترجیح دی۔ گویا مسیح موعود کی وصیت کو بدل کر سراسر قرآن و حدیث کے خلاف کر کے حضرت مسیح موعود کی بنائی ہوئی جماعت کو توڑنا چاہا۔ مگر یاد رکھیئے۔ کہ یہ چیز زیادہ مدت قائم رہنے والی نہیں۔ وقت آ گیا ہے۔ کہ ملوکیت۔ شخصی حکومت۔ ڈکٹیٹر شپ یا آپ کی قادیانی طرز کی خلافت جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا کے اموال کو صرف فرد واحد کے قدموں پر نثار کر دیا جائے دنیا سے اٹھ جائے۔ اب تو وہ وقت ہے۔ کہ

سلطانیٔ جمہور کا آتا ہے زمانہ :: جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

اب یہ مظلومیت جس میں قومیں اور مذہبی جماعتیں گرفتار رہی ہیں۔ زیادہ دیر نہیں رہ سکتی۔ مُرید گاڑھے پسینے کی کمائی سے روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ مگر آج کل کے پیر اور شخصی خلیفے اور سرمایہ دار اور بنئے تمام کے تمام کسی نہ کسی رنگ میں اس کو لوٹتے ہیں۔ خواہ وہ مذہب کو سامنے رکھکر ہو۔ یا کسی اور چیز کو ؎

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ،
خواجگی نے خوب چن چن کر بنائے مسکرات

پس یاد رکھیئے۔ کہ بات وہی ہو کر رہے گی۔ جو مجدد وقت حضرت مسیح موعود نے پیش کی۔ وہ ایک

عالمگیر جمہوری نظام ہے۔ کوئی خاص شخص اپنی ذاتی اغراض کے لئے قوم کا روپیہ ناجائز طور پر صرف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ ایک بھی امر ایسا پیش نہ کر سکے۔ جس سے ثابت ہو سکے کہ میاں صاحب کسی نہ کسی رنگ میں خلیفہ یا انجمن پر حاکم ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی تحریرات سراسر آپ کے خلاف ہیں۔ اسلام کے قرون اُولیٰ کا طرز عمل آپ کے خلاف ہے۔ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی کی خلافت کو دیکھئیے۔ مولوی نورالدین صاحب کی خلافت کو دیکھئیے۔ کیا اس میں آپ وہ چیز دیکھتے ہیں۔ جو آج آپ کے خلیفہ صاحب میں پائی جاتی ہے۔ یہ پہرے اور بالخصوص نماز پڑھتے ہوئے۔ دیکھئیے اور دوسری طرف عمر کا واقعہ دیکھئے۔ کہ باہر میدان میں پڑے سو رہے ہیں۔

ان لوگوں کا تقوے دیکھئیے۔ اور ادھر یہ دیکھئے۔ کہ ننگا ناچ تک دیکھنا بالکل جائز اور روا ہے۔ اور عریانی دیکھنے کا شوق ہے۔

۲۰۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ اگر ناچ نظر آ جائے۔ تو اٹھکر چلے آنا کوئی جرم ہے میں کہتا ہوں۔ اُٹھکر تو آخر سب لوگ آ ہی جاتے ہیں۔ یعنی جب ناچ ختم ہو۔ سوال تو یہ ہے کہ آیا ناچ کو دیکھنے کے لئے۔ عریانی کو دیکھنے کے لئے جانے والا شخص۔ مسیح موعود کا خلیفہ ہو سکتا ہے؟

کیا وہ خلیفہ ہو سکتا ہے۔ جو مسیح موعود۔ صحابہ کرام اور آنحضرت صلعم کی سنت کے خلاف سچے اعتراضات کا دروازہ بھی بند کر دے۔

۲۱۔ افسوس ہے۔ کہ آپ نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی ایک تقریر سے یہ دھوکا دینے کی کوشش کی۔ کہ سچے اعتراض کا دروازہ بند ہے۔ حالانکہ وہاں لکھا ہے۔ کہ:۔

"خدا نے کسی کی غیر حاضری میں اس کے خلاف سچی بات کرنے کو بھی روک دیا"

یہ تو غیبت سے منع کیا ہے۔ ورنہ سیدنا حضرت امیر کے متعدد خطبات اور تحریرات میں یہ بات آ چکی ہے۔ کہ اپنے اعتراض کو پیش کرو۔ ہم اس کا جواب دیں گے۔ یا اگر کوئی قابل اصلاح امر ہو گا۔ تو اس کی اصلاح کریں گے۔ کجا غیبت سے روکنا۔ اور کجا سچے اعتراضات کرنے والے کو جہنم کی

دھمکی دینا۔ کیا آپ اسی طرح مناظرہ کیا کرتے ہیں۔ اور کیا آپ کے نزدیک کسی کے حوالہ کو اس قدر مغالطہ دے کر پیش کرنا جائز ہے؟

۲۲۔ باقی اگر آپ کو یہ خیال ہو۔ کہ لاہوری جماعت کے بزرگ اپنے اندر نفاق رکھتے تھے۔ تو مولانا نورالدین صاحب کا یہ حوالہ سنئے۔ کہ:۔

"اس کی نسبت (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی نسبت۔ ناقل) بدظنیاں پھیلانے والے منافق ہیں" (خطبہ جمعہ حضرت مولانا صاحب۔ الفضل ۲۲ راکتوبر ۱۳ء)

۲۳۔ میں آپ سے آخری مرتبہ پھر یہ التماس کروں گا۔ کہ حضرت کی آخری وصیت کہ ہر معاملہ میں انجمن کا اجتہاد قطعی ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کی قائم کردہ شرط ۱۸ کو بالکل باطل قرار دیتی ہے حضرت اقدس کی تحریر کو آپ چھوڑ رہے ہیں۔ اور وہ بھی صرف ایک غیر مامور کی خوشنودی کی خاطر۔ خدا کے لئے اصل معاملہ پر غور کیجئے۔ اور اب چونکہ آپ کا آخری پرچہ ہونے والا ہے اس بات کا جواب دیجئے۔ کہ ۲۷ راکتوبر ۱۹۰۷ء کی تحریر کے بعد کون انجمن پر حاکم ہو سکتا ہے۔ اگر آپ نہ دکھا سکیں۔ تو یاد رکھیئے۔ کہ یہ داغ قیامت تک آپ کے اوپر رہے گا۔ اور دنیا جان لے گی۔ کہ قادیانی خلافت سراسر حضرت کے مقصد کے خلاف ہے۔ فقط

اختر حسین گیلانی۔ ۲۱ر جون ۳۷ء

عبدالقادر نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۱/۶/۳۷

عزالدین احمدی صدر جلسہ مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر پریزیڈنٹ مناظرہ منجانب جماعت احمدیہ۔ راولپنڈی

جماعت احمدیہ کا تیسرا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ خلافت اور انجمن

۱۔ فریق مخالف کے مناظر صاحب نے بجائے یہ ثابت کرنے کے کہ جماعت احمدیہ میں اسلامی نظام کے مطابق آخری مرجع خلفاء ہوں گے۔ یا دنیاوی سوسائٹیوں کی طرح کوئی انجمن۔ بعض شخصیات اور ذاتیات پر طعن کرنا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ یہ طریق سراسر شرائط کے خلاف اور آداب مناظرہ کے منافی ہے۔ جب آپ کو سیدنا نور الدین اعظم کی خلافت اور جانشینی منظور ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ میں صرف انجمن ہی جانشین نہیں۔ بلکہ خلیفہ اصل جانشین ہے۔ اور انجمن اس کے ماتحت۔ اس طرح آپ موضوع مناظرہ ثابت کرنے میں بالکل ناکام رہے۔ اب آخری پرچہ میں اگر کوئی سخت الفاظ کہکر غبار نکالنا چاہیں۔ تو آپ کی مرضی ہے۔

۲۔ آپ نے پھر جمہوریت کا راگ گایا ہے۔ اور اسلامی خلافت کو جسے سلسلہ احمدیہ میں جاری کرنا ضروری ہے۔ ناجائز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یاد رہے۔ کہ جمہوریت کا اگر یہ مطلب ہے۔ کہ خلیفہ وقت کی کامل اطاعت نہ کی جائے۔ اس کے حکم اور فیصلہ کو آخری فیصلہ نہ سمجھا جائے۔ تو یقیناً ایسی جمہوریت نہ اسلام میں تھی۔ نہ احمدیت میں ہوگی۔ لیکن اگر جمہوریت سے مراد یہ ہو۔ کہ خلیفۂ وقت بعد مشورہ فیصلہ کرے۔ تو ایسی جمہوریت سلسلہ احمدیہ میں موجود ہے قرآنی حکم وشاورھم فی الامر کی تکمیل ہو رہی ہے۔ آیئے میں بتاؤں۔ کہ آپ کیا کہتے ہیں اور جناب مولوی محمد علی صاحب کیا فرماتے ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں۔ کہ مسیح موعود ایسا نہ کر سکتے تھے۔ کہ

"میرے بعد ساری قوم ایک شخص کے ہاں ایسے شخص کے جو مامور بھی نہیں۔ اشاروں پر ناچتی رہے"

لیکن مولوی محمد علی صاحب کامل اطاعتِ خلیفہ کو جسے آپ اشاروں پر ناچنا کہتے ہیں۔ ضروری بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جب تک تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں نہ آجائیں۔ جب تک تمام اطاعت کی ایک سطح پر نہ آجائیں۔ ترقی محال ہے۔ . . . . . یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکر۔ عمر اور عثمان کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا۔" (پیغام صلح ۲۷ر فروری ۱۹۳۷ء)

۳۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے بعد حضرت مسیح ناصریؑ کی جماعت کے نظام کی طرح نظام ہوگا۔ فرمائیے۔ کیا حضرت مسیح ناصری کے بعد کوئی انجمن ہی جانشین تھی۔ ذرا اس کا ثبوت دیجئے۔ حضرت اقدس نے تو رسول اور نبی اور شیخ کی وفات کے بعد خلیفہ کا ہی ذکر فرمایا ہے۔ (الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۰۸ء)

جب یہ درست ہے۔ تو کیوں نہ اس جگہ بھی نظام خلافت جاری ہو۔

۴۔ آپ لوگوں کے نزدیک حضرت اقدس محدث اعظم تھے۔ فرمائیے۔ کیا کسی محدث نے اپنے بعد نظام جماعت کو انجمن کے سپرد فرمایا؟

۵۔ حضرت مسیح موعود کی آمد آنحضرت صلعم کی بعثت ثانیہ ہے۔ ضروری ہے۔ کہ جس طرح پہلی بعثت میں حضورؐ کی وفات کے بعد خلفاء ہوئے۔ اس جگہ بھی خلفاء ہوں۔ چنانچہ ابوبکر صدیقؓ کی طرح اس جگہ نورالدین اعظمؓ اور حضرت فاروق کی طرح حضرت فضل عمر ہیں۔ نہ وہاں انجمن کی جمہوریت تھی۔ اور نہ یہاں ہوگی۔ ہاں انجمن کے ممبر خلیفۂ وقت کے لئے بطور مشیر ہو سکتے ہیں۔ نہ کہ اس کے حاکم۔

۶۔ انجمن کو اموال سلسلہ الوصیت کے مطابق حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ خرچ کرنے کا اختیار ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور ہدایت سلسلہ کا معیار خلیفۂ وقت کی ہدایت ہے۔ جیسا کہ میں حضرت خلیفۂ اول کے زمانہ میں شائع شدہ خلافت احمدیہ رسالہ سے بوضاحت ثابت کر چکا ہوں۔ پس انجمن خلیفہ کی ماتحتی میں اس کی ہدایت کے مطابق اموال کو اغراض سلسلہ میں خرچ کر سکتی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ آج انجمن کی ماتحتی یا افسری کا تو سوال نہیں۔ سوال

تو یہ ہے۔ کہ کیا جماعت احمدیہ میں انجمن کے علاوہ فرد واحد حضرت اقدس کا جانشین ہوگا۔ میں ثابت کر چکا ہوں۔ اور آپ نے بھی خلیفہ کے وجود کو بطور جانشین تو مان لیا۔ ہاں بیجا طور پر ذاتی حملوں کے شوق کو پورا کر رہے ہیں۔

الوصیت کی شرط کے مطابق انجمن اموال کو خرچ کر سکتی تھی۔ اور کر سکتی ہے۔ سیدنا حضرت محمود الوصیت کی پابندی کروانا چاہتے ہیں۔ ورنہ حضرت خلیفہ اول ان خطوط پر آپ کو منع کر دیتے۔

۷۔ میں نے بار بار دریافت کیا۔ کہ حضرت نے الوصیت یا کسی اور کتاب میں کہاں جمہوری کا لفظ لکھا ہے۔ آپ کے نزدیک جمہوریت کے یہ معنے ہیں۔ کہ چودہ ممبر زندگی بھر کے لئے ساری جماعت کے جن میں نہایت مقدس اور پاکباز لوگ ہیں۔ اور علم اور تدبر میں غیر معمولی فوقیت رکھنے والے ہیں۔ ان کو ان چودہ۔ نہیں بلکہ ان میں سے بھی پانچ چھ کے ماتحت کر دیا جائے۔ یہ تو ہوئی جمہوریت۔ لیکن اگر ان ممبران پر ایک نگران خلیفۂ وقت مقرر کر دیا جائے۔ جیسا کہ حضرت نے خلافت شخصی کو ذکر فرمایا ہے۔ خلافت اولیٰ بہترین مثال ہے۔ تو اسے جمہوریت کے خلاف گردانا جائے۔ کیا خلفاء کا وجود جمہوریت کے خلاف ہے۔ اگر نہیں۔ تو خلافت اور انجمن دونوں ہو سکتے ہیں۔ اور یہی ہم کہتے ہیں۔ لیکن آپ لوگ خلافت کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں وھٰذہ داھیۃ الدواھی۔

۸۔ لاہوری فریق اگر خلافت میں روک نہ تھے۔ تو ان کو بطریق لطیف ان کے گھر پر جا کر نصیحت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ دیکھئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے کس وضاحت سے فرمایا

> "خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے۔ اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا (مناظر صاحب بتلائیے۔ کیا وہ کھڑا ہوا؟ وہ کون ہے؟ ناقل) اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں لوذنہ

کسی میں طاقت ہے۔ کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے۔ تو یاد رکھو۔ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں۔ جو تم کو مرتدوں کی طرح سزا دیں گے"

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

۹۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ خفیہ کمیٹیوں میں کہا جاتا تھا۔ کہ نور الدین خلافت کا حقدار نہیں محمود ہے۔ کیا آپ اس کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ کوئی تحریر دکھا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا ان طریقوں سے آپ اکابر غیر مبایعین کے ان خاص کارناموں کو چھپا سکتے ہیں۔ جو وہ خلافت کے خلاف کرتے رہے؟ ہرگز نہیں۔ یاد رکھیئے۔ آپ کا دعویٰ بے ثبوت ہے۔ حدیث میں وعید ہے کفی بالمرء کذبًا ان یحدث بکل ما سمع۔ سیدنا حضرت محمود کے متعلق سیدنا نور الدین نے لکھا ہے۔

"میں سچ کہتا ہوں۔ کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف نواب ناصر۔ نواب محمد علی خاں کرتا ہے۔ تم میں ایک بھی نظر نہیں آتا" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۰۸ء)

۱۰۔ اگر سیدنا ابوبکرؓ کو خدا نے خلیفہ بنایا۔ اور وہ انتخاب سے بنے تو انتخاب سے بننے والا خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوتا ہے۔ ایسا ہی سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے تھے۔ اگرچہ خوارج کے گروہ نے ان کی مخالفت کی۔ حضرت اقدس کا بھی ایک کشف اسی امر پر دلالت کرتا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱۹ حاشیہ)

۱۱۔ انجمن کے موجود الوقت ۱۱ ممبروں میں سے چھ سیدنا حضرت محمود کی خلافت کے مؤید اور پانچ لاہوری اکابر خلاف تھے۔ پس آپ کی خلافت انجمن کے اکثر ممبروں کے فیصلہ سے بھی برحق ہے۔ آپ واقعات کو غلط باتوں سے تبدیل نہیں کر سکتے۔

۱۲۔ مدیر پیغام کی عبارت میں نے صاف صاف نقل کر دی ہے۔ اس میں دھوکا کونسا۔ وہ واجب الاطاعت امیر۔ مرکزی شخصیت ہاں وہ وجود چاہتے ہیں جس کی سب اس طرح اطاعت کریں جس طرح حرکت نبض ہوتی ہے۔ آپ ہی تبلائیں۔ کہ ایسے امیر اور خلیفہ وقت میں کیا فرق ہے؟

۱۳۔ کون کہتا ہے۔ کہ تم ڈکٹیٹر بناؤ دنیاوی معنوں میں۔ لیکن تم لوگ تو اس خلافت کا انکار کرتے ہو جس کو اسلام ثابت کرتا ہے۔ اس پر بحث کریں۔ کہ کیا جماعت احمدیہ میں خلیفہ ہو سکتا ہے

یا نہیں؟ نیز مولانا نورالدینؓ کے بعد دوسرا خلیفۃ المسیح کون ہے؟ اب آپ کو "اصل خلیفۃ المسیح" یعنی چودہ ممبر کیوں بھول گئے۔

۱۴۔ آپ کہتے ہیں۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ہر معاملہ میں "شورائیہ" کے ماتحت ہیں۔ ہوں گے۔ اسی لئے تو وہ خلیفہ ہاں اسلامی معنوں میں خلیفہ نہیں۔ فرمائیے۔ وہ خلیفہ ہیں۔ یا انجمن کے ماتحت کارکن۔

۱۵۔ استعفاء دے کر اگر بے نفسی کا ثبوت دیا۔ تو واپس لیکر کس بات کا ثبوت دیا؟

۱۶۔ "اطلاع از جانب صدر انجمن" سے صرف یہ مطلب ہے۔ کہ یہ خبر انجمن کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔ نہ یہ کہ صدر انجمن" اپنے ماتحت ایک" غیر اصل خلیفۃ المسیح" کی بیعت کر کے اُسے تجویز کر رہی ہے۔ اور اگر انجمن کے چودہ ممبروں نے ہی بنایا تھا۔ تو پھر جمہوریت کہاں رہی؟ کیا جماعت میں انتخاب اور کثرت رائے کی آزادی اسی کا نام ہے۔ کہ صرف چودہ ممبر جو چاہیں اپنے دائرہ اختیارات کے اندر یا باہر سیاہ کریں یا سفید کریں۔ کوئی ان سے جواب طلب کرنے والا ہی نہیں۔ اور لطیفہ یہ کہ ان چودہ میں سے حسب شرائط الوصیت صرف دو کا ماہر قرآن وحدیث اور کتب مسیح موعودؑ ہونا ضروری ہے۔ گویا بقول مناظر صاحب بعض" اصل خلیفۃ المسیح" قرآن وحدیث و کتب حضرت اقدس سے غیر ماہر بھی ہو سکتے ہیں۔

۱۷۔ اقربا مسیح موعودؑ کے ساتھ بارہ سو احمدیوں کا بھی ذکر ہے۔ کیا ان سب کے خلیفہ بن جانے کا خطرہ تھا۔ یہ تو جناب مناظر صاحب رکیک تاویلیں آپ بعد از وقت پیش کر رہے ہیں

۱۸۔ اگر مولانا نورالدینؓ کی خلافت الوصیت کے خلاف نہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ خلیفہ کا جانشین ہونا الوصیت کے خلاف نہیں۔ اس تسلیم میں آپنے بار بار کے مطالبہ کو خود توڑ کر رکھدیا۔ شاباش!

۱۹۔" فریب اور دجل" تو آپ کی زبان پر ہر وقت رہتا ہے۔ میں آپ کو معذور جان کر درگذر کرتا ہوں۔

۲۰۔ شرط ۱۸ا وہی ہے جس کا ذکر خود جناب مولوی محمد علی صاحب اور دیگران کے رفقاء نے خلیفۂ اول کے وقت کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ ہم خلیفۂ اول کا فرمان مثل فرمان مسیح موعود

مانیں گے۔ کیا قاعدہ ۱۸ میں اس سے زیادہ ہے۔ لیجئے۔ مولوی صاحب کی گواہی سن لیجئے لکھتے ہیں:۔

"خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں کی۔ اور اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح کے جملہ احکام کو خواہ وہ مسائل کے بارے میں ہوں یا کسی اور بارے میں۔ ان سب لوگوں کے لئے ماننا ضروری قرار دیا گیا جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔" (ایک نہایت ضروری اعلان صا)

پھر لکھتے ہیں:۔

"یہ بیعت اللہ تعالے کے ساتھ روحانی تعلق بڑھانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح جیسے پاک وجود کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور آپ کے علم و فضل کے آگے سر نیچا کرنے کے لئے تھی۔ اور اس لئے ضروری تھا۔ کہ مرید اپنے آپ کو مرشد کے سامنے ایک بے جان کی طرح ڈال دے۔ (کیا یہی اعلیٰ جمہوریت ہے؟ ناقل) اور اپنی جملہ خواہشات کو اس کے سپرد کر دے۔ نہ یہ کہ مرشد کہتا ہے کہ فلاں بات درست ہے۔ تو مرید کہتا ہے۔ کہ مرشد نے سمجھا ہی نہیں۔ میں اس کو بہتر سمجھتا ہوں۔ یہ بیعت کر لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کی گستاخی ہے اور بیعت کے مفہوم کے ساتھ ہنسی ہے۔" (ایک ضروری اعلان صا،۱)

فرمایئے! اب بھی آپ سمجھے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب "جمہوریت" کا کیا مفہوم مانتے ہیں۔ اور انہوں نے کس رنگ میں بیعت کی تھی۔ کیا یہ قاعدہ ۱۸ سے کم ہے۔

۲۱۔ عبدالحکیم تو قادیان کو چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اور تفسیر قرآن کے لکھنے پر نازاں تھا۔ سیدنا حضرت محمود کو اس سے نسبت نہیں۔ باقی تکفیر غیر احمدیاں یہ حضرت مسیح موعود کا مذہب ہے ہم اسی رنگ میں مانتے ہیں۔ اس پر چوتھے پرچہ میں بحث ہو گی۔ آپ ابھی سے کیوں گھبراتے ہیں

۲۲۔ کیا انجمن کے حاکم حضرت مسیح موعود تھے؟ اگر تھے۔ تو روح القدس پا کر کھڑا ہونے والا کیوں نہ حاکم ہو گا؟ اگر ہو گا۔ تو یہ "تحریر" کہاں جائے گی؟

۲۳۔ آپ حضرت نورالدین اعظم کے ان الفاظ کو یاد رکھیں۔ کہ کسی انجمن کو میں اس قابل

ہی نہیں جانتا۔ کہ وہ خلیفہ کو منتخب کرے۔

۲۴۔ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ میں ایک خلیفہ نہیں بلکہ سلسلۂ خلافت کا ذکر ہے۔ اس لئے مسیح موعود کے بعد خلفاء کا ہونا ثابت ہے۔

۲۵۔ "خلیفۃ من خلفائہ" سے خلفاء کا وجود ثابت ہے۔ آپ اسے انجمن کا ممبر یا پریذیڈنٹ قرار دیتے ہیں۔ کبھی خواجہ صاحب کو کہتے تھے۔ یہ الجھن کیوں پڑ رہی ہے؟ محض اس لئے کہ آپ نے غلط مسلک اختیار کر رکھا ہے۔

۲۶۔ آپ لکھتے ہیں:-

"یزید نے سب سے پہلے قومی خلافت کو شخصی خلافت کی حیثیت دی۔"

حالانکہ آپ آیت استخلاف میں "شخصی خلافت" کو مان چکے ہیں۔ یزید قوم کے انتخاب سے منتخب نہ ہوا۔ اس لئے اس کو رد کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس جگہ تو وہ ہے جسے قوم کی اکثریت خلیفہ تسلیم کرتی ہے۔ بجز چند لوگوں کے جو اپنی اقلیت کا اب کھلے بندوں اقرار کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

۲۷۔ اگر کوئی شخص قوم کا سرمایہ ضائع کرتا ہے۔ تو وہ مجرم ہے۔ خواہ وہ ممبر ہو یا پریذیڈنٹ ہو۔ وہ خود تو پہاڑوں پر کوٹھیوں میں رہے۔ اور غریب افراد قوم گرمی میں تپتے رہیں لیکن آپ یاد رکھیئے۔ کہ جھوٹے بہتانات سے آپ کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۲۸۔ "یورپین سوسائٹی کی عریانی" کے معنے اس قوم کے نقائص اور کمزوریاں ہیں۔ آگے حضرت کا اس گندے نظارہ کے آنے پر سینما سے آجانا آپ کی پاکیزہ فطرت کا ثبوت ہے۔ کیا آپ کی ایسی گندی باتوں سے جو "یوسف" کے لئے سفلی ضروری ہیں۔ آپ خلافت کی نفی کر سکتے ہیں۔ میں آپ کی اخلاقی کمزوری کو چھوڑتا ہوں۔

۲۹۔ مولوی محمد علی صاحب قادیان سے کیوں چلے آئے تھے۔ کیا ڈر کر کہ پٹھان مار نہ دیں۔ اس واقعہ کو سامنے رکھکر اعتراض کریں۔ قرآن خذوا حذرکم کا حکم دیتا ہے

۳۰۔ پہلے اعتراضات کے متعلق دنداں شکن جواب دیا جا چکا ہے۔ یہ اگر مولوی محمد علی صاحب کا قول غیبت کے متعلق ہے۔ تو سیدنا حضرت محمود کا قول بھی اسی معنے میں ہے۔ اعتراض کیا ہوا۔ کیا حضرت خلیفہ اول نے نہ فرمایا تھا۔

"اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے۔ تو وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اسے کہہ دُونگا۔ کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ۔ تو بہتر ہے۔ اگر وہ اِبیٰ و استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے۔ کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

فرمایئے! ان الفاظ کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ انجمن کے زیر سایہ "غیر اصل خلیفۃ المسیح" کا قول ہونا چاہیئے؟

۳۱۔ بتایئے۔ حضرت اقدس نے کہاں جمہوریت کا لفظ اور اس کا نقشہ بتا دیا ہے۔ الوصیت میں تو قدرت ثانیہ اور خلافت صدیقی کی مثال دی ہے۔

۳۲۔ سبز اشتہار میں بھی خلیفہ اور خلفاء کا ہی تذکرہ ہے۔

۳۳۔ سبز اشتہار میں حصر نہیں۔ خلیفے صلبی بیٹوں کے علاوہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن خلیفے ہوں گے۔ اور بعض صلبی بیٹوں میں سے بھی ہوں گے۔ خصوصاً محمود اور بشیر ثانی خلیفہ ہو گا۔ (دیکھو سبز اشتہار) لہذا سبز اشتہار سیدنا نور الدینؓ کی خلافت کی نفی نہیں کرتا۔

۳۴۔ "سلسلہ احمدیہ کے پیشرو" کا آپ کوئی جواب نہیں دے سکے۔ اس سے صرف حضرت اقدس مراد لینا اس لئے بھی غلط ہے۔ کہ یہ رسالہ حضرت کی وفات کے بعد غیر مسلموں کو سنایا گیا۔ اگر وہ ایسا معاہدہ کرتے۔ تو کس سے کرتے؟ نیز اگر پیشرو سے مراد صرف حضرت اقدس ہیں تو نور الدین اعظم نے کیوں اس کی منظوری کا اعلان کیا۔ جو کہ ابتداء میں خواجہ صاحب نے ذکر کیا ہے۔ ذرا غور کر کے جواب دیا کریں۔

۳۵۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب تفسیری مقابلہ میں نہیں آتے۔ ان کی تفسیر موجود ہے۔ لیکن سوچیئے۔ کہ حضرت اقدس بھی علماء کو تفسیری مقابلہ کے لئے بلایا کرتے تھے۔ اور ان میں سے بعض نے تفسیریں بھی لکھی ہیں۔ تو کیا وُہ یہ کہنے کا حق رکھتے تھے۔ کہ پہلے مرزا صاحب ایک تفسیر لکھدیں۔ تب ہم مقابلہ کریں گے۔ ذرا سوچیئے یہ کہنا کتنا کمزور اور غلط جواب ہے۔ آیئے آپ مولوی صاحب سے درخواست کریں۔ کہ وہ تفسیری مقابلہ کے لئے آمادگی کا خود اظہار کریں۔ پھر خواہ سورۂ صف کی تفسیر کا ہی مقابلہ کر لیں۔ لیکن آپ کی باتوں سے ان کی کمزوری

چھپ نہیں سکتی۔ اسمہٗ احمد پر ہمارے حضرت نے انوار خلافت میں مفصل بحث کی ہے۔ باقی رہا خاکسار کو آپ کا طعنہ تو میں تو اپنی علمیت کا چرچا نہیں کر رہا۔ لیکن تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں۔ کہ آپ یا آپ کے کوئی اور بزرگ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کے لئے تیار ہوں۔ تو اس کے لئے مجھ سے بذریعہ خط و کتابت شرائط کا تصفیہ کر لیں۔ میں لاف مارنے کا عادی نہیں۔ لیکن حقیقت کے اظہار کے لئے مجبوراً یہ کہہ رہا ہوں۔

۳۶۔ انجمن نے حسب وصایا مندرجہ الوصیت خلیفہ مقرر کیا۔ فرمائیے اب آپ کیوں خلافت کا سرے سے انکار کر رہے ہیں۔

۳۷۔ اگر "اصل خلیفۃ المسیح" انجمن تھی۔ تو انہوں نے حضرت خلیفۂ اول کی ویسی اطاعت کا کیوں اقرار کیا۔ جیسی وہ حضرت مسیح موعودؑ کی کیا کرتے تھے۔

۳۸۔ مقام انجمن قادیان ہمیشہ ہوگا۔ اس کا کیا جواب ہے؟

۳۹۔ بیٹے کے جانشین ہونے کے حوالجات کو آپ بالکل کھا گئے۔ آخر کیوں؟

۴۰۔ کیا آپ نے کوئی تحریر پیش کی۔ کہ اخراج از جماعت کا کام حضرت اقدس نے انجمن کے سپرد کر دیا تھا۔ یا آپ نے یونہی غلط کہہ دیا تھا؟ جواب صاف دیں۔

۴۱۔ واجب الاطاعت امیر اور خلیفہ میں کیا فرق ہے؟

۴۲۔ انجمن نے خود خلیفہ کو تسلیم کیا۔ خلیفۂ اول کو بھی۔ جماعت کا اجماع اس پر ہوا۔ پس یہی الوصیت کی اور یہی اس تحریر کی صحیح تفسیر ہے۔ آج اس تحریر کو خلیفۂ ثانی کے خلاف پیش کرنا تب دیانتداری پر محمول کیا جا سکتا تھا۔ جبکہ اس کو خلیفۂ اول کے مقابل بھی پیش کیا ہوتا۔

۴۳۔ اگر انجمن ہی "حقیقت میں پیشرو ہے۔ اور اس کا ہر ممبر نمائندہ ہے" تو نقض عہد کرنے والے ہندو کس کو تین لاکھ روپیہ تاوان دیں گے۔ کیا ہر ایک نمائندہ ممبر کو؟ یہ الجھن آپ کو محض پیشرو کی غلط تفسیر کرنے سے پیدا ہوئی ہے۔

۴۴۔ خلف اضاعوا الصلوٰۃ کے وہ مصداق ہیں۔ جنہوں نے اس طریق کو ترک کیا۔ جو مسیح موعود کا تھا۔ اس کے خلاف عقائد بنائے اور اس کے مرکز کو بھی چھوڑ دیا۔ ان

آیت کو ایک شخص پر چسپاں کرنا غلط ہے۔ ہاں اس گروہ پر چسپاں ہو سکتی ہے جو مسیح موعود کے قائم کردہ مرکز سے اور رسول کے تخت گاہ سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئے۔

۵۴۔ حضرت خلیفۂ اول نے فرمایا ہے:۔

"بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم تمہاری نسبت نہیں۔ بلکہ اگلے خلیفے کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں (فرمایئے جناب مناظر صاحب! یہ کون لوگ تھے؟ ناقل) مگر نہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھکر آئے۔ ...... میں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ نہیں کرتا۔ کہ شاید وہ پھر سمجھیں۔ پھر سمجھ جائیں۔ پھر سمجھ جائیں۔" (بدر ۱۲ راکتوبر ۱۹۰۹ء)

آہ غیر مبائع دوستوں نے آخر کار ناکام رہنے پر فی الواقع جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور قادیان کو چھوڑ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب میں بالآخر آپ حضرات اور خصوصًا مناظر صاحب سے کہتا ہوں۔ کہ آپ نے تینوں پرچوں میں خلافت احمدیہ کے عدم امکان کے لئے کوئی برہان پیش نہیں کیا۔ آپ نے بیشک گالیاں دی ہیں۔ دل آزاری کی ہے۔ مگر بحمداللہ آپ کو آخر کار ماننا پڑا۔ کہ خلیفہ تو ہو مگر وہ مولوی محمد علی صاحب اور دیگر ممبران انجمن کے اشاروں پر چلنے والا ہو۔ مگر چونکہ سیّدنا محمودؓ ایسے نہ تھے۔ لہذا غیر مبایع اصحاب قادیان سے چلے آئے۔ اور اب عداوتِ محمودؓ میں خلافت کا سرے سے ہی انکار کر رہے ہیں۔ مگر قرآن پاک کی آیات۔ حدیث۔ حضرت کی واضح تحریرات خلفاء کا وجود ثابت کر رہی ہیں۔ اور حضرت خلیفۂ اولؓ کا قول۔ کہ خدا نے ہی مجھے خلیفہ بنایا۔ اور آئندہ بھی خدا ہی خلیفے بنائے گا۔ آپ لوگوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ آؤ اب بھی خلافت سے وابستگی اختیار کرو کیونکہ سب کامیابی۔ ساری ترقی اسی پر منحصر ہے۔ کہ خدا کے قائم کردہ خلیفہ کی تابعداری کر کے خوشنودیٔ رب العالمین کو حاصل کر لیا جائے۔ اور یہی انسانی زندگی کا مقصد ہے۔

یہ میرا آخری پرچہ ہے۔ آپ کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی نیا اعتراض کریں۔ جو شرط کا تقاضا ہے۔ اور نہ ہی آج اور کل کی کمزوری کو گالیوں سے چھپانے کی

کوشش کریں - دلائل سے مقابلہ اصل مقابلہ ہے ۔ والسلام

خاکسار ابوالعطاء جالندھری

مناظر جماعت احمدیہ از راولپنڈی

۲۱ ۶/۳۷

سید محمد امین گیلانی نگران از طرف

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۱ ۶/۳۷

عمر الدین احمدی صدر جلسہ مناظرہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر - پریزیڈنٹ مناظرہ

منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا چوتھا پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحث خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین انجمن ہے نہ کوئی فرد واحد!

جناب مولوی اللہ دتا صاحب! آپ نے دوبارہ حضرت امیر ایدہٗ اللہ کا ایک حوالہ پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب یہ کہتے ہیں کہ میری آواز قوم یا انجمن کی آواز پر محکم ہے۔ اور گویا وہ انجمن کے فیصلہ کو اپنی رائے کے مقابل کچھ وقعت نہیں دیتے۔ میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں جس طرح آپ نے آخری پرچہ میں دیا تھا کہ یہ الفاظ کہیں سے دکھایئے۔ میں آپ کو بیس روپے تک انعام دے سکتا ہوں۔ مگر یاد رکھیئے۔ کہ وہ آواز جس پر لبیک کہنے کا ارشاد کیا گیا ہے۔ وہ انجمن یا قوم کا فیصلہ ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ:-

"قوم کے فیصلہ کے خلاف ہر بات کو رد کر دو۔" (پیغام صلح ۱۲ر جون ۱۹۳۷ء اور آپ کا پرچہ نمبر ۲)

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مولوی صاحب صرف نظام کی پیروی کی طرف توجہ دلاتے ہیں نہ کہ شخصی حکومت قائم کر رہے ہیں۔

۲- آپ فرماتے ہیں۔ کہ کہیں جمہوری کا لفظ لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ صرف لفظ پرستی کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ یہ لکھ دیتا۔ کہ:-

"ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔" (تحریر ۲۷ر اکتوبر)

اور پھر اسی تحریر میں یہ بیان کرنا کہ کثرت رائے کا فیصلہ ہی قطعی سمجھا جائے۔ صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ یہ جمہوریت ہے۔ کیوں نہ یہ لکھدیا۔ کہ کثرت رائے کچھ چیز نہیں۔ جو کچھ ہے خلیفہ ہے جسے آپ لکھ رہے ہیں۔

۳۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ میاں صاحب کی خلافت کا انکار کرنے والے ممبر کم تھے۔ سنیئے۔ ان کے نام یہ ہیں:-

۱۔ مولوی محمد احسن صاحب۔
۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب
۳۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب
۴۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔
۵۔ خواجہ کمال الدین صاحب
۶۔ مولانا غلام حسن خانصاحب
۷۔ مولوی صدرالدین صاحب

تمام ممبر ۱۴ تھے۔ گیارہ نہیں تھے۔ چودہ میں سے سات ممبر میاں صاحب کے مخالف تھے اور انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کا ساتھ دیا۔ باقی سات میں سے میاں صاحب چونکہ خود خلافت کے لئے کھڑے ہوئے اس لئے ان کا ووٹ جاتا رہا۔ ان کے ساتھ چھ آدمی تھے۔ جن میں سے ان کے اپنے رشتہ دار چار تھے۔ اور دو دوسرے آدمی تھے۔ پس جبکہ اکثریت جماعت لاہور کی طرف رہی۔ تو میاں صاحب کا منتخب ہونا بالکل انجمن کے اصول اور حضرت کی تحریرات اور وصیت کے خلاف ہے۔

۴۔ آپ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کا لیکچر لاہور لکھنا شروع کر دیا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ ڈانٹ میاں صاحب کی حمایت کرنے والوں کے لئے ہے۔ اور جماعت لاہور کے لئے یہ الفاظ موجود ہیں۔ کہ

"اگر کہو۔ کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں۔ تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی ہوتی ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ . . . . . یہ خیال چھوڑ دو۔ کہ لاہور کے

لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسا نہ کروگے۔ تو پھر خدا مسیلمہ کا معاملہ کریگا"

(ملفوظات نور صت۲۳)

بتائیے! اور خدارا بتائیے۔ کہ اگر مولوی صاحب کی یہ ڈانٹ لاہوری جماعت کے لئے ہوتی۔ تو ان کی صفائی کی کیا ضرورت تھی؟

۵۔ بتایا ہے۔ کہ محمود اور نواب محمد علی وغیرہ میرے فرمانبردار ہیں۔ اس لئے انکے متعلق یہ نہ کہو۔ کہ خلافت ان کا حق ہے۔

۶۔ حضرت امیر المومنین مولانا محمد علی صاحب نے استعفاء دے کر بے نفسی کا ثبوت دیا۔ آپ پوچھتے ہیں۔ کہ واپس لے کر کس امر کا ثبوت دیا۔ جناب من! واپس لیکر یہ ثابت کردیا کہ ان کو کسی عہدہ کی خواہش نہیں۔ وہ میاں صاحب کی طرح یہ شعر نہیں الاپتے کہ؎

شکرِ للہ مل گیا ہم کو وہ لعلِ بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگِ خارا ہوگیا

آپ سے قوم نے درخواست کی۔ کہ واپس لیجئے۔ پس معلوم ہوگیا۔ کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کو عہدہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ قوم کو آپ کے مقدس اور نافع وجود کی ضرورت ہے۔

۷۔ یہ بات کہ مولانا نورالدین صاحب کے متعلق یہ اعلان ہوا۔ کہ ان کی ہر بات جو الوصیت کے خلاف ہے۔ تو ہم ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ سب کچھ الوصیت کے مطابق تھا۔ یعنی مولانا نورالدین صاحب مرحوم انجمن کے خلاف منشاء کچھ نہ کرتے تھے۔ اس لئے ان کا حکم واجب التعمیل تھا۔ اور انہوں نے تو سب کچھ انجمن کے حوالہ کر کے بقول میاں محمود احمد صاحب انجمن کو خلیفۃ المسیح ہی بنا دیا تھا۔

۸۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ کیا مولوی محمد علی صاحب اس لئے قادیان سے بھاگ آئے۔ کہ شاید پٹھان مار نہ دیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے لوگوں کو قتل کروانے کے لئے پٹھان رکھے ہوئے ہیں۔ حاجی محمد حسین کا قتل۔ محمد امین مجاہد بخارا کا قتل شاید اسی کا نتیجہ ہے۔ اور محمد علی نوشہروی قاتل گویا واقعی اسی امر کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ آپ اگر ان امور کو خلافت ثانیہ کی تائید میں پیش کریں۔ تو کیا ہی لطف کی بات ہے۔

۹۔ خلیفۃ المسیح چودہ ممبر ہیں۔ ان کے فیصلہ کو قوم کے سامنے مولانا نورالدین پہونچانے والے ہیں۔ اس لئے جو شخص اس فیصلہ کی مخالفت کرے۔ جیسا کہ آپ لوگوں نے کثرت آرا کی مخالفت کرکے میاں صاحب کو خلیفہ بنا لیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ آپ آدم کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ مولوی نورالدین صاحب نے شخصی رائے کو قومی رائے پر بھی ترجیح نہیں دی ہیں نے مطالبہ بار ہا کیا مگر آپ آخر دم تک جواب نہ دے سکے۔ ایک حوالہ ہی پیش کر دیتے جس سے ثابت ہوتا۔ کہ مولوی صاحب نے انجمن کے فیصلہ کو رد کیا۔

۱۰۔ انوار خلافت میں جس قدر بحث اسمہٗ احمد پر حضرت میاں محمود احمد صاحب نے کی ہے اس کا جواب ہی تو مولانا محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ احمد مجتبےٰ میں دیا ہے۔ جس کے بعد میاں صاحب کے اور آپ سب لوگوں کے قلم ٹوٹ گئے ہیں۔

۱۱۔ عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج ثناء اللہ نے دیا تھا۔ تو میاں صاحب نے کیا کہا تھا یہی نا کہ مجھے عربی لکھنا نہیں آتی۔ پس کیا صرف عربی لکھ لینا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ کوئی سچا ہے۔ میں نے یہ کہا ہے۔ کہ اسمہٗ احمد کی پیشگوئی پر ہی لکھیئے۔ صرف اس آیت کی تفسیر لکھیئے۔ تاکہ دنیا موازنہ کرے کہ مولانا محمد علی صاحب اور میاں صاحب میں سے کون مسیح موعود کے علم کا وارث ہے۔

۱۲۔ میاں صاحب ثناء اللہ کے مقابلہ میں تو نکلتے نہیں۔ ایک مخفی تفسیر لکھی ہے۔ اُسے تو باہر نکالتے نہیں۔ مگر مولانا محمد علی صاحب کو آپ چیلنج دیتے ہیں۔ اگر جرأت ہے۔ تو اسمہٗ احمد پر حضرت امیر ایدہٗ اللہ کی تحقیق کا جواب لکھیئے۔ صرف عربی پر ناز کرنا ہو۔ تو پادری زویمر کو۔ اور رسالہ الہلال مصری کے ایڈیٹر جرجی زیدان آنجہانی بھی ہیں۔ جنہوں نے عیسائی ہونے کے باوجود عربی زبان میں فصاحت کی مسلّمہ قابلیت حاصل کی۔ اور ان کی تحریرات بطور حجت سمجھی جاتی ہیں۔

۱۳۔ اگر ابوجہل زندہ ہوتا تو شاید ہندوستان میں آکر وہ یہ دعوےٰ بھی کر دے۔ کہ مولانا ابوالعطاء صاحب سے میں زیادہ عربی جانتا ہوں۔ مولوی صاحب خدارا انصاف کیجئے۔ بحث اس بات کی نہیں۔ کہ عربی کون زیادہ اچھی جانتا ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ کون علم میں زیادہ ہے۔ جس میں مولانا محمد علی صاحب کا اور آپ کے خلیفہ صاحب کا مقابلہ ہے۔

۱۴۔ لاکھ روپیہ دینا انجمن کا کام ہے۔ جو پریذیڈنٹ کی وساطت سے ہو سکتا ہے۔ انجمن

ہی سلسلہ کے اموال کے متعلق اختیار رکھتی ہے۔ اور اس کا ہر فرد ایک نمائندہ ہے۔ جن کا ایمان کی طرف سے یہ کام کر سکتا ہے۔

آپ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ میں نے بدتہذیبی اختیار کی۔ یا گالی دی۔ یاد رکھیے یہ وہ اعتراض ہے۔ جو مسیح موعود پر ان کے مخالفین نے کیا۔ میں کہتا ہوں۔ میں نے میاں صاحب کے پیرس والی تاریخ دیکھنے کا حوالہ دیکر اظہار واقعہ کیا ہے۔ اگر اس کا نام گالی ہے۔ تو بقول مسیح موعود ایسی گالیاں قرآن مجید میں بھی آپ کو نظر آجائیں گی۔ (دیکھو ازالہ اوہام)

۱۵۔ حضرت امیر اور خواجہ کمال الدین صاحب سے دوبارہ بیعت لی گئی۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ یعقوب علی صاحب تراب کی بھی بیعت لی گئی تھی۔ جو اس فتنہ کے بانی تھے۔ بلکہ خود میاں صاحب اور غالباً میر محمد اسحاق سے بھی اطاعت کا عہد لیا گیا۔ مولانا محمد علی صاحب تو خواہ مخواہ اس معاملہ میں لا دیئے گئے۔ حقیقت میں یہ سب فتنہ میاں صاحب کے وجود کی برکت سے تھا۔

۱۶۔ میں پھر آپ سے عرض کروں گا۔ کہ میں نے اس وقت تک کئی ایک امور آپ کے سامنے پیش کئے۔ جن کے جواب سے آپ عاجز رہے۔

(۱) میں نے پیش کیا۔ کہ الوصیت کے مطابق انجمن ہی مسیح موعود کی جانشین ہے۔

(۲) میں نے پیش کیا۔ کہ روپیہ میں انجمن کو ہی اختیار کلی ہے۔

(۳) ممبروں کے ادخال اور اخراج کا تعلق صرف انجمن کو ہی حاصل ہے۔

(۴) بہشتی مقبرہ میں دفن کرنا انجمن کے اختیار رہے۔

(۵) انجمن ہی روح القدس پانے والے مامور سے پیشتر ہر معاملہ میں فیصلہ کر سکتی ہے۔

(۶) دمشق کا سفر خواجہ صاحب مرحوم کے ذریعہ پورا کیا۔ وہ چودہ خلفاء مسیح موعود میں سے ایک تھے۔

(۷) میں نے مولوی نور الدین صاحب کی تحریر پیش کی۔ کہ انجمن کے چودہ ممبر بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہیں۔

(۸) میں نے پیش کیا۔ کہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی تحریر کے مطابق ہر معاملہ میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔

(۹) میں سنے دریافت کیا۔ کہ مسیح موعود کے بعد کہاں لکھا ہے۔ کہ کوئی خلیفہ انجمن پر حاکم ہوگا۔

(۱۰) میں سنے مطالبہ کیا۔ کہ بتاؤ۔ مسیحؑ کے بعد کب شخصی خلافت تھی۔ کہ مسیح موعود کے بعد ہوتی

(۱۱) میں سنے کہا۔ کہ انجمن کے متعدد آدمیوں کو بیعت لینے کا حق ہے۔ و دیکھو الوصیت۔ جس سے انجمن کا جمہوری نظام ثابت ہوتا ہے نہ کہ شخصی۔

(۱۲) میں سنے میاں محمود احمد صاحب کا حوالہ دیا۔ کہ انجمن معناً خلیفۃ المسیح ہے۔ مگر ان میں سے کسی مطالبہ یا سوال کا آپ آخر وقت تک جواب نہ دے سکے۔ پڑھنے والے خود اندازہ لگا لیں گے۔ کہ آپ سنے کس قدر پیچ و تاب کھائے۔ مگر حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی آہنی گرفت سے نہ نکل سکے۔

۱۷۔ باقی خلیفہ ماننا آپ کا کام ہے۔ ہم ایسے خلیفہ کو بالکل باطل پر قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ خلافت ابوبکر کی خلافت سے مشابہ نہیں۔ بلکہ یزیدی کی خلافت سے مشابہ ہے۔ حضرت مسیح موعود سنے شائد انہی امور کے پیش نظر یہ لکھد یا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمادیا ہے۔ کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔ دمشق سے ایک مناسبت رکھتا ہے . . . . . اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام بھی ہوا۔ کہ

اخرج منہ الیزیدیون

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص۷۲ و ص۷۳)

پھر فرمایا۔ دمشق (یا بالفاظ دیگر اس کے مشابہ قادیان۔ ناقل) پایۂ تخت یزید ہوچکا ہے۔ اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ ہے۔" (ازالہ اوہام ص۶۷)

۱۸۔ ننگی میموں کا ناچ دیکھنا آپ نے تو خلیفہ کیا ہر شخص کے لئے جائز قرار دیا۔ کیونکہ آپ کے نزدیک اس کو حصول علم کے لئے دیکھنا جرم نہیں۔ مگر شاید آپ کو یاد نہیں رہا۔ کہ حصول علم کے لئے اگر کوئی اس سے زیادہ خیانت کر بیٹھے۔ زنا وغیرہ کا ارتکاب کرے تو جرم ہے یا نہیں۔ اگر ہے۔ تو مبادیات زنا کے متعلق یاد رکھیئے۔ کہ یہ بھی جرم ہے۔ حضرت مسیح موعود سنے جلسہ مذاہب کی تقریر میں صاف فرمایا ہے۔ کہ پاک دامن رہنے کے پانچ علاجوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ "تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کا اندیشہ ہے۔ اپنے تئیں بچایا جائے۔"

(رپورٹ جلسہ مذاہب ص۱۰۱)

اس لئے میاں صاحب کا یہ جرم کہ وہ ننگی عورتوں کا ناچ دیکھنے جاتے ہیں کس قدر معیوب ہے؟ اسے آپ خود سمجھ رہے ہوں گے۔ نہ صرف خود بلکہ چودھری سر محمد ظفر اللہ صاحب کو بھی ترغیب دی کہ عریانی کا نظارہ کرا دو۔ سبحان اللہ۔ میں پوچھتا ہوں۔ انصاف کے نام پر پوچھتا ہوں۔ اور خدا اور رسول کے نام پر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا کسی خلیفہ برحق نے یا نبی نے یا مامور نے آجتک اس قسم کی حرکت کی ہے۔ اگر نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ تو یاد رکھیئے۔ یہ چیز میاں صاحب کو ایک خلیفہ ہرگز نہیں ثابت کر سکتی۔ یہ واقعات کی شہادت ہے۔ جس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خارجی شہادت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ شخص جسے فقد لبثت فیکم عمراً کا چیلنج دینا چاہیئے کس طرح اس بات کا اعتراف کر رہا ہے۔ کہ وہ خود مغربیت کے جراثیم خبیثہ سے متاثر ہو چکا ہے۔

۱۹۔ یہ امور اس امر کے ساتھ مل کر کے آپ مولوی عبدالکریم کے مقابل آکر مباہلہ نہ کر سکے اور مؤکد بعذاب قسم نہ کھا سکے۔ کہ میں بالکل ان الزامات سے بری ہوں۔ اگر خلیفہ ہونا ثابت کرتا ہے۔ تو آپ کو یہ خلافت مبارک ہو۔ مگر یہ خلافت قرآن و حدیث اور مسیح موعود کے پاک مشن کے بالکل مخالف ہے۔

۲۰۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب انجمن کے ملازم نہیں۔ قوم کے روپیہ کو ذاتی مصارف میں نہیں لائے۔ نذرانے میاں صاحب کی طرح وصول نہیں کرتے۔ اپنی قوت بازو سے تصنیف کا کام کر کے اپنی معاش کا انتظام کرتے ہیں۔ انجمن ان کو صرف مہمان نوازی کے معمولی اخراجات دیتی ہے۔ اس لئے ان پر تو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ مگر آپ کے خلیفہ صاحب جنہوں نے تمام تر نظام کو سرمایہ دارانہ اصول پر قائم کیا ہے۔ جنہوں نے قادیان میں غریبوں کے لئے الگ محلے قائم کر کے انہیں امراء کی سوسائٹی میں ملنے جلنے سے روک دیا ہے۔ جن کے صاحبزادہ صاحب ولائت سے ہوائی جہاز کے ذریعہ ہندوستان میں آتے ہیں۔ اور یہ تمام روپیہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں صرف ہوا ہے۔ غریب مرید کی جیب سے نکالتے ہیں۔ قابل اعتراض فعل کے ضرور مرتکب ہیں۔

کیا حضرت مسیح موعود بھی اس طرح انجمن کے اموال کو ذاتی مصارف میں لائے۔ میاں صاحب انصا

کی چار بیویاں ہیں۔ ہر گھر پر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اگر میں بہت کم اندازہ لگاؤں۔ تو پان پانسو روپیہ خرچ آتا ہے۔ کیا یہ سرمایہ دارانہ نظام نہیں۔ آہ! ؂

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

مگر یاد رکھیئے۔ وہ نظام جس کی بنیاد ہی قرآن کے خلاف ہے۔ جس کی نظیر آپ نہ تو خلفاء اربعہ میں دکھا سکتے ہیں۔ اور نہ مولانا نورالدین صاحب کی زندگی میں دکھا سکتے ہیں۔ کبھی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ خدا کے بندے دُنیا میں تعیش کے لئے نہیں آتے۔ اس نظام کو ایک طرف رکھیئے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو ایک طرف رکھیئے۔ اور اندازہ لگائیے۔ کہ کیا یہ خلافت ہے۔

خوب یاد رکھیئے۔ کہ یہ چیز دنیا سے مٹا چاہتی ہے۔
تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا۔
جہاں میں جس تمدن کی بناء سرمایہ داری ہے

اور پھر یاد رکھیئے۔ کہ

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی ۔ جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

حضرت مسیح موعود کو ماننے والے دوستو! میں نے تمہارے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ کے صحابہ کرام کا مسیح موعود کا اور مولانا نورالدین صاحب کا عمل رکھا۔ اس کے مقابل موجودہ خلیفہ صاحب کا عمل رکھیئے۔ اور اندازہ کیجئے۔ کہ کس قدر فرق ہے خوب یاد رکھیئے اندرونی اور بیرونی شہادتیں۔ تحریرات کی گواہی اور واقعات کی گواہی صاف بتارہی ہے۔ کہ حضرت اقدس کی خلیفہ اور جانشین انجمن ہی ہے۔ کوئی فرد واحد نہیں۔ اور میاں محمود احمد صاحب حضرت کے صحیح پیرو یا جانشین نہیں۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرونگا۔ کہ حضرت اقدس کی پیشگوئی پر غور فرمائیے۔ کہ ایک وقت آنے والا تھا جب قادیان میں اس قسم کے امور کا ظہور ہونا تھا۔ آپنے فرمایا۔ الہام ہوا ہے۔ کہ "لاہور میں ہماری جماعت کے پاک ممبر موجود ہیں" آئیے ان پاک ممبروں کے ساتھ مل جائیے۔ اس عظیم الشان انسان کا ساتھ دیجئے

جو اسی نظامِ خلافت کو چلا رہا ہے۔ جو مسیح موعود نے خود مقرر کیا ہے۔ اور حضور کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے علم کو دُنیا میں پھیلا رہا ہے۔ وہی حقیقت میں سلطان القلم کا حقیقی جانشین ہے۔

مارما ڈیوک پکتھال نے مرتے ہوئے یہ گواہی تحریر فرمادی۔ کہ "مولانا محمد علی صاحب سے بڑھکر موجودہ وقت میں کسی نے اسلام کی خدمت اور احیاء کا کام نہیں کیا"

یہ الفاظ الفضل ما شهدت به الاعداء کے مطابق ایک مخالف کی گواہی ہیں۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان پیشگوئیوں کو پُورا کرنے والی جماعت لاہور میں ہے۔ جو حضرت کے منشاء کے مطابق دین کا احیاء کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ شامل ہو جائیے۔ یہاں آزادیٔ رائے بھی ہے۔ اس کی حالت اس شعر کے مطابق ہے۔ کہ

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پا بگل بھی ہے
انہی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے

پس اے خدا کے مسیح موعود کے ماننے والو! مسیح موعود کی آواز پر لبیک کہو۔ اور ثابت کرو۔ کہ تم پیر پرستی نہیں کرتے۔ بلکہ حق کو مدنظر رکھتے ہو:

اختر حسین گیلانی

عبد القادر نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی

عمر الدین احمدی پریذیڈنٹ جلسہ مناظرہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر۔ پریذیڈنٹ منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

جماعت احمدیہ کا پہلا پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——————— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی وَیَسِّرْ لِی اَمْرِی وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِی یَفْقَهُوْا قَوْلِی

خُدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

"کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں اور انہوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے"

بھائیو! آج کا موضوع مناظرہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی نبوت کا مسئلہ ہے۔ دونوں فریق حضرت اقدس کو صادق اور راستباز مانتے ہیں۔ مگر آپ کی نبوت کے متعلق اختلاف رکھتے ہیں۔ ہمارا جماعت احمدیہ قادیان کا یہ دعوےٰ ہے کہ حضرت اقدس غیر تشریعی نبی تھے۔ حضور کوئی نیا دین۔ نئی شریعت نہ لائے تھے۔ قرآن مجید کے ماتحت آپ نبی تھے۔ آپ نے تمام فیوض و برکات سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں حاصل کئے۔ اس لئے آپ امتی نبی ہیں۔

آج ہم اپنے اس دعوے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ تمام مسلمان کہلانیوالے فرقے "مسیح موعود" کے منتظر ہیں۔ اور وہ بالاتفاق مانتے ہیں۔ کہ وہ نبی ہے۔ نبوت سے معزول ہو کر نہ آئے گا۔ اب ہم جماعت احمدیہ کے تمام افراد حضرت اقدس کو سچا مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا۔ کہ آپ شانِ نبوت کے لحاظ سے ویسے ہی نبی ہوں جیسے حضرت مسیح تھے۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے بعد براہِ راست فیضان حاصل کرنے کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ لہٰذا نہ نئی شریعت والا نبی آسکتا ہے۔ اور نہ ہی مستقل نبی آسکتا ہے جو براہِ راست فیض پانے کا دعویدار ہو۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کی نبوت غیر تشریعی نبوت ہے

گویا سب سے اوّل تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ کہ آنے والا مسیح موعود نبی ہے۔ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ جس مقدس انسان کو ہم دونوں فریق مسیح موعود مانتے ہیں۔ وہ ضرور ضرور نبی ہے۔

۲۔ حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے آسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی" (تجلیات الٰہیہ صـ۲۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

"نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ مراد ہے۔ کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے۔ اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں۔ کہ کوئی دوسری شریعت لاوے۔ کیونکہ شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے" (تجلیات الٰہیہ صـ۹ حاشیہ)

پھر ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

"تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پاسکتے ہو۔ لہذا ضرور ہوا۔ کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہونچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں۔ جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالے کا مقابلہ کروگے۔ اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دوگے" (لیکچر سیالکوٹ صـ۳۲)

۳۔ یاد رہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ایک لمبے زمانہ تک نبی کی تعریف میں شریعت لانا یا اس کے کسی جزء کو منسوخ قرار دینا ضروری سمجھا ہے۔ اور اسی کو اصطلاح قرار دیا ہے لیکن بعد ازاں اللہ تعالے نے آپ کو بوضاحت بتا دیا۔ کہ نبی کے لئے شریعت لانا شرط نہیں۔

اس بیان کا ثبوت حضرت کے یہ اقتباسات ہیں۔ فرمایا:۔

"۱۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت

لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔" (مکتوب حضرت اقدس الحکم ۷ راگست ۱۸۹۹ء)

(۲) دوسری طرف فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو۔ زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہونچانے والا اسلامی اصطلاح کے رُو سے نبی کہلاتا ہے۔"

(تقریر حجۃ اللہ صہ۲ نیز الحکم ۶ رمئی ۱۹۰۸ء)

ان دونوں عبارتوں سے واضح ہے۔ کہ ایک وقت تک حضرت اقدس نبی کی تعریف میں شریعت لانا یا اس کے جزو کو منسوخ کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن دوسرے وقت میں شریعت کا لانا ضروری قرار نہ دیتے تھے۔ اور ہر دو تعریفوں کو اسلامی اصطلاح قرار دیتے ہیں۔ پس اس خیال اور نظریہ کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ایک عرصہ تک حضرت اپنی نبوت کے متعلق نفی میں اور تاویل کے ساتھ جواب دیتے رہے۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں آپ نے مدعیٔ نبوت کو کافر قرآن کا مخالف قرار دیا ہے۔ اور اس نبوت سے انکار کیا ہے۔ لیکن بعد ازاں اس چیز کو جس کا آپ کو دعویٰ تھا۔ نبوت کے نام سے موسوم فرمایا۔ اور نہایت شد و مد سے کہا۔ کہ میں نبی ہوں اس قسم کے اختلاف کو حل کرنے کے لئے حضرت نے فرما دیا ہے۔ کہ جہاں جہاں میں نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اس سے تشریعی نبوت مراد ہے۔ اور مستقل نبوت مراد ہے لیکن بغیر شریعت کے نبی ہونے کا میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ میں اس معنی کی رُو سے نبی ہوں (تفصیل کے لئے دیکھو ٹریکٹ ایک غلطی کا ازالہ صہ۶)

حضرت فرماتے ہیں:۔

"یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین پنجم صہ۱۳۸)

پھر حضور نے فرمایا۔

"میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی و بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے" (تجلیات الٰہیہ صـ ۲۶)

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ حضور کا انکار نبوت محض شریعت والی نبوت سے ہے۔ نہ کہ غیر تشریعی نبوت سے۔ اس لئے وہ تمام حوالجات جو ہمارا مخالف فریق سیدنا حضرت مسیح موعود کی نبوت کے انکار کے لئے پیش کرتا ہے۔ حضرت کی غیر تشریعی نبوت کی نفی نہیں کرتے۔ صرف تشریعی نبوت کی نفی کرتے ہیں۔ اور ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو تشریعی نبی نہیں مانتے۔ بلکہ غیر تشریعی نبی یقین رکھتے ہیں۔

۴۔ حضرت مسیح موعودؑ نہایت واضح الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرے دعوے کی نسبت اگر شبہ ہو۔ اور حق جوئی بھی ہو۔ تو اس شُبہ کا دُور ہونا بہت سہل ہے۔ کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ اول عقل سے یعنی دیکھنا چاہیئے۔ کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقلِ سلیم گواہی دیتی ہے۔ یا نہیں۔ کہ اس وقت اس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں۔ اور انسانوں کی حالتِ موجودہ چاہتی تھی یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو؟ دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی یعنی دیکھنا چاہیئے۔ کہ پہلے کسی نبی نے اس کے حق میں یا اس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی ہے یا نہیں۔ تیسرے نصرتِ الٰہی اور تائید آسمانی بھی ہے یا نہیں؟ یہ تین علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کے لئے قدیم سے مقرر ہیں۔ اب اے دوستو! خدا نے تم پر رحم کرکے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک جگہ جمع کر دی ہیں۔ اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو۔" (لیکچر سیالکوٹ صـ ۵)

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت اقدس زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ اور اپنی صداقت کو

اسی طرح پر پیش کر رہے ہیں۔ جس سے نبیوں اور رسولوں کی گزشتہ زمانہ میں صداقت ثابت ہوتی رہی ہے۔

۵۔ اب میں اختصار سے وہ حوالجات درج کرتا ہوں۔ جن سے حضرت مسیح موعود کا نبی ہونا ثابت ہے۔

۱۔ "The prophet mirza Ghulam Ahmad"

(رچگٹ کے خلاف اشتہار)

۲۔ "میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آ چکے ہیں" (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء)

یہ فقرہ حضرت اقدس نے ایک انگریز کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔

۳۔ "اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وُہ بھی ہوُا۔ جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔"

(حقیقۃ الوحی ص۲۸ حاشیہ)

اگر امتی اور نبی سے مراد محدّث ہے۔ جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں۔ تو کیا وہ اس حوالہ کی رو سے مانیں گے۔ کہ امت محمدیہ میں صرف ایک ہی محدّث ہوُا ہے؟

۴۔ "جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اس کا انہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے۔ کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۹)

۵۔ "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی"

(حقیقۃ الوحی ص۶۲)

۶۔ آیت یومئذ تحدث اخبارھا بأن ربك اوحی لھا کا ترجمہ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"اس دن زمین اپنی باتیں بیان کرے گی۔ کہ کیا اُس پر گذرا۔ خدا اس کے لئے رسول پر وحی نازل کرے گا۔ کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۹۲)

۷۔ "خدا کی مہر نے یہ کام کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا

اس درجہ کو پہونچا۔ کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے۔ اور ایک پہلو سے نبی ہے "۔
(حقیقۃ الوحی ص۹۶ حاشیہ)

۸۔" اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ایک ایسا ہوگا۔ کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا"۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۱ حاشیہ)

۹۔" اس میں کیا شک ہے۔ کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصۂ زمین میں تکذیب ہو۔ مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں"۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۶۱)

۱۰۔" اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف کا غلبہ رہا۔ اور میرا غلبہ نہ ہوا۔ تو میں کاذب ٹھہروں گا۔ ورنہ قوم پر لازم ہوگا۔ کہ خدا تعالے سے ڈر کر آئندہ طریق تکذیب اور انکار کو چھوڑ دیں۔ اور خدا کے مرسل کا مقابلہ کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں"۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۸۶)

۱۱۔" جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء و ابدال و اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

غور فرمایئے۔ اگر آپ محدث تھے۔ تو محدث توسینکڑوں گذر چکے ہیں۔ پھر یہ تخصیص کیونکر ہوسکتی ہے نیز اگر نبی کا نام پانا ایک سرسری اور معمولی بات ہوتی۔ تو کیوں دوسرے تمام اولیاء و ابدال و اقطاب اس امت کے اس نام کے پانے کے مستحق نہ تھے۔

۱۲۔" پس خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا۔ اور جب وہ نبی مبعوث ہوگیا۔ تب وہ وقت آیا۔ کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا

دی جائے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۵۲)

۱۳ء "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

۱۴ء "وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔ پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۵)

۱۵ء "و اٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم۔ . . . یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷)

۱۶ء "صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰)

۱۷ء "جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ مسیح بن مریم فوت ہو گیا ہے۔ اور آنے والا مسیح مَیں ہوں۔ تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے۔ اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ حکم۔ جو کچھ ہے۔ پہلا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۵)

۱۸ء "اس زمانہ میں خدا نے چاہا۔ کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وُہ میں ہُوں۔ اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ یا ابوجہل ہو۔ سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔" (براہین پنجم ص۹۰)

۱۹ء "ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے۔ جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ہاں جو شخص سرسری طور پر رسُول کے تابع ہو گیا۔ اور اس کو شناخت نہیں کیا۔ . . . آخر وہ ضرور مرتد ہو گا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور یہوداہ اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مرتد حضرت عیسٰے کے زمانہ میں اور جموں والا چراغ الدین اور عبدالحکیم خاں ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۹)

نمبر۲۰ :- ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹)

عـ۲۱ :- میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں"

(آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

۲۲ :- میں نبی ہوں۔ اور امتی بھی ہوں۔ تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہو گا۔ اور نبی بھی ہو گا" (آخری خط اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

عـ۲۳ :- اس جگہ صور (آیت قرآنی ونفخ فی الصور میں۔ ناقل) کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہیں۔ کیونکہ خدا کے نبی صور ہوتے ہیں" (چشمۂ معرفت صفحہ ۷۷)

۲۴ :- ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱)

تبلایئے۔ آپ سے اگر کوئی پوچھے۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو محض انکار میں جواب دیتے ہیں یا نہیں؟ پس آپ کا جواب صحیح نہیں۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ انہوں نے شریعت والی نبوت کا انکار کیا ہے۔ اور غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

عـ۲۵ :- میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳)

۲۶ :- اس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد میں مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں۔ اور نبی بھی ہوں" (" " صفحہ ۱۱)

۲۷ :- میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے

ہیں۔ کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہو سکتے۔" (آخری خط)

۲۸۔ "اس بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔" (آخری خط)

۲۹۔ "ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھکر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں۔ اُسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۳۰۔ "میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں۔ جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔" (نزول المسیح ص۴۸)

۳۱۔ "میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح ص۳ حاشیہ)

۳۲۔ "ایسا ہی خدا تعالےٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالےٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔" (نزول المسیح ص۴۸)

۳۳۔ "اس فیصلہ کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے۔ وہ اس کا نبی ہوگا۔" (چشمہ معرفت ص۳۱۸)

۳۴۔ "اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسٰے بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے۔ اور عیسٰے ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسٰے رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۸۹)

۳۵۔ "خدا نے نہ چاہا۔ کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے۔" (دافع البلاء ص۱)

۳۶۔ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص۱۱)

۳۷ "میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الہٰی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا" (براہین پنجم ص۵۳ حاشیہ)

۳۸ "اصل بات یہ ہے۔ کہ نبی برحق کی حقانیت کے لئے ایمان لانے والوں کی کثرت شرط نہیں۔ ہاں دلائل قاطعہ سے اتمام حجت شرط ہے۔ پس اس جگہ منہاج نبوت کی رُو سے اتمام حجت ہو چکا ہے" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۸۷)

۳۹ "اس حدیث (حدیث کسوف خسوف۔ ناقل) کا یہ مطلب نہیں۔ کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ کسی مدعیٔ رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے" (حقیقۃ الوحی ص۱۹۶)

۴۰ "اس مرکب نام (امتی نبی) کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے۔ کہ تم تو عیسےٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو۔ مگر ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے۔ کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسےٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہے" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۸۴)

۴۱ "پس باوجود اس شخص (مسیح موعودؑ۔ ناقل) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد و احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا" (ایک غلطی کا ازالہ)

۴۲ "انی جعلت فرداً اکمل من الذین انعم علیھم فی اٰخر الزمان" (خطبہ الہامیہ ص۱۱۲)

میں منعم علیہم گروہ کا اس آخری زمانہ میں اکمل فرد ہوں۔ منعم علیہم گروہ کے چار قسم کے افراد ہیں صالح۔ شہید۔ صدیق اور نبی۔ پس اکمل فرد وہی ہوگا۔ جو نبی ہوگا۔

۴۳ "دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو" (نزول المسیح ص۳)

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت اقدس کا نبی ماننا ضروری ہے۔ ورنہ اگر آپؑ میں شان نبوت نہ مانی جائے۔ تو اس سے آنحضرت صلعم کی نبوتِ عالیہ کا کسر شان لازم آتا ہے۔ اس حوالہ سے

وہ تمام عبارتیں خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔ جو مخالف فریق کے لوگ پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ نبوت سے کسر شان نبوتِ محمدیہ ہے۔ دراصل وہ نبوت مستقلہ اور تشریعیہ ہے۔ جس سے ہتک نبوت محمدیہ لازم آتی ہے۔ لیکن غیر تشریعی نبوت سے تو عزت ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس کے بغیر کسر شان لازم آتی ہے۔

۴۴؁ "خدا کا قانون قدرت یہی ہے۔ کہ وہ توحید کی ہمیشہ حمایت کرتا ہے۔ جتنے نبی اس نے بھیجے۔ سب اسی لئے آئے تھے۔ کہ تا انسانوں اور دوسری مخلوقوں کی پرستش دور کر کے خدا کی پرستش دنیا میں قائم کریں" (رسالہ مسیح ہندوستان میں ص۶۳)

پھر ص۶۴ پر اپنی بعثت کی غرض بھی مخلوق پرستی کا ازالہ بتلایا ہے۔ جو اس زمانہ میں سب زمانوں سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ پس آپ کام۔ شان۔ دعویٰ اور صفات ہر لحاظ سے نبی ہیں۔

۴۵؁۔ فرمایا:۔" اذا قیل انک مرسل خلت انی دعیت الی امر علی الخلق یعسرٗ

ترجمہ:۔ جب مجھے خدا کی طرف سے کہا گیا۔ کہ تو مرسل ہے۔ تو میں نے خیال کیا۔ کہ مجھے اس امر کا دعوےٰ کرنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ جو مخلوق پر سخت شاق گزرے گا۔

فرمائیے! کیا یہ مرسلانہ شان جسے لوگ ماننے کے لئے تیار نہ ہو سکتے تھے۔ نبوت کی شان ہے یا کچھ اور؟

۶۔ میں نے اس مرتبہ ۴۵ حوالجات پیش کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی حوالے ہیں۔ جو اپنے وقت پر پیش ہوتے رہیں گے انشاء اللہ۔ لیکن ایک نہایت اہم بات یہ بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس کے الہامات میں بکثرت آپ کو نبی اور رسول کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ بطور مثال:۔

(الف) دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔

(ب) انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم۔

(ج) زمین یا اہل زمین کا مقولہ" یا نبی اللہ کنت لا اعرفک"

(د) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ

(ذ) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔

(ر) جری اللہ فی حلل الانبیاء

(ز) وقالوا لست مرسلاً قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب۔

(س) یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔

(ش) انی مع الرسول اجیب۔

(ص) انی مع الرسول اقوم وافصدلک وادوم۔

(ض) ان خیر رسول اللہ وافح۔

(ط) یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر۔

(ظ) یا احمد جعلت مرسلاً۔

(ع) انی انا الرحمٰن لا یخاف لدی المرسلون

(غ) یبدی لک الرحمٰن شیئاً اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون۔

(ف) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔

ایسے تمام الہامات سے آپ کا نبی اور رسول ہونا نہایت واضح ہے۔ اب حضرت اقدس کی نبوت کا انکار کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا کے کلام کو اس کے مسیح کے کلمات کو جھٹلایا جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ کوئی سچا احمدی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔

۷۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور اس کا کسے انکار ہو سکتا ہے۔ قرآن پاک حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین کہتا ہے۔ لیکن اس لفظ کے معنوں سے حضرت اقدس نے یہ استدلال کبھی نہیں فرمایا۔ کہ حضرت رسول کریم کے بعد غیر تشریعی نبی آپ کی امت میں سے نہیں ہو سکتا۔ میں فریق مخالف کے مناظر سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ دکھلائے۔ کہ جب سے حضرت نے نبی کے لئے شریعت لانا شرط نہیں فرمایا ہے (اور میں اس کی سہولت کے لئے بتا دیتا ہوں۔ کہ وہ زمانہ ۱۹۰۱ء کے قریب ہے) آپ نے

کبھی خاتم النبیین کے یہ معنے کئے ہوں۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی غیر تشریعی نبی نہ آئے گا۔ اس قسم کا کوئی حوالہ مخالف مناظر آخر تک پیش نہیں کر سکتا۔ ناظرین میرے اس چیلنج کو ابھی سے یاد رکھیں میں نے یہ چیلنج پہلے پرچہ میں لکھ دیا ہے۔ تا اس کا آخری پرچہ اس کے عجز کا گواہ رہے تفہیمات ربانیہ کے حوالہ کے متعلق مجھ سے آخری پرچہ میں دس روپے انعام کا اعلان ہو گیا تھا۔ میں نے انہیں حق دیا۔ کہ اس چیلنج کی منظوری تحریراً لکھ بھیجیں۔ مگر وہ خاموش رہ گئے ہیں۔ اور میں پورے یقین سے کہتا ہوں۔ کہ وہ خاموش رہیں گے۔ کیونکہ میں نے تفہیمات ص۱۳۵ پر ہرگز نہیں لکھا۔ کہ ص ۷ "بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا" کا مصداق میرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ ہیں۔ ہاں انہوں نے جو انجمن والے مضمون کے آخری پرچہ میں گالیاں دی ہیں۔ میں ان کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ البتہ ان کے چیلنج کو منظور کرتا ہوں۔ کہ میں نے جو کچھ مولوی محمد علی صاحب کی عبارت نقل کی ہے۔ درست ہے۔ اور جو نتیجہ نکالا ہے۔ درست ہے۔ وہ اس کا تصفیہ کر لیں میں دور چلا گیا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں۔ کہ حضرت اقدس نے خاتم النبیین کے لفظ سے صرف شریعت والے نبیوں کی بندش کا ذکر کیا ہے۔ ہاں ایسے نبیوں کی آمد کو روکا ہے۔ جو نیا دین نئی شریعت لانے والے ہوں۔ لیکن جو آنحضرت کے تابع ہوں۔ ان کی ممانعت نہیں کی۔ حضرت فرماتے ہیں:-

> "اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی" (حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ)

پھر فرمایا:- "بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازم ہے" (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

پھر فرمایا:-

> "یہ ضرور یاد رکھو۔ کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔

جن کے رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرمایا:۔

"پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتا تھا۔ وہ کسی گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا۔ گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا۔ اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا۔ کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں۔ کہ ایک تو کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں۔ اور نہ کوئی ایسا نبی ہے۔ جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے۔ انہی کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے۔ اور وُہ امتی کہلاتا ہے۔ نہ کوئی مستقل نبی۔" (چشمۂ معرفت صہ ۹)

دیکھئے۔ خاتم النبیین کی کیسی واضح اور مکمل تفسیر ہے۔ اس لفظ کے دونوں پہلو سلبی یعنی شریعت والا نبی بند اور ایجابی پہلو کہ آنحضرت کی امت میں بغیر شریعت جدیدہ کے نبی کا آنا جائز بتلا دیا ہے۔ یہ کامل تفسیر ہے۔ اسی سے تمام کتب کے حوالجات کو حل کرلیں۔ کہ جہاں جہاں بندش کا ذکر ہے شریعت والی نبوت مراد ہے۔ اور جہاں جہاں اجرا کا ذکر ہے صرف غیر تشریعی نبوت کا ذکر ہے۔ خود فرمایا:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہُوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے۔ کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اسی کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسُول کرکے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

چونکہ عام لوگ نبی کے متعلق یہ مانتے تھے۔ کہ وہ مستقل ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت کے الفاظ میں الہامات میں نبی کا لفظ دیکھکر کہتے ہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلعم سے الگ ہے۔ نیا دین

بنانا چاہتا ہے۔ حضرت نے اس الزام کی تردید کی۔ اور بار بار کی۔ اور ہمیشہ یہ احتیاط فرمائی کہ آپ کو شریعت محمدیہ سے باہر جانے والا رسول نہ سمجھا جائے۔

اب ہم دیکھیں گے۔ کہ وہ مناظر جو کہتے تھے۔ کہ لفظ پرستی نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود کو حضور کے فرمودہ کے مطابق نبی اور رسول مانتے ہیں۔ یا اپنی خواہش کے مطابق تاویلات کر کے حضرت کے مقام اور رتبہ کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ اور الہام الٰہی وقالوا لست مرسلاً قل کفی باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضرت فرماتے ہیں:-

"ہمیں اللہ تعالےٰ نے وہ نبی دیا۔ جو خاتم المومنین۔ خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔" (ملفوظات جلد ۱ صـــ۳۲۷)

پھر فرمایا:-

"ونؤمن بأنہ خاتم الانبیاء لانبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہ وعدہ۔"

کہ ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بجز اس نبی کے جو آپ کے فیض سے تربیت یافتہ ہو۔ اور حضور علیہ السلام کے وعدہ کے مطابق اس کا ظہور ہو۔

ان تمام حوالجات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ غیر تشریعی نبی تھے۔ حضرت نے اس کا دعوےٰ فرمایا۔ اور یہی وہ مقام ہے۔ جو جماعت احمدیہ ہمیشہ سے حضرت کے لئے مانتی رہی ہے۔ اور آج بھی مانتی ہے۔ اس سے کم یا زیادہ کرنا حضرت اقدس کے فرمودہ کی خلاف ورزی ہے۔ اور سلامتی کی راہ یہی ہے۔ کہ حق کو قبول کیا جائے۔ باقی پھر

خاکسار:- ابوالعطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ

از راولپنڈی ۲۲/۶/۳۷

اسماء معاونین:۔

۱۔حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ۔

۲۔مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل۔

۳۔چودھری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔اے۔

سیّد محمد امین گیلانی نگران از طرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
راولپنڈی

سیّد محمد امین گیلانی پریذیڈنٹ از طرف
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۶/۳۴ ۲۳

قاضی محمد نذیر مولوی فاضل
پریزیڈنٹ منجانب جماعت احمدیہ۔ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا پہلا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعوٰی کیا ہے؟

حاضرین! میں نے مولوی اللہ دتا صاحب کا تمام وکمال پرچہ پڑھا ہے۔ لیکن حیران ہوں۔ کہ بجائے اصولی طور پر بحث کو حل کرنے کے مولوی صاحب محض بوجھ ڈالنے کے لئے حوالوں پر حوالے نقل کئے چلے جاتے ہیں۔ اور دراصل وہ خود اصل حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں۔

مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا غیر تشریعی نبوت مستقلہ ہے یا غیر مستقلہ۔ اگر وہ ان کو امتی اور غیر تشریعی نبی مانتے ہیں۔ تو پھر ان کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ امتی ہونا اور غیر تشریعی نبی ہونا دونوں امور ایک جگہ اکٹھے کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں اس بحث کو آسان کرنے کے لئے ایک اصول بیان کرتا ہوں۔

نبی کسے کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خداتعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں"۔ (خط مسیح موعود ۷ اگست ۱۸۹۱ء)

مولوی صاحب نے بھی یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ لیکن غور نہیں فرمایا۔ کہ یہ تعریف نبوت کیا چاہتی ہے

اس کے صاف یہ معنے ہیں۔ کہ نبی کے لئے کم از کم غیر امتی ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا سے تعلق تو ایسا ہی شخص رکھ سکتا ہے۔ جو امتی نہ ہو۔ پس اب میں مولوی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا وہ کہیں دکھا سکتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نے کبھی اس کے خلاف لکھا ہو۔ کہ نبی کے لئے غیر امتی ہونا شرط نہیں۔

جبکہ نبی کے لئے غیر امتی ہونا شرط ہے۔ تو غیر تشریعی نبی جو امتی نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوے ایسا نبی ہونیکا بھی نہ ہوا۔ بلکہ غیر تشریعی امتی نبی کے الفاظ سے تو یہ معلوم ہوا۔ کہ آپ نبی نہیں۔ کیونکہ امتی ہونا اور نبی ہونا دو متضاد حقیقتیں ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے حضرت عیسٰےؑ کے اس امت میں بحیثیت نبی نہ آسکنے کے دلائل میں فرمایا۔

۱۔ "یہ دونوں حقیقتیں (نبوت اور امتیت۔ ناقل) متناقض ہیں" (ریویو مباحثہ ص۸)

۲۔ رسول اور امتی کا مفہوم متباین ہے" (ازالہ اوہام ص۵۷۵)

پس حضرت مسیح موعود کا تسلیم کرنا کہ میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپ درحقیقت نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں۔ جنہیں مجازاً نبی کہا گیا ہے۔ کیونکہ کوئی نبی امتی ہو ہی نہیں سکتا۔

مولوی صاحب نے اوپر کی اسلامی اصطلاح کو غلط قرار دینے کے لئے حجت اللہ جو ایک تقریر ہے۔ اس میں اسلامی اصطلاح کے ایک معنے یہ بیان کئے ہیں۔ کہ

"خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو۔ زبردست پیشگوئیاں مخلوق کو پہونچانے والا اسلامی اصطلاح کے رُو سے نبی کہلاتا ہے۔"

میں کہتا ہوں۔ کہ یہ مجازی نبی کی تعریف ہے۔ کیونکہ غیب کی زبردست خبریں بیان کرنا یہ نبی کے لفظ کے لغوی معنیٰ ہیں۔ اس لئے یہ تعریف اولیاء کے لئے ہے۔ جن پر غیب کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حجت اللہ میں اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"اصل میں ہماری اور ان لوگوں کی نزاع لفظی ہے۔ . . . . متقدمین بزرگ اور اولیاء اللہ صاف لکھ گئے ہیں۔ ولله با دلیاء ہ مکالمات ومخاطبات"

پس جبکہ یہ لفظی نزاع ہے۔ اور اولیاء کو مکالمہ ومخاطبہ ہوتا ہے۔ تو اسے ہی نبوت کہنا محض

بطور لغت یا مجاز ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی میں حضور نے قسم سوئم کے مقربین اسلام کے لئے فرمایا:۔

"خدا کا کلام اس پر نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔ . . . . . کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اس کی زبان پر جاری کیا جاتا ہے۔ کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵)

یہ نبیوں کی طرح مکالمہ مخاطبہ پانے والے کاملین امتِ محمدیہ ہیں۔ جو قسم سوم میں داخل ہیں۔ پس ایسا مکالمہ مخاطبہ پانے والوں پر نبی کا لفظ محض مجاز کے طور پر بولا جا سکتا ہے۔

۲۔ بحث کو اصولی رنگ میں طے کرنے کے لئے میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ سب سے پہلے مولوی صاحب کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الا تعلم ان الرب الرحیم۔ المتفضل سمّٰی نبینا صلعم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی۔" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

یعنی ہمارے نبی صلعم کو خدا تعالےٰ نے بلا استثناء نبیوں کا ختم کرنے والا بیان کیا ہے۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں کہکر آنحضرت صلعم نے اس کی تفسیر کر دی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پُرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ . . . . حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

اب جبکہ ختم نبوت کی رُو سے نہ نیا نبی آسکتا اور نہ پُرانا۔ تو مولوی صاحب کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ غیر تشریعی نیا نبی آسکتا ہے۔ ہاں آپ جبکہ اس کے ساتھ امتی ہونے کی قید لگا دیتے ہیں۔ تو میں سمجھ جاتا ہوں۔ کہ آپ نبی کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

نبوت تو وہ انعام ہے۔ جو براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے ملتا ہے۔ اور اگر یہی چیز آنحضرت صلعم کے واسطہ سے ہو۔ تو پھر یہ ظلی نبوت یا ولایت بن جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

۱۔ "النبی کالاصل والولی کالظل" (کرامات الصادقین ص۸۵)

۲۔ "یہ (یعنی میری۔ ناقل) ولایت کامل طور پر ظلِ نبوت ہے" (حجت اللہ ص۱۴)

۳۔ "اہلِ دلہا بریں متفق اند کہ ولایت ظل نبوت است" (لجۃ النور ص۳۷)

یہی ولایت یا ظلی نبوت ہے جس کا حضرت کو دعوےٰ ہے نہ کچھ اور۔ اسی لئے فرمایا :۔

"ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے جو اس کے چراغ سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظل۔ . . . . . جب اس کی پیروی کمال کو پہونچتی ہے۔ تو اس کو ایک ظلی نبوت عطا کرتا ہے۔ جو نبوت کا ظل ہے۔" (چشمۂ معرفت ص۳۲۴)

اب اس ظلی نبوت یا ظلِ نبوت کو نبوت قرار دینا یہ بھی اس غلطی کی وجہ سے ہے کہ ظلیت کی صفت سے بے خبری ہے۔

سنئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ

"میں ظلی بروزی مجازی طور پر محمد ہوں۔

" " " احمد ہوں

" " " خاتم الانبیاء ہوں۔

" " " نبی ہوں" (دیکھو غلطی کا ازالہ)

اب جبکہ ظلی بروزی طور پر محمد یا احمد یا خاتم النبیین ہو جانے سے حضرت اقدس دراصل محمد یا احمد نہیں ہو گئے۔ تو اسی طرح آپ نبی کس طرح ہو گئے۔ یہ سمجھنے کی بات ہے۔ ورنہ چاہیئے۔ کہ ہمارے قادیانی بھائی حضرت اقدس کو نبی کی بجائے خاتم النبیین مانیں۔

مولوی صاحب نے تجلیات الٰہیہ میں سے جو حوالہ پیش کیا ہے۔ وہ خود ان کے منشاء کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضور تو کہتے ہیں۔ کہ اس لفظ نبی سے مراد اس زمانہ کے لئے تجدید

دین کے لئے مامور کئے ہیں۔ جسے شرف مکالمہ ومخاطبہ حاصل ہو۔ پس یہ تو مجددیت ہوئی نہ کہ نبوت۔

تمام بحث کو ختم کرنے کے لئے میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ آپ یہ بتائیں۔ کہ ۱۸۹۹ء کے خط میں جو حضرت نے نبی کی اسلامی اصطلاح میں تعریف کی ہے وہ صحیح ہے یا غلط ؟

میرا دعوے ہے۔ کہ وہ تعریف درست ہے۔ کیونکہ آپ نے اس کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں فرمایا۔ اور جو تعریف مولوی صاحب اس کے مقابل حجۃ اللہ سے لکھکر پہلی تعریف کو باطل کرنا چاہتے ہیں وہ بالکل ان کی مجہول ہے۔ کیونکہ حضرت آدم سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلعم تک تمام انبیاء پر ۱۸۹۹ء والی تعریف نبوت صادق آتی ہے۔ اب آنحضرت صلعم کے بعد آنے والے اولیاء کے لئے جبکہ نبوت کا سلسلہ ہی بند ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

"وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین"

یعنی ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ تو اب بعد آنے والے تمام کے تمام مامور بوجہ ختم نبوت کے غیر انبیاء ہی رہیں گے۔ اگر ان میں سے کسی کو نبی کا خطاب دیا بھی جائے گا۔ یا الہام میں نبی کا نام آئے گا۔ تو اس کے معنے صرف یہ ہونگے۔ کہ وہ مجازاً نبی یا رسول ہے نہ حقیقتاً۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت خود اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔

"سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

یہ تو آپ نے حقیقۃ الوحی میں فرمایا۔ مگر ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ کہ:۔

"آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۹)

اسی طرح ازالہ اوہام صفحہ ۷۰۰ میں آپ فرماتے ہیں۔

"از اں جملہ ایک یہ ہے۔ کہ مسیح جو آنے والا ہے۔ اس کی علامت یہ لکھی ہے۔ کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خدا سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے۔ بلکہ وہ نبوت مراد ہے۔ جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۰۰)

اب میں ایک آخری زمانہ کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جس سے بحث ختم ہی ہو جاتی ہے۔ سنیئے حقیقۃ الوحی میں آپ لکھتے ہیں:۔

"ذکرت غیر مرۃ ان اللہ ما اراد من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اکابر اھل السنۃ فالنزاع لیس الا نزاعاً لفظیاً" (الاستفتاء ص۱۶ حاشیہ)

اسی طرح آپ لاہور میں لیکچر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خدا جب کسی سے بکثرت ہمکلام ہو۔ اور اپنی غیب کی باتیں بکثرت اس پر ظاہر کرے۔ تو یہ نبوت ہے۔ مگر حقیقی نبوت نہیں"

اس کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ:-

"تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو۔ ہم اسے نبوت کہتے ہیں۔ یہ لفظی نزاع ہے"

پس معلوم ہو گیا۔ کہ یہ تمام لفظی جھگڑا ہے۔ نبوت سے مراد صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ ہے۔ جو اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہے۔ اور یہ حقیقی نبوت نہیں بلکہ مجازی نبوت ہے۔

پس حضرت کے کلام میں ایک تعریف تو حقیقی نبوت کی ہے۔ اور اس کے لئے لازمی ہے۔ کہ صاحب نبوت حقیقی امتی نہ ہو۔ اور ایک تعریف غیر حقیقی یا مجازی نبوت کی ہے۔ اور ایسی نبوت امتیوں کو مل سکتی ہے۔ اور حضرت اقدس انہی مجازی معنوں میں نبی ہیں۔

مجازی نبی:- میں چاہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب بتائیں۔ کہ مجازی نام کبھی حقیقت کو بھی شامل کرتا ہے۔ یعنی جب کبھی ہم کسی شئے کو بعض یا اکثر صفات کے غلبہ کی وجہ سے دوسری شئے کا نام دے دیں۔ تو وہ نام مجازی ہوتا ہے۔ مثلاً ہم بادل وغیرہ کی وجہ سے دن کو تاریکی کی کثرت کے باعث سے اگر رات کہدیں۔ تو یہ مجاز ہے۔ پس اس سے دن رات نہیں ہو جاتا۔ ٹھیک اسی طرح ایک امتی کو اگر نبیوں کے کمالات پانے کی وجہ سے نبی کہدیں۔ تو وہ نبی نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ مجازاً نبی کہلا سکتا ہے۔

کثرت امور غیبیہ کی وجہ سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو نبوت قرار دینا ہی بتا رہا ہے۔ کہ یہ مجازی نبوت ہے نہ کہ حقیقی۔ اور اگر ہمارے مخاطب بھی حضرت مرزا صاحب کو دراصل ایک امتی ہی مانتے ہیں۔ اور نبی محض مجاز کے طور پر کہتے ہیں۔ تو ہم بھی اس کے قائل ہیں۔

آخری وقت میں جبکہ حضرت مسیح موعود وفات سے چند گھنٹے پہلے یہ نبوت کا لفظ بولتے ہیں۔

تو فرماتے ہیں۔ کہ :۔

"یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے۔ صرف خدا کی طرف سے ہے جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو۔ اُسے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا کا وجود خدا کے نشانوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے۔

"آں نبیٔ وقت باشد اے مرید" (بدر نمبر ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جس طرح مثنوی میں مرشد کامل کو نبیٔ وقت کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے مجازی معنوں کی رُو سے یہ لفظ نبی استعمال کیا ہے۔

الہامات میں لفظ نبی اور رسول ہے۔ مگر انہی مجازی معنوں کی رُو سے۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں :۔

"یہ سچ ہے۔ کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے بندہ پر نازل فرمایا۔ اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ . . . . مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے۔ کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ . . . . . یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وُہ علم ہے۔ جو خدا نے مجھے دیا ہے۔" (سراج منیر ص۳)

پس خدا تعالیٰ کے کلام میں مجاز کے طور پر نبی یا رسول کا لفظ بلاشبہ آیا ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہم حضرت کو نبی سچ مچ مان لیں۔

خدا کے کلام میں حقیقت بھی ہوتی ہے۔ اور مجاز بھی۔ پس اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ حضرت اقدس کے لئے کن معنوں میں ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں۔ مجازی معنوں میں یہ لفظ میرے لئے آیا ہے چنانچہ آپ انجام آتھم کے صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں :۔

"بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبویؐ سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے جو صوفیا کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیّہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟"

اب آپ غور فرمائیں۔ کہ اکابر اہل سنت اور صوفیاء کرام کے ہاں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے لئے جو محاورہ ہے وہی حضرت اقدس اپنے لئے بیان فرماتے ہیں۔ اور یوں مجازی نام کے معنے بھی کھل گئے۔

آپ نے چیلنج کیا ہے۔ کہ میں ۱۹۰۱ء کے بعد سے دکھاؤں۔ کہ کبھی آپ نے غیر تشریعی نبوت سے انکار کیا ہے۔ مولوی صاحب! اگر غیر تشریعی نبوت سے امتی اور نبی کی جامع مفہوم یعنی محدث مراد ہے۔ تو انکار نہیں کیا۔ لیکن اگر غیر تشریعی نبی مثل انبیاء بنی اسرائیل مراد ہے۔ تو لیجئے سن لیجئے انکار موجود ہے۔

حضرت فرماتے ہیں:۔

"چونکہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا۔ تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا۔ تو عدم مشابہت کا الزام باقی رہ جاتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس لئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی نبوت ظلّی طور پر ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صـ۴۳)

اب آپ دیکھ لیں۔ کہ یہاں ختم نبوت کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپؐ کے بعد نبی نہیں۔ لیکن صرف تکمیل مشابہت کے لئے ظلّی طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے۔ اور حضرت فرماتے ہیں:۔

"محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے۔ کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے

مگر اپنا مذہب یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انعکاس سے جو نبوت ہے وہ جائز ہے۔" (بدر)

اب آپ ہی فرمائیں۔ کہ جب ہر قسم کی نبوت بند ہے۔ اور صرف عکسی نبوت باقی ہے۔ تو وہ تو کسی کی اپنی ذاتی شے نہیں۔ بلکہ جس طرح چاند روشن نہیں ہے۔ مگر سورج کی روشنی سے روشن ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود نبی نہیں۔ مگر آنحضرت کی نبوت ان میں منعکس ہے۔ والسلام

عمر الدین احمدی ۲۲ ۶/۳۷

عبدالقادر نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۲ ۶/۳۷

سید محمد امین گیلانی پریزیڈنٹ از طرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
راولپنڈی ۲۳ ۶/۳۷

قاضی محمد نذیر پریزیڈنٹ منجانب
جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۳ ۶/۳۷

جماعت احمدیہ کا دوسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

"نبوت حضرت مسیح موعود"

۱۔ پیارے ناظرین! میں نے اپنے پرچہ میں نہایت تفصیل سے بتا دیا تھا۔ کہ ہم لوگ یعنی جماعت احمدیہ کن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں۔ اور میں نے حضرت کی مختلف تحریرات میں تطابق ثابت کرنے کے لئے بعض امور بطور اصول ذکر کئے تھے۔ فریق مخالف نے ان پینتالیس حوالوں کو ماننے یا غلط قرار دینے کی بجائے ان کو "محض بوجھ ڈالنے کے لئے" قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ تمام حوالجات حقیقت نیرہ کو بیان کرنے کے لئے تھے۔ اور میں اُن میں اضافہ کرتا جاؤنگا۔ انشاء اللہ۔ تاکہ معزز قارئین بخوبی سمجھ جائیں۔ کہ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس نبوت کا دعوے کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اسی کو آپ کی طرف منسوب کرتی ہے اور لاہوری گروہ حضرت کے اس دعوٰی کو نہیں مانتے۔

۲۔ مولوی صاحب نے مجھے "حقیقت سے ناآشنا" کہکر کوئی خاص کارنامہ نہیں کیا کیونکہ ان کے آئندہ اوراق سے صاف واضح ہے۔ کہ دراصل جو میں نے بیان کیا ہے۔ آپ کو اس کی تقلید کرنی پڑی ہے۔ اس کو حقیقت سے ناآشنا نہیں کہا کرتے۔

۳۔ آپ امتی اور غیر تشریعی نبی کے اجتماع کو محال سمجھ رہے ہیں۔ اور یہ آپ کی بھول ہے۔ کیونکہ امتی کے معنے حضرت اقدس نے یوں بیان فرمائے ہیں:۔

"اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کا لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہر ایک انعام اس

نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا ہے۔ نہ کہ براہِ راست ۔" (تجلیات الٰہیہ ص۹)
اس عبارت سے ظاہر ہے۔کہ امتی کا لفظ محض حصول کمالات کے پانے کے ذریعہ پر دلالت کرنے کے لئے ہے۔ اور غیر تشریعی کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔کہ وہ نبی کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔پس نہ عقلاً نہ حضرت اقدس کے کلام سے یہ نکلتا ہے۔کہ امتی اور نبی ہاں غیر تشریعی نبی جو اس وقت زیر بحث ہے۔ ان دونوں میں تباین ہے۔

پھر ایک اور جگہ حضرت نے امتی کے معنوں کو یوں واضح فرمایا ہے:۔

"کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا۔کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے۔جو امتی نہیں۔یعنی آپؐ کی پیروی سے فیضیاب نہیں ۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

فقرہ "یعنی آپ کی پیروی سے فیضیاب نہیں" امتی کی تشریح کے لئے کافی ہے۔

۴۔ ازالہ اوہام وغیرہ میں جہاں حضرت نے رسول اور امتی کے مفہوم کو متباین قرار دیا ہے۔ وہاں پر رسول سے مراد مستقل رسُول ہے۔جو فیوض الٰہیہ کے کمال یعنی نبوت کو کسی نبی کی پیروی سے حاصل نہیں کرتے۔

ریویو بر مباحثہ ص۸ پر بھی حضرت اقدس نے حضرت مسیح ناصری کی آمد کے خلاف یہ استحالہ پیش فرمایا ہے۔ اور لکھا ہے:۔

"اگر کہو کہ حضرت عیسےٰ امتی تو کہلائیں گے۔مگر نبوت محمدیہ سے ان کو کچھ فیض نہ ہوگا۔تو اس صورت میں امتی ہونے کی حقیقت ان کے نفس سے مفقود ہوگی کیونکہ ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں۔کہ امتی ہونے کے بجز اس کے اور کوئی معنے نہیں۔کہ تمام کمال اپنا اتباع کے ذریعہ سے رکھتا ہو۔"

گویا حضرت نے حضرت عیسےٰؑ اسرائیلی کی آمد کو امتی ہونے کے خلاف قرار دیا ہے۔کیونکہ بقول معترض وہ کوئی کمال آنحضرتؐ کی اتباع سے حاصل نہ کریں گے۔

پس جس رسول اور امتی میں تباین ہے۔ وہ رسول مستقل ہے۔اور میں بوضاحت بتا چکا ہوں۔کہ ہم حضرت اقدس کو نبی امتی یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع نبی مانتے ہیں۔اور

حضور کو نبی کریم کی شریعت کے ماتحت مانتے ہیں۔ پس اس جگہ آپ امتی اور نبی کے لفظ سے نفی نبوت نہیں نکال سکتے۔ کیونکہ لفظ امتی تو حصول نبوت کے ذریعہ کو بتانے کے لئے آیا ہے اس لئے حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ میں اس مرکب لفظ میں لذت پاتا ہوں۔ اور اس میں نبوت محمدیہ کی فضیلت کا ذکر ہے۔

۵۔ خطوط ۱۸۹۹ء سے یہ نکلتا ہے۔ کہ اس وقت حضرت نبوت کی تعریف میں شریعت لانا یا اس کے کسی حصہ کو منسوخ کرنا ضروری قرار دیتے تھے۔ اور ایسے نبی بلاشبہ بعد نبوت پہلے نبی کے امتی نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ ان کا اپنا دین علیحدہ ہے۔ یا وہ اس پہلے نبی کی شریعت کو جزوی طور پر منسوخ کرنے والے تھے۔ مگر میں بتا چکا ہوں۔ کہ حضرت کے قول کے مطابق بعد ازاں آپ پر ظاہر کیا گیا۔ کہ نبی کے لئے شریعت لانا یا پہلے نبی کا تابع نہ ہونا ضروری نہیں (براہین پنجم) اور عجیب امر یہ ہے۔ کہ حضرت نے اس بعد والی تعریف کو بھی "اسلامی اصطلاح" قرار دیا ہے۔ اب ان کے تعارض کو رفع کرنے کی یہی صورت ہے۔ کہ پہلی تعریف مشرع انبیاء کی ہو۔ اور دوسری تعریف غیر تشریعی نبیوں کی۔ یا پہلی تعریف عام رائج الوقت عقیدہ کا اظہار ہو اور دوسری تعریف اللہ تعالےٰ کے بتانے سے ہو۔ بہرصورت یہ ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت جب نبوت سے انکار فرماتے تھے۔ حضور کے مدنظر مستقل تشریعی نبوت ہوتی تھی۔ لیکن جب حضرت نے کھلے طور پر اور بار بار لفظ نبی کو اپنی کتب و تقاریر میں استعمال فرمایا۔ تو حضور کے نزدیک اس سے مراد غیر تشریعی نبوت تھی۔ اسی بناء پر میں نے چیلنج کیا تھا۔ کہ حضرت کی کسی عبارت سے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد دکھائیں۔ کہ میں غیر تشریعی نبی نہیں ہوں۔ میرا یقین ہے۔ کہ آپ اس تحدی کے جواب سے تاقیامت عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

۶۔ آپ نے میرے چیلنج کے متعلق کہا ہے۔ کہ اگر تو غیر تشریعی نبی سے مراد محدث ہے۔ تو حضرت اقدس نے ہرگز انکار نہیں کیا۔ اور اگر غیر تشریعی سے مراد مستقل غیر تشریعی نبی ہے۔ جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل تھے۔ تو انکار کیا ہے۔ کیونکہ تذکرۃ الشہادتین میں دیگر خلفاء امت کو نبی سے موسوم نہ کرنے کی وجہ خاتمیت محمدیہ کو قرار دیا ہے۔ اور آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے" بھی ضرور قرار دیا ہے۔ گویا مناظر صاحب یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے

مستقل غیر تشریعی نبی بننے سے انکار کیا ہے۔ لیکن غیر تشریعی نبی جو تمام فیوض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل کرنے والا ہو اس سے انکار نہیں کیا۔

لیجئے مولوی صاحب! آپ نے ہمارے مطالبہ کو مان لیا۔ اور ہماری تحدی کے سامنے آپ نے سر تسلیم خم کر دیا۔ یاد رہے۔ کہ ہم حضرت اقدس کو آنحضرت صلعم سے علیحدہ رسول نہیں مانتے۔ لہذا وہ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح نبوت کے مقام کو براہ راست پانے والے نہیں۔ بلکہ حضور کو یہ تمام برکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں ملی ہے۔ حضرت کے الہام کل برکة من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارك من علم وتعلم میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت فرماتے ہیں:۔

"خدا کی مہر نے یہ کام کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہونچا۔ کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے۔ اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ، نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶، ۹۷)

بتلایئے! اگر یہ امتی نبی محدث تھے۔ تو کیا دیگر انبیاء نے اپنے اتباع کو محدث نہیں بنایا۔ اگر بنایا۔ تو پھر خاتم الانبیاء کی یہ حیثیت افاضۂ کمال کیا خصوصیت رہی؟

۷۔ "بدر" میں جہاں اپنا مذہب یہ بتایا ہے۔ کہ بجز آنحضرت کی کامل پیروی کے ہر قسم کی نبوت بند ہے۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ہو۔ یہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی نبوت بلکہ ہر کمال ایمانی آج صرف سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی ملتا ہے۔ اور اسی کو آپ نے ظلی طور پر قرار دیا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:۔

"کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے۔ ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔" (ازالۂ اوہام جلد ا صفحہ ۱۳۸)

امید ہے۔ آپ اس حوالہ سے بخوبی سمجھ سکیں گے۔ کہ ظلی نبی کہنے سے دراصل نبوت کی نفی نہیں۔ بلکہ اس کے حصول کا طریق بتانا مدنظر ہے۔ ورنہ آپ حضرت مسیح موعود کے ہر کمال اور

ہر منصب مسیحیت۔ مہدویت۔ مجددیت کا بھی انکار کردیں۔ کیونکہ وہ سب ظلی طور پر ملے تھے۔

۸۔ "امتی اور نبی" نبوت کی نفی اور صرف محدثیت کا اثبات نہیں کرتا۔ لیجئے۔ میں آپ کے خیال کی تردید کے لئے آسان راہ پیش کرتا ہوں۔ تبلائیے۔ حضرت اقدس نے ۱۹۰۱ء کی اصطلاح کے بعد کب کسی محدث کو "امتی اور نبی" قرار دیا۔ کیا آپ ایسا دکھا سکتے ہیں۔ دیکھئے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱ پر صاف فرمایا ہے۔ کہ امتی نبی تمام امت محمدیہ میں صرف اور صرف میں ہوں۔ دوسرا کوئی میرا اس میں شریک و سہیم نہیں۔ معلوم ہوا آپ کے نزدیک امتی اور نبی محدث نہیں ہوتا کیونکہ محدثوں کی کثرت کو حضور براہین احمدیہ میں تسلیم کرچکے ہیں۔ اس سے صاف کھل جاتا ہے کہ امتی اور نبی صرف ایک ہے۔ اور وہ مسیح موعود اور نبی ہے۔

۹۔ اولیاء کو مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ اور ان کے اپنے دائرہ میں کثرت سے ہوتا ہے۔ مگر جو کثرت نبوت کی شرط ہے۔ وہ ان کو حاصل نہیں ہوتی۔ ہر کثرت اضافی ہوتی ہے۔ خود حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

۱۰۔ ختم نبوت کی تشریح میں حضرت کی عبارات سے مفصل بیان کرچکا ہوں۔ جہاں حضرت نے نبوت کے بند ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں پر حضور کی تفسیر کے مطابق تشریعی نبوت مراد ہے مستقل نبوت مراد ہے۔ حمامۃ البشریٰ اور ایام الصلح میں اسی قسم کے مستقل نبی کا ذکر ہے۔ اور اس قسم مستقل میں سے نئے یا پرانے کی شرط لگانا شرارت ہے۔

حضرت خود مسیح کی آمد کو ممتنع قرار دیتے ہیں۔ مگر اپنے لئے نبوت کو ثابت فرماتے ہیں بلکہ صاف لکھتے ہیں:۔

"شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ ص۲۵)

۱۱۔ بھلا بتلایئے۔ اگر نبوت براہ راست ملے۔ تب تو نبوت۔ لیکن اگر آنحضرت صلعم کی پیروی سے ملے۔ تو ولایت آخر یہ فرق کیوں؟ نبوت بہرحال نبوت ہے۔ ہاں اس کے حصول کے طریق میں فرق ہے۔ کیا پرائیویٹ بی۔ اے پاس کرنے والا تو بی۔ اے ہوگا۔ لیکن اسلامیہ کالج میں داخل ہو کر بی۔ اے پاس کرنے والا ایف اے ہی جانا جائے گا۔ آپ ذرا انصاف فرمائیں۔ کہ آپ کے اس قول سے نبوت محمدیہ کی عزت کا اظہار ہوتا ہے یا ہتک لازم آتی ہے؟

۱۲۔ چشمۂ معرفت ص۳۲۴ کی عبارت بھی ہماری تصدیق کرتی ہے۔ کیونکہ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی (آنحضرت صلعم کی) کامل پیروی سے ملتی ہے۔ جو اس کے چراغ سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں الخ۔" جب یہ درست ہے۔ تو نبوت کو آپ نے باقی مان لیا۔ اور اس صورت میں لازماً آپ کو حضرت کو نبی ماننا پڑے گا۔

جناب مولوی صاحب! اگر یہ قسم نبوت محض محدثیت ہوتی۔ تو اس میں آنحضرت صلعم کا کونسا کمال ظاہر ہوتا؟

۱۳۔ محمد۔ احمد۔ خاتم الانبیاء مجازاً بننا اور ہے۔ اور مقام نبوت کو آنحضرت صلعم کی اتباع میں پانا بالکل اور۔ ایک شخص جو فوت ہو چکا ہے۔ اس کے نام پر صرف نام رکھا جانا تو استعارتاً اس کی صفات سے مشابہت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح کسی خاص شخص کے مخصوص منصب کو مجازاً پانے کی بھی یہ توجیہ ہو سکتی ہے لیکن نبوت جو بلحاظ اپنے متعلق (بفتح اللام) عام مفہوم ہے۔ اور نبی جو وصف عامہ ہے۔ اس کے پانے اور نبی بن جانے میں اگر مشابہت محضہ لی جائے۔ تو بات ہی بے معنی ہو جائے گی۔ کیونکہ نبی کوئی ایک تو نہیں۔ پس حضرت کا یہ کہنا کہ میں ظلی یا مجازی طور پر نبی ہوں۔ یہ محض حضرت کی اس اصطلاح کے طور پر ہے۔ کہ میں نے سب کمال آنحضرت کی وساطت سے پایا۔ کمال کے حصول کی نفی ہرگز ہرگز نہیں۔

۱۴۔ تجلیات الٰہیہ میں لفظ "تجدید دین کے لئے مامور" ہونے سے آپ کو غلطی نہ کھانی چاہیئے۔ کیونکہ رسول کریم صلعم کو بھی حضرت اقدس نے مجدد اعظم قرار دیا ہے۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۶) اور حضرت مسیحؑ کو تو اسرائیلی شریعت کے احیاء کے لئے چودھویں صدی کا مجدد دکھا ہے۔ (رسالہ مسیح ہندوستان میں ص۵۳)

۱۵۔ آپ کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں۔ کہ کونسا نیا یا پُرانا نبی نہیں آسکتا۔ حضرت فرماتے ہیں:۔

"سو اگر یہ کہا جائے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے۔ کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا۔ نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

اس سے آپ کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

۱۶۔ حقیقی نبی سے اصطلاحاً حضرت اقدس نے شریعت لانے والا نبی قرار دیا ہے۔ (دیکھو سراج منیر صـ۳) اور مجازی نبی اس کے بالمقابل ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اگر حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی ہو۔ تو حضرت اقدس حقیقی نبی نہیں۔ بلکہ مجازی یعنی غیر تشریعی۔ شریعت محمدیہ کے تابع نبی ہیں۔ حقیقۃ الوحی میں آگے خود تشریح موجود ہے۔ ازالہ اوہام تو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتاب ہے۔ وہاں بھی انکار نبوت سے مراد تشریعی نبوت کا انکار ہے۔

۱۷۔ غیر احمدی مکالمہ مخاطبہ کو تو جاری مانتے ہیں۔ مگر اس کثرت کو جسے حضرت اقدس نبوت کے نام سے بطور اصطلاح اسلام نامزد کرتے ہیں۔ وہ نبوت نہیں کہتے۔ اس لحاظ سے ان کو سمجھانے کے لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ نزاع لفظی ہے۔ حقیقی نبی کی تعریف میں آپ نے خود مان لیا ہے۔ کہ وہ امتی نہ ہو۔ اسی لئے اور انہی معنوں میں ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت حقیقی نبی نہیں۔ اور بالمقابل مجازی نبی یعنی آنحضرت کے واسطہ سے فیوض حاصل کرنے والا نبی ہم حضرت اقدس کو مانتے ہیں۔

۱۸۔ میں نے گذشتہ پرچہ میں ۵۴ صریح حوالجات حضرت اقدس سے ثابت کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ اب میں حسب وعدہ ان میں اضافہ کرتا ہوں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

۴۶ "جس طرح پہلے نبی۔ رسول۔ اپنی امت میں نہیں رہے میں بھی نہیں رہونگا۔

سو اس وقت کی قدر کرو۔" (اشتہار ضمیمہ ریویو اردو ستمبر ۱۹۰۳ء)

۴۷۔ دو قسم کے مرسل من اللہ کے قتل نہ ہو سکنے کے تذکرہ پر فرمایا:۔

"دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں۔ جیسے کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز۔" (تذکرۃ الشہادتین صـ۶۸)

۴۸۔ حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا۔ ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ حاشیہ)

اگر آپ نبی کو برائے نام کہیں گے۔ تو کیا حضرت کے امتی ہونے کو بھی برائے نام مانیں گے؟ اگر آپ حضرت کو اس بناء پر "سچ مچ نبی" ماننے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ تو کیا اسی طرح آپ ان کو "سچ مچ امتی" بھی نہ مانیں گے۔

۴۹۔ خدا تعالےٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں۔ کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔ وہ سخت خطرناک حالت میں ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۲۸)

خدارا آپ اس حوالہ کو بغور دیکھیں۔ اور حضرت اقدس کے ارشاد "کسی اور نبی"۔ "بعض اور نبیوں" میں لفظ "اور" کی وضعیت پر تدبر کریں۔ تو آپ پر صاف کھل جائے گا۔ کہ حضور بلا شک و شبہ نبی ہیں۔ نبیوں کے زمرہ میں شامل ہیں۔ اور آپ کی صداقت الٰہی معیاروں پر پرکھی جائیگی جو دیگر انبیاء کرام کے لئے مقرر تھے۔ یہ دراصل آیت قرآنی قل ماکنت بدعًا من الرسل اور آیت قرآنی وما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک کی تفسیر ہے۔ اور حضرت کا یہ بیان بوضاحت حضور کے دعویٰ نبوت کو ثابت کر رہا ہے۔

۵۰۔ حضرت اقدس الوصیت میں فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہے ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ

دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے (یعنی حضرت کی موت کی خبر سے۔ ناقل) جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔" (الوصیت ص۵ تا ۶)

فرمائیے! اگر حضرت اقدس نبی نہیں تھے۔ تو پھر اس قدیم سنت کا ترک نہ کرنا کیوں ضروری ہے وہ سنت اللہ تو انبیاء کے ساتھ تھی۔ اور حضرت بقول لاہوری گروہ نبی نہ تھے۔ نیز حضرت کا فقرہ "تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے" بتائیے! دوسری قدرت سے پہلے جماعت احمدیہ کے لئے پہلی قدرت کب ظاہر ہو گی۔ اور کس طرح؟ یاد رہے۔ کہ قدرت اول سے مراد حضرت نے نبوت اور نبی کے ظہور کو لیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر آپ تعصب کو چھوڑ کر غور فرمائیں گے۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ اس جگہ حضرت نے اپنی نبوت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور ویسی ہی نبوت کا ذکر فرمایا ہے۔ جس میں آپ دیگر انبیاء کے ساتھ شریک ہیں۔ گویا یہ بتا رہے ہیں۔ کہ آپ کے سلسلہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ انبیاء کی جماعتوں کا سا سلوک کرے گا۔ پس ظاہر ہے۔ کہ حضرت اقدس نبی تھے۔ لا نفرق بین احد من رسلہ۔

۱۵۔ سوال ہوتا ہے۔ کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو "ام المومنین" کیوں کہا جاتا ہے۔ اس پر حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کی سُنت اور قانونِ قدرت کا اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ام المومنین کیوں کہتے ہو۔ پوچھنا چاہیئے کہ تم بتاؤ۔ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے۔ اور جسے تم سمجھتے ہو۔ کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم ام المومنین کہو گے یا نہیں مسلم میں تو مسیح موعود کو نبی ہی کہا گیا۔ اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔" (الحکم ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۱ء)

فرمائیے! آپ لوگ اب بھی حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو ام المومنین کہتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو آپ نے عقیدہ میں تبدیلی کر لی۔ اگر کہتے ہیں۔ تو حضرت اقدس کے اس ارشاد کے ماتحت کہ "قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔" آپ کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ آپ حضرت اقدس کو نبی تسلیم کریں۔

۵۲ "اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اور ظاہر ہوتا رہے گا" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۷۱)

اس حوالہ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ حضرت پر اللہ تعالیٰ کا ظہور بہ حیثیت حضور کے نبی ہونے کے تھا۔ اور آپ فی الواقع نبی تھے۔

یہ باون حوالجات ہوئے۔ باقی پھر پیش کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ۔

۱۹۔ حضرت کے الہامات حضور کو نبی قرار دیتے ہیں حضرت کی عبارتیں آپ کی نبوت پر کھلی کھلی دلالت کر رہی ہیں۔ آخر آپ لوگ کب تک صداقت کا انکار کرتے رہیں گے۔ سارے مسلمان کہلانے والے مانتے ہیں۔ کہ آنے والا مسیح موعود نبی ہوگا۔ نبوت اس سے منفک نہیں۔ تعجب ہے۔ کہ آپ لوگ حضرت اقدس کو مسیح موعود ماننے کا دعویٰ کرتے ہوئے ان کی نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ گویا آپ تمام امت کے خیال کے خلاف کہہ رہے ہیں۔ صاف بتلائیے! کیا آپ تمام مسلمانوں کے فرقوں کو ختم نبوت کا منکر مانتے ہیں۔ اگر مانتے ہیں۔ تو اس کا صاف اقرار کریں۔

۲۰۔ آخر میں میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ آپ مفاسد زمانہ پر نگاہ ڈالیں۔ پُر فتن حالت کو دیکھیں۔ الحاد دہریت عیسائی پرستی اور مادیت کے انتشار کو دیکھیں۔ اور پھر بتلائیں۔ کہ کیا ان تمام مفاسد کا علاج کرنا کسی محدث کا کام ہے۔ یا بہت بڑے عظیم الشان نبی کا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ زمانہ کی حالت گواہی دے رہی ہے۔ کہ اگر کسی زمانہ میں نبی نہ بھی آیا تھا۔ تب بھی اس زمانہ میں ضرور آنا چاہیئے۔ دُنیا روحانی طور پر مر چکی تھی۔ اس کو زندہ کرنے کے لئے عظیم الشان مسیحا کی ضرورت تھی۔ ہاں ایسے نبی کی ضرورت تھی۔ جو موسوی مسیح سے ہر شان میں بڑھ کر ہو۔ سو الحمد للہ۔ کہ ایسا ہی ہوا۔ خدا کا مقدس مسیح موعود آیا۔ اور اس نے

کہا۔ کہ میں پہلے مسیح سے ہر شان میں بڑھکر ہوں۔ اور فی الواقع وہ بڑھکر تھا۔ مگر افسوس ان پر جو اس کے مرتبہ کو کم کر کے صرف ایک محدّث قرار دے لیں۔ اچھا بتائیں۔ کیا آپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود کو حضرت عیسےٰ پر ہر شان میں برتری حاصل ہے یا نہیں؟ آپ کے جواب سے حقیقت کھل جائے گی۔

بھائیو! دیکھو حضرت فرماتے ہیں:۔

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وُہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے" (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

خدارا غور کریں۔ کیا یہ محدّث کا کلام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک عظیم الشان نبی کا کلام ہے۔ (باقی پھر انشاء اللہ)

خاکسار ابوالعطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ از راولپنڈی ۲۲ ۶/۳۷

بشارت احمد بقاؔ نگران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

راولپنڈی ۲۲ ۶/۳۷

سید محمد امین گیلانی۔ پریذیڈنٹ از طرف

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

۲۳ ۶/۳۷

قاضی محمد نذیر پریذیڈنٹ

منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۲ ۶/۳۷

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا دوسرا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ)

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

۱۔ میں چونکہ پہلے پرچے میں تمام باتوں کا جواب قلت وقت کی وجہ سے عرض نہیں کر سکا۔ اس لئے پہلے میں اسی پرچہ کے جوابات کو ختم کرتا ہوں۔

آپ سب سے پہلے تمہیداً اس بات کو بیان کرتے ہیں۔ کہ تمام وہ لوگ جو مسیح موعود کی آمد کے قائل ہیں۔ وہ اُسے نبی مانتے ہیں۔ مگر آپ کو علم ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ان تمام لوگوں کو غلطی پر بتایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ خاتم النبیین کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے۔ اور نہ پرانا۔ اور حضرت عیسٰے نبی اللہ ہرگز نہیں آسکتے۔ اس لئے آپ کی یہ تمہید بالکل حضرت اقدس کے مذہب کے خلاف ہے۔ اور غیر ضروری ہے۔ حضرت اقدس ازالہ اوہام میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت حضرت عیسٰے کے آنے کے لئے روک ہے۔

۲۔ پھر آپ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ نہ شریعت لانے والا نبی آسکتا ہے۔ اور نہ مستقل نبی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کی نبوت غیر تشریعی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ غیر تشریعی نبی تو مستقل انبیاء بھی تھے پھر آپ کو حضرت مسیح موعود کو غیر مستقل غیر تشریعی نبی کہنا ہوگا۔ اور اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ وُہ ایک امتی ہیں۔ جنہیں ظلّی طور پر کمالاتِ نبوت دیئے گئے ہیں۔ ورنہ وہ دراصل نبی نہیں۔ کیونکہ نبی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ امتی نہ ہو۔ اسی لئے حضرت فرماتے ہیں:-

"اب جبکہ ان حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ آنے والا عیسٰے امتی ہے۔ تو کلام الٰہی میں

اس کا نام نبی رکھنا ان معنوں سے نہیں ہے۔ جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔" (ضمیمہ براہین ص۱۸۲)

آؤ اب دیکھیں۔ وہ کیا معنے ہیں؟ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"کوئی شخص اس جگہ نبی کے لفظ سے دھوکہ نہ کھائے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے۔ جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں امتی ہوں۔ پس یہ صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک

اعزازی نام

ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہؤا۔ تا حضرت عیسےٰ سے تکمیل مشابہت ہو۔" (ایضاً ص۱۸۸ حاشیہ)

اس حوالہ سے معلوم ہو گیا۔ کہ جو مستقل نبی نہیں وہ صرف اعزازی طور پر نبی کا نام پا نیوالا ہو سکتا ہے نہ کہ سچ مچ نبی۔ اور اس سے یہ بھی حل ہو گیا۔ کہ آنحضرت کی شانِ نبوت کے اظہار کے لئے جو نبوت کا درجہ ہوتا ہے۔ وہ اعزازی ہے و بس۔

اب مجھے آپ کے اس سوال پر کہ" بغیر شریعت نبی آ سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو" کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ مگر پھر بھی آپ کے بہت سے حوالوں کو اصولاً حل کرنے کے لئے ایک حوالہ پیش کرتا ہوں:۔

"جب حضرت محمد مصطفےٰ" دنیا میں ظہور فرما ہوئے۔ اور خدا تعالےٰ نے اس نبی کریم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلعم کے دل میں یہ ہم و غم رہتا تھا۔ کہ مجھ سے پہلے دین کو قائم رکھنے کے لئے ہزارہا نبیوں کی ضرورت ہوئی۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں . . . . تب خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو بشارت دی۔ اور وعدہ فرمایا۔ کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک مجدد پیدا ہوتا رہے گا . . . . . کہ جو کمالات نبوت پاکر . . . . . راہ راست کی طرف لوگوں کو ہدایت کریں گے۔" (الحکم ۱۳ ر مئی سنہ ۱۹۰۱ء خط ۱۸۸۴ء)

اب معلوم ہو گیا۔ کہ ختم نبوت کے تو یہی معنے تھے۔ کہ نبی اب نہ ہوگا۔ اور یہی باعث ہم و غم تھا جس کا

دفعیہ مجددین کی بعثت کے وعدہ سے کیا گیا۔ پس اب سوائے مجددین کے نبی نہیں آسکتا۔ اور مسیح موعود بھی منجملہ انہیں کے ہے۔ اور اسے امتی اور نبی کہنے سے وہی اعزازی مقام مراد ہے یا یہ کہ یہ بطور مجاز نبی کا نام دیا گیا ہے۔ لہذا اعزازی و مجازی نام کو سچ مچ نبی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہاں یہ اعزاز کمالات نبوت کی وجہ سے ہے۔ خواہ وہ کمالات صدہا نبیوں سے بھی زیادہ ہوں۔ مگر کمالات نبوت اور شئے ہے یہ اولیاء کا حصہ ہے۔ منصب نبوت اور شئے ہے۔

۴۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بوضاحت بتایا۔ کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ اور یہ علم ۱۹۰۱ء کے قریب دیا گیا۔

میں آپ کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج کرتا ہوں۔ کہ آپ اس کا ثبوت دیں۔ کیا کبھی حضرت اقدس نے یہ فرمایا۔ یا کبھی آپ نے اپنی ۱۸۹۹ء کی تعریف نبوت کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ غلط ہے۔ اس کو ترمیم کر لیا جائے۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے۔ کہ جو تعریف صحیح اور جامع ہے۔ وہ تو خدا نے آپ کے خیال میں غلط قرار دے دی۔ اور جو صحیح تعریف معلوم ہوئی۔ وہ صدہا اولیاء امت پر بھی چسپاں ہوتی ہے۔ جن کے متعلق فرمایا۔

"انھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیبسو انبیین فی الحقیقۃ" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶-۶۷)

کیوں وہ نبی نہیں۔ اس لئے کہ

لان القرآن اکمل قطر الشریعۃ

وہ اس لئے نبی نہیں۔ کہ قرآن نے حاجت شریعت کو اکمل کر دیا ہے۔

مولانا صاحب! آپ کو دراصل یہ غلطی لگی ہے۔ کہ آپ نے "تابع" اور "امتی" میں فرق کی طرف غور نہیں فرمایا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ تابع تو مستقل انبیاء بھی ہوئے ہیں۔ لیکن وہ امتی نہ تھے۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے صدہا مقام میں اس کی تفصیل کی ہے۔ لیکن امتی ہونا تابع ہونے کے علاوہ اس بات کو چاہتا ہے۔ کہ اسے ہر فیض نبی متبوع سے ملے۔ پس تابع اور ہے امتی ہے۔ لہذا حضرت مرزا صاحب ان انبیاء کی طرح جو مستقل انبیاء ہیں نبی نہیں۔ کیونکہ وہ امتی نہیں ہیں۔ اور آپ بہرحال امتی ہیں۔ اور امتی حقیقت میں نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ مجازاً یا اعزازاً نبی کا خطاب پاتا ہے۔

جو تعریف نبوت ۱۸۹۹ء کی ہے۔ وہی تعریف ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم کے صفحہ ۱۳۸
پر ہے۔ جہاں فرمایا:۔

"نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

خدارا غور فرمائیے۔ کہ ۱۹۰۵ء کی تعریف میں اور ۱۸۹۹ء کی تعریف میں کیا فرق ہے۔ مجھے تو دونوں تعریفوں میں سرِ مو فرق نظر نہیں آتا۔ پس یہ آپ کا دعویٰ غلط ہو گیا۔ کہ تعریف نبوت میں تبدیلی کی وجہ سے نبوت کے دعوے میں تبدیلی ہو گئی۔

پھر آپ نے لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے جس جس جگہ نبوت کی نفی کی ہے۔ وہ تشریعی نبوت کی نفی ہے۔ نہ کہ غیر تشریعی کی۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ صرف تشریعی نبوت ہی کی نفی نہیں۔ بلکہ غیر تشریعی مستقل نبوت کی بھی نفی ہے۔ لہٰذا آپ کے اپنے خیال کے مطابق حضرت اقدس مستقل غیر تشریعی نبی بھی نہیں۔ ہاں وہ امتی ہیں۔ اس لئے مجازاً نبی ہیں۔ یہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ امتی اور نبی دو متناقض حقیقتیں ہیں۔

پھر آپ نے منہاج نبوت پر مامور کی شناخت سے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ وہ بھی نبی ہے۔ دیکھئے اپنا پہلا پرچہ۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ محدّث بھی نبیوں کی طرح مامور ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کو منہاج نبوت پر پرکھا جاتا ہے۔ تو اس لئے کہ ماموریت میں نبی اور محدّث برابر ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے "قراۃ ولا محدث" سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ محدث بھی رسولوں کے زمرہ میں داخل ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ رسول کا لفظ عام ہے۔ اس میں محدث و مجدد شامل ہیں دیکھئے آئینہ کمالات اسلام صہ ۳۲۲۔

یہ بھی یاد رہے۔ کہ جس زمانہ میں بخیال جناب۔ حضرت اقدس نبی کی تعریف سے ناواقف تھے۔ یعنی ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اپنے آپ کو منہاج نبوت پر ہی پیش کرتے رہے۔

نوٹ:۔ یاد رہے۔ یہ مسیح موعود کی سخت ہتک ہے۔ کہ ہم یہ مان لیں۔ کہ بغیر سمجھے حضرت مسیح موعود نے بجائے نبی کے اپنے آپ کو محدّث لکھنا شروع کر دیا۔ اس کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ

وہ نہ محدثیت کو سمجھتے تھے۔ اور نہ نبوت کو۔ و نعوذ باللہ من ذالک مولانا حضرت تو فرماتے ہیں کہ

"نبوت کا دعوےٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے

...... کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱-۴۲۲)

کیا خدا کے حکم سے جو دعویٰ کیا جائے۔ وہ ایسی ہی بے سمجھی سے ہوتا ہے۔ کہ مدعی کو نہ یہ خبر کہ میں نبی ہوں یا محدث۔ استغفر اللہ۔ مولانا! ماموریں کو تو ان کے دعویٰ کی حقیقت قریب سے اور بار بار دکھائی جاتی ہے۔ اور جب تک اس پر حقیقت کامل طور پر منکشف نہ ہو۔ وہ لوگوں کو اپنے اس منصب کی طرف کبھی دعوت بھی نہیں دیتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے کبھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کیا۔ جب تک آپ پر حقیقتِ مسیحیت منکشف نہ ہوئی۔ اس کے لئے آپ ذرا اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۷۔ اور ۲۸ کو ملاحظہ فرمائیں۔

پس یہ بالکل غلط ہے۔ کہ آپ کو حقیقت معلوم نہ تھی۔ اور آپ نے بجائے نبی کہنے کے خدا کے حکم سے محدثیت کا دعوے کر دیا۔ وہ تو فرماتے ہیں۔ کہ:

"یہ وہ علم ہے جو مجھے خدا نے دیا ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۳)

یہ الفاظ اس امر پر بحث کرتے ہوئے فرمائے ہیں۔ کہ آپ مجازی معنوں کی رو سے نبی ہیں۔ اور حقیقی معنوں کی رو سے نبوت بند ہے۔ پس علم الٰہی جو مسیح موعود کو دیا گیا۔ وہ کبھی آئندہ غلط نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آپ کا یہ کہنا کہ تعریف نبوت میں تبدیلی کی غلطی ہے۔

۷۔ آپ نے جس قدر حوالجات جن میں نبی کا نام ہے پیش کئے ہیں۔ ان سب کا ایک ہی جواب ہے۔ کہ یہ نبی یا رسول کا نام بطور اعزاز اور مجاز ہے۔ جس طرح آنحضرت صلعم کی بیویوں کو مجازاً ہماری مائیں ہونے کا اعزاز بخشا گیا ہے۔ مگر درحقیقت وہ ہماری مائیں نہیں کیونکہ ماں تو وہ ہوتی ہے۔ جو ہمیں جنتی ہے۔ پس اسی طرح مجازی نبی بھی دراصل نبی نہیں ہو سکتا۔

آپ بہت سے حوالجات نقل کر کے صرف بحث میں یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ اس قدر حوالے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کا ایک فقرہ کہ میں اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہوں۔ تمام حوالوں کو حل کر دیتا ہے۔ اور میرا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ بجز مجاز

کے حضرت اقدس نے کبھی حقیقتاً نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ مجازی باپ۔ مجازی ماں۔ مجازی بیٹا۔ نہ باپ ہے نہ ماں نہ بیٹا۔ اسی طرح مجازی نبی نبی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جس لفظ کے ساتھ یہ مجاز کا لفظ لگ جائے گا۔ وہ اس لفظ کو بغیر حقیقی معنوں میں کر دے گا۔

۸۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ

انی جعلت فردًا اکمل من الذین انعم علیهم

سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت نبی ہیں۔ مولانا! آپ ایک اصول کو یاد رکھیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کا تمام کمال بواسطہ آنحضرت ہے۔ اس لئے آپ ظلی طور پر محمد بھی ہوسکتے ہیں اور تھے۔ مگر ظلی محمد دراصل محمد نہیں اسی طرح ظلی طور پر کمالات نبوت کو پانے والا نبی نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ وہی نبوت محمدیہ مل جائے۔ مگر یہ نبوت اپنے حامل کو نبی نہیں بناسکتی۔ اس کی مثال سنیئے۔

حضرت نبی اکرم صلعم کو خدا نے براہ راست قرآن مجید جیسی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے عطا فرمائی۔ اور آپ کے واسطہ سے ہمیں وہی کتاب بلاکم و کاست ملی ہے۔ مگر ہم امتی ہیں۔ اور آنحضرت صاحب کتاب نبی کامل۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ کہ میں نے قرآن مجید کو اس قدر محبت سے پڑھا۔ کہ وہ الہامی رنگ میں مجھ پر نازل ہوگیا۔ یا میری زبان پر جاری ہوگیا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۸)

اب فرمائیے! طفیلی طور پر الہام پانے والا امام جب اس پر قرآن مجید کا نزول ہو کیوں آپ کے قاعدہ کی رُو سے صاحب شریعت نبی نہ مانا جائے۔ اگر آپ کہتے ہیں۔ کہ چونکہ ان کا الہام ولایت کا الہام ہے۔ اس لئے تو سنیئے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بالتصریح بیان کیا گیا ہے۔ کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے بند کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا" نیز دیکھو سراج منیر صفحہ ۳ ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷) (حجۃ النور صفحہ ۲ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲) (تحفہ بغداد صفحہ ۶)

اب جبکہ وحی نبوت ہی بند ہے۔ تو نبی کہاں سے کوئی ہوسکتا ہے؟

چیلنج ۔ مولوی ابوالعطاء صاحب! اگر حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے خواہ وہ پہلی ہوں یا پچھلی ۔ یہ دکھادیں ۔ کہ وحی نبوت یا وحی رسالت جاری ہے ۔ تو میں حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ تسلیم کرلونگا ۔ ورنہ آپ اپنے غلط عقیدہ کو چھوڑ دیں ۔

آپ نے ایک یہ بھی بحث اٹھائی ہے ۔ کہ آنحضرت صلعم کو خدا نے ان معنوں میں صاحب خاتم بنایا ۔ کہ آپ کی مہر سے نبوت مل سکتی ہے ۔

مولانا کیسی نبوت ۔ سنیئے :۔

"ظلی نبوت جس کے معنے ہیں فیض محمدی سے وحی پانا" (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

پھر اسی کی مزید تشریح یہ ہے ۔ کہ :۔

آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے ۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنے اس حدیث کے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے" (حقیقۃ الوحی ص۹۷)

ہاں یہ بھی سچ ہے ۔ کہ انہیں میں سے وہ بھی ہے ۔ جو ایک پہلو سے امتی ۔ اور ایک پہلو سے نبی کا خطاب بھی رکھتا ہے ۔ جس کو حضرت اقدس نے مجازی نبوت قرار دیا ہے ۔

آپ نے نبی کا نام پانے کی خصوصیت کا بھی حوالہ دیا ہے ۔ مگر یاد رکھیں ۔ کہ خصوصیت صرف اس لحاظ سے ہے ۔ کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں صرف آپ کے لئے نبی کا نام ہے ۔ ورنہ صدہا اولیاء اللہ ایسے ہوئے ۔ کہ وہ حق رکھتے تھے ۔ کہ انہیں نبی اللہ کر کے پکارا جاتا ۔ ان میں انوار نبوت موجزن تھے ۔ وہ آنحضرت صلعم کے ہی بروز تھے ۔ اور ان میں حقیقت محمدیہ جلوہ گر تھی ۔ مگر آنحضرت صلعم نے محض ختم نبوت کی پاس کی وجہ سے انہیں نبی کا خطاب نہ دیا ۔ اور آخری زمانہ میں مسیح موعود کے لئے مجازی طور پر نبی کا نام دیدیا ۔ تاکہ یہ بھی معلوم ہو ۔ کہ آپ کے طفیل انسان نبیوں سے بڑھکر بھی انعام پاسکتا ہے ۔ مگر نبی ہونا امر دیگر ہے ۔ اس میری تقریر کو آپ مسیح موعود کے الفاظ میں دیکھنا چاہیں ۔ تو آپ الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء کو پڑھ لیں ۔

آپ نے آنحضرت کے خاتم الانبیاء ہونے کی جو کامل تفسیر اپنے پرچہ میں کی ہے آپ اس کے جواب میں وہ حوالہ پڑھ لیں ۔ جو میں نے مجددین کی بعثت کے متعلق اوپر نقل کیا ہے ۔

جس میں آنحضرت صلعم کے ہم و غم کا ذکر ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ چشمۂ معرفت میں جس ظلی نبوت کا ذکر ہے۔ وہ ولایت ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے انسان جماعت اولیاء اللہ میں داخل ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ سچا پیرو اس کا مقامات ولایت تک پہونچ جاتا ہے" (دیکھو چشمۂ معرفت صفحہ ۶)

اسی کے متعلق حقیقت الوحی میں حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"یہی ولایت ہے۔ جس کے آگے کوئی درجہ نہیں" (حقیقت الوحی صفحہ ۵۲)

پس ولایت محمدی کا دوسرا نام ظلی نبوت بھی ہے۔ کیونکہ النبی کالاصل والولی کالظل۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ

"حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلعم کا ہی وجود تھا" (ایام صلح صفحہ ۳۵)

پس ظلی طور پر نبی ہو یا محمد و احمد یا خاتم النبیین بن جانا یہ نبوت نہیں بلکہ ولایت ہے۔ کیونکہ نبی تو مستقل طور پر نبوت رکھتا ہے۔ اور اولیاء ظلی طور پر۔

آپ اپنے دوسرے پرچہ میں فرماتے ہیں۔ کہ میں حوالوں میں اضافہ کرتا جاؤں گا۔ مولانا! اگر نقل کرنا کوئی کمال ہے۔ تو آپ کو ضرور یہ کمال حاصل ہے۔ مگر آپ کے تمام حوالوں کا ایک ہی جواب ہے۔ کہ نہ وحیٔ نبوت جاری ہے۔ اور نہ اب کوئی حقیقی معنوں میں نبی ہو سکتا۔ اس کے خلاف آپ ایک بھی حوالہ نہیں دکھا سکتے۔

آپ ختم نبوت کے یہ معنے تسلیم کر چکے۔ کہ اب کوئی مستقل نبی نہیں آسکتا۔ تو پھر اب ان حوالوں میں اضافہ کرنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ نبی کے لئے براہ راست ہونا لازمی ہے۔ جیسا کہ ۱۸۹۹ء کی تحریر سے دکھا چکا ہوں۔ اور امتی ہونا نبی ہونے کی ضد ہے۔

اگر ایک نبی امتی نہیں ہو سکتا۔ تو لازماً ایک امتی بھی نبی نہیں ہو سکتا۔

میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے۔ اسلامی اصطلاح ایک تو وہ جسے صوفیاء کرام نے اختیار کیا ہے اور انہوں نے اولیاء کے مکالمہ مخاطبہ کا نام نبوت رکھا ہے۔ اور حضرت اقدس شہادت دیتے ہیں کہ صوفیا کے کلام میں بعض اولیاء اللہ کو نبی اور رسول بطور مجاز و استعارہ کہا جاتا ہے۔ پس یہ بھی اسلامی

اصطلاح ہے۔مگر میں نے جس اسلامی اصطلاح کو پیش کیا ہے۔ وہ انبیاء اللہ کی نبوت کے متعلق ہے جس سے ایک فرد بھی باہر نہیں رہتا۔ آپ میری بات نہیں مانتے۔ تو لیجئے۔ میں حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے ہی آپ کو قائل کئے دیتا ہوں۔

"میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے۔ یہ اطلاق بطور مجاز اور استعارہ ہے۔" (اربعین ۳ ص۳۲ حاشیہ)

"جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے۔اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں۔" (اربعین نمبر۲ ص۱۸ حاشیہ)

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے۔کہ اسلامی اصطلاحیں دو طرح کی ہیں۔ ایک تو وہ جو شریعت اسلامی کی رُو سے یا قرآن و حدیث سے مستنبط ہیں۔اور دُوسری وہ جو صوفیاء کرام کی اصطلاح ہیں معمولی محاورہ مکالمہ الٰہیہ کا ہے۔پس آپ مغالطہ دینے کی بجائے غور فرمائیں۔اور مسیح موعود کو ہی ناسمجھ ثابت نہ کریں۔

ایک بات یہ بھی یاد رکھیں۔کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔کہ

"تمام نبی یہی سکھاتے چلے آئے۔کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک مانو۔ اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔" (حقیقت الوحی ص۱۱۱)

اگر حضرت مسیح موعود نبی تھے۔تو کیا انہوں نے کبھی کسی احمدی سے اس نبوت کا اقرار لیا۔ اگر نہیں۔تو اس کے یہی معنے ہیں۔کہ وہ ہرگز ہرگز نبی نہ تھے۔ ورنہ وہ ضرور اس کا اقرار لیتے۔کیونکہ نبی کے لئے ایسا اقرار لینا ضروری ہے۔

آپ بار بار غلطی کے ازالہ کے حوالے پیش کرتے ہیں۔مگر یاد رہے۔غلطی کا ازالہ غیروں کی غلطی کے ازالہ کے لئے لکھا گیا تھا۔ نہ کہ خود مسیح موعود کی اپنی غلطیاں درست کرنے کے لئے اس لئے غلطی کے ازالہ میں جو کچھ ہے۔ وہ کوئی نئی چیز نہیں۔ بلکہ اس میں تو لکھا ہے۔کہ:-

"پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔کہ جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صُورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔ . . . . . میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔بلکہ

محمد مصطفیٰ صلعم ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی" علیہ الصلوٰۃ والسلام"۔

اب بتلیئے! بروزی طور پر محمد یا احمد ہو جانے سے جس طرح وہ محمد و احمد نہیں۔ یا حضرت درحقیقت محمد یا احمد نہیں۔ تو بروزی طور پر نبی ہونے سے آپ نبی کس طرح ہو گئے۔

بالآخر یاد رکھیں۔ کہ لاکھ دفعہ نبی کا نام دیا جائے۔ مگر آخر یہ سب مجاز اور اعزاز کے طور پر ہی ہے۔ اور اس سے مراد صرف مکالمہ و مخاطبہ ہے۔ یا ظلّی نبوت۔ جس کے معنے فیض محمدی سے وحی پانا ہی ہے۔ اور یہ تمام اہل السنت والجماعت کے اکابر اور صوفیاء کرام کے نزدیک مسلمہ امر ہے۔ اس لئے اس کو نبوتِ مجازی کہتے ہیں۔ اور اسی لئے فرمایا۔

"ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ" (حقیقۃ الوحی استفتاء ص۱۶)

ہماری مراد نبوت سے وہ نہیں جو پہلے صحیفوں میں مُراد ہے۔

عمر الدین احمدی ۲۲/۶/۳۷

عبد القادر نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۲/۶/۳۷

سید محمد ابن گیلانی۔ پریذیڈنٹ از طرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۳/۶/۳۷

قاضی محمدؐ نذیر پریذیڈنٹ

منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۳/۶/۳۷

جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ا۔ انبیاء علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی۔ پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) براہ راست نبوت پانے والے (۲) نبیٔ تشریعی کی اتباع سے نبوت کے حاصل کرنے والے۔

یہ ہر قسم کے نبی نبی ہیں۔ تشریعی ہوں۔ یا غیر تشریعی۔ براہ راست ہوں یا غیر تشریعی اتباع سے فیض نبوت پانے والے ہوں جنہیں امتی نبی اور مجازی نبی بھی حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیشتر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔ کیونکہ کوئی نبی مقام خاتم الانبیاء کو حاصل نہ کر چکا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ خاتم الانبیاء کے بعد براہ راست نبوت کا دروازہ بند کر کے اس کی اتباع میں یہ مقام جاری کر دیا جائے۔ یہ فخر صرف حضرت سرور کائنات صلعم کو بخشا گیا۔ کہ آپ کا امتی آپ کی پیروی سے مقام نبوت بھی پاسکتا ہے۔

۲۔ مجازی۔ ظلی۔ بروزی یہ اصطلاحات حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی ہیں۔ اور اس لئے کہ دوسرے لوگ حضرت کے دعوے نبوت سے یہ نتیجہ نہ اخذ کریں۔ کہ حضور آنحضرت صلعم سے علیحدہ ہو کر اور قرآنی شریعت کو چھوڑ کر ادعا فرما رہے ہیں۔ اس وہم کے ازالہ کے لئے یہ تمام اصطلاحیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان سے نبوت کی نفی مراد نہیں۔ بلکہ طریق حصول نبوت سے آگاہ کرنا مدنظر ہے۔ ورنہ حضرت اقدس کے الہامات میں بالاتفاق نبی اور رسول کے لفظ بغیر کسی ظلی۔ مجازی یا بروزی کی قید کے استعمال ہوئے ہیں۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہ ہوگا۔ کہ آج حضرت کے ماننے کا دعوے کرنے والے محض

تعبیری اصطلاحات کی آڑ میں حضرت کے مقام کو کم کر کے پیش کریں۔

۳۔ جناب مناظر صاحب! آپ کا دعوےٰ ہے۔ کہ ہم لوگ لفظ پرست نہیں۔ مگر اس وقت جو طریق کار اختیار کیا جا رہا ہے۔ وہ اس کے خلاف ہے۔ آئیے سنئے۔ حقیقت یا لغویہ ہوگی یا وضعیہ۔ اور پھر وضعیہ آگے یا شرعیہ ہوگی یا عرفیہ اور پھر عرفیہ یا خاص لوگوں کی اصطلاح ہوگی۔ یا عامۃ الناس کی۔ اسی طرح مجاز کی بھی بالمقابل اقسام ہیں۔ اب آپ فرمائیں کہ حضرت اقدس کو مجازی نبی کن معنوں میں اور کس اصطلاح کی رُو سے کہا گیا ہے؟ لغوی مجاز۔ یا وضعی مجاز۔ پھر شرعی مجاز یا عرفی مجاز۔ عرفی خاص یا عام۔ آپ اگر غور فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ صرف حضرت اقدس کی تجویز کردہ اصطلاح ہے۔ لہٰذا اس تعریف کو صرف انہی معنوں میں ماننا چاہیئے۔ جن میں حضرت نے اس کو استعمال فرمایا ہے۔ اس سے تجاوز کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اور میں یہ پہلے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ حضرت نے یہ تمام اصطلاحیں اس بات کے اظہار کے لئے مستعمل فرمائی ہیں۔ کہ حضور نے جو کچھ فیض۔ کمال۔ درجہ پایا۔ سب آنحضرت صلعم کی اتباع اور پیروی سے پایا۔ کیا اس حقیقت نیرہ کی موجودگی میں آپ کا فرمانا کہ مجازی نبی۔ ظلی نبی۔ نبی ہی نہیں۔ کسی رنگ میں بھی درست ہو سکتا ہے؟

سنئے! حقیقی اور اصل موجود اللہ ہی کی ذات ہے۔ حقیقی اور اصل سمیع و بصیر اللہ ہی ہے۔ مگر انسان بھی موجود ہیں۔ وہ بھی سمیع و بصیر ہیں۔ اسی طرح آنحضرت کی نبوت شرعیہ کے سامنے حضرت اقدس کی نبوت مجازی اور آنحضرت کے فیضان کا نتیجہ ہے

۴۔ غیر تشریعی مجازی نبی صرف آنحضرت کے بعد آسکتا ہے۔ کیونکہ کسی اور نبی کو یہ قوت قدسیہ نہیں ملی۔ کہ اس کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہو۔ اور اس کی رُوحانی توجہ نبی تراش ہو۔ اور اس فیض کو پانے والے کامل طور پر صرف حضرت مسیح موعود ہوئے ہیں۔ اسی لئے امتی نبی صرف وہ ہیں۔ تیرہ سو سال میں اور کوئی نہیں ہوا۔

۵۔ قرآن مجید کہتا ہے۔ ان الحکم الا للہ۔ تو گویا سب حاکم مجازی حاکم ہیں کیا اس سے آپ یہ کہدینگے۔ کہ کوئی حاکم ہی نہیں۔ اسی طرح اصل اطاعت اور اصل ایمان اللہ پر ہی ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ رسول کی اطاعت نہ کرو۔ ان پر ایمان نہ لاؤ۔

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است

۶۔ اگر آپ کو ابھی تک لفظ پرستی پر اصرار ہے۔ تو لیجئے حضرت کے مندرجہ ذیل حوالجات پر غور کریں:۔

ع۱ "کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی عزت و قرب کا (محدثیت ہو یا ایمان۔ ناقل) بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہم ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے۔ ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے" (ازالہ اوہام ص۱۳۹)

کیا اب آپ حضرت اقدس کو نہ مجدد نہ مسیح نہ مہدی مانیں گے۔ کیونکہ ان کو سب کچھ ظلی طور پر ملا تھا۔

ع۲ "پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم کی خاص خاص صفات میں۔ اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں" (الحکم ۲۴ ر اپریل ۱۹۰۳ء)

یہ دراصل لولاک لما خلقت الافلاک اور سارے انبیاء کا آفتاب محمدی سے بہرہ یاب ہونے کی تفسیر ہے۔ تو کیا آپ ان تمام انبیاء کی نبوت کا بھی انکار کر دیں گے تعجب ہے۔ کہ ایک ایک صفت کے ظل تو نبی اور تمام صفات کا ظل غیر نبی؟

ع۳ "یہ عاجز مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہے۔ جس کی قرآن و حدیث میں خبر دی گئی ہے" (ازالہ اوہام ص۲۶۱)

فرمایئے! کیا حضرت اقدس قرآن و حدیث کے رو سے موعود مسیح تھے یا نہیں۔ یہاں تو مجازی مسیح موعود لکھا ہے۔

ع۴ "چونکہ یہ آخری ہزار ہے۔ اس لئے ضرور تھا۔ کہ امام آخرالزمان اس کے سر پر پیدا ہو۔ اور اس کے بعد کوئی امام نہیں۔ اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو" (لیکچر سیالکوٹ ص۶)

کیا اب کوئی امام بھی نہیں ہو گا۔ کیونکہ ظل کا لفظ آ گیا ہے۔ آپ غور فرمائیں۔ ایک طرف حضرت اقدس اپنے آپ کو "مجازی مسیح موعود" کہتے ہیں۔ اور دوسری طرف "حقیقی مسیح موعود" فرماتے ہیں۔ (مسیح ہندوستان میں ص۱۱)

تو کیا اس رنگ پر جسے آپ اختیار کر رہے ہیں حقیقی اور مجازی ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں؟

عـ۵ـ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے
کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اس نے
مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۶۸ـ)

اول تو یہ کلام کسی محض محدّث کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ اس جگہ تو مسیح موعودؑ کا نام لکھا ہے۔ کیا آپ سچ مچ مسیح موعود نہ تھے۔

عـ۶ـ "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم رُوحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے
آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے۔ جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام
انسانی فضائل کمال کو پہنچے۔" (لیکچر سیالکوٹ صـ۵ـ)

فرمایئے! آنحضرت حقیقی آدم تھے۔ تو پھر حضرت آدم ابو البشر تو مجازی آدم ہوئے۔ لہذا وہ آپ کے نظریہ کی رُو سے آدم نہ ہوئے۔ بلکہ رُوحانی معنوں میں بھی اس عبارت میں حضرت نے تمام نبیوں کو مجازی آدم قرار دیا ہے۔ کیا اس سے نفی کرنا مراد ہے؟

عـ۷ـ "وہ کتابیں (تورات انجیل۔ زبور۔ ناقل) حقیقی کتابیں نہیں تھیں۔
بلکہ وہ صرف چند روزہ کارروائی تھی۔ حقیقی کتاب دُنیا میں ایک ہی آئی
(قرآن مجید۔ ناقل) جو ہمیشہ کے لئے انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی۔"
(منن الرحمٰن صـ۷ـ)

عـ۸ـ "حقیقی اور کامل مہدی دُنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفیٰ
صلے اللہ علیہ وسلم جو محض امی تھا۔" (اربعین عـ۲ـ صـ۱۶ـ)

عـ۹ـ "کامل اور حقیقی مہدی دنیا میں صرف ایک ہی آیا ہے جس نے بغیر
اپنے رب کے کسی استاد سے ایک حرف نہیں پڑھا۔" (تحفہ گولڑویہ صـ۱۵۷ـ)

کیا اب آپ کے (مناظر صاحب کے) قول کے مطابق نہ تورات۔ انجیل الہامی کتابیں تھیں اور نہ ہی آنحضرت کے علاوہ کوئی مہدی ہے۔ اگر اس جگہ آپ یہ معنے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو کہدیں۔ کہ حقیقی نبی کے انکار سے نبی ہونے سے ہی انکار لازم آتا ہے۔

عنا "یہ کسر صلیب اعزازًا اور اکرامًا مسیح موعود کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ ورنہ کرتا تو سب کچھ خدا ہے۔" (الحکم ۲۴ راپریل ۱۹۰۳ء)

آپ نے اعزازی نام کی آڑ لے کر نبوت مسیح موعود کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ نبی کا لفظ عزت کا ہی لفظ ہے ذلت کا نہیں۔ بے شک اعزازی نام ہے۔ مگر حقیقت پر مبنی جھوٹ موٹ نہیں۔ دیکھیئے۔ الحکم کے اس حوالہ میں حضرت کو اعزازی کاسر الصلیب قرار دیا ہے۔ تو کیا آپ برائے نام یا جھوٹ موٹ کاسر الصلیب تھے۔ اور فی الواقع آپ نے کسر صلیب نہیں کی؟

علا "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی حضرت عیسٰے سے مشابہت رکھتی ہے۔ اور مدنی زندگی حضرت موسٰے سے مشابہ ہے۔ اور چونکہ تکمیل ہدایت کے لئے آپ نے دو بروزوں میں ظہور فرمایا ہے۔ ایک بروز موسوی اور دوسرے بروز عیسوی۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۵۹)

آنحضرت صلعم بروز موسوی تھے۔ تو کیا آپ نبی نہ تھے۔ اور بروز موسٰے ہونے کے باعث آپ کی نبوت سلب ہو گئی۔ نہیں صاحب! ع ہر سخنے معنی وہر نکتہ مقامے دارد!

عا۲ "اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعوٰے کرنے والا ہوتا۔ تو خدا تعالےٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفٰے اور مجتبٰے نہ رکھتا۔ اور نہ خاتم الانبیاء کیطرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا۔" (نزول المسیح ص ۳ حاشیہ)

اگر "نبی کے خطاب" سے نفی نبوت ہوتی ہے۔ تو خاتم الاولیاء کے خطاب سے آپ کے خاتم الاولیاء ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ کیا آپ اسے مانتے ہیں؟

عا۳ "جب سے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کا خطاب دیا ہے۔" (چشمۂ معرفت ٹائٹل پیج)

نبی کے خطاب سے اگر نبوت حضرت مسیح موعود کی نفی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو آپ کا فرض ہے۔ کہ حضرت کو نہ مسیح موعود مانیں اور نہ مہدی مانیں۔ کیونکہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا بھی خطاب حضرت کو دیا گیا تھا۔

میں تو یہ جانتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب! یا تو آپ حضرت اقدس کے تمام عادی کو حقیقی تفسیر کے ساتھ مانیں۔ یا پھر سب کا انکار کر دیں۔ درمیانی حالت کچھ دیر پا معلوم نہیں ہوتی۔

۱۴۔ "موسےٰ کے بعد نبی کہلانے والے بار بار آئے۔ اور صدہا آئے۔ تو اس سے موسےٰ کی کسر شان نہ ہوئی۔ کہ جو خطاب ان کا تھا۔ وہی اوروں کو کثرت سے ملا" (بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۲ء)

حضرت موسےٰ کو بھی خطاب نبوت ملا۔ دیگر تمام نبیوں کو بھی خطاب ملا۔ کیا آپ سب کی نبوت کا انکار کر دیں گے۔

۱۵۔ "اور نہ الہام حقیقی یعنی قرآن شریف عقلی ترقیات کے لئے سد راہ ہے" (براہین چہارم ص۲۶۶ حاشیہ)

تو کیا آپ تمام الہامی کتابوں اور حضرت اقدس کے الہامات کا انکار کر دیں گے۔

۱۶۔ "حقیقی طور پر بجز خدا تعالےٰ کے کوئی نیک نہیں الخ" (براہین احمدیہ ص۴۵۱)

تو کیا آپ تمام نبیوں اور رسولوں کے نیک ہونے سے انکار کر دیں گے؟

میں ان حوالجات میں دکھا چکا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے جو خاص مصطلحات بیان فرمائی ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ انہی کے دائرہ کے اندر رہیں۔ اس سے ادھر ادھر نہ جائیں۔

۷۔ اچھا مولوی صاحب! اگر حضرت بالکل نبی نہ تھے۔ محض ایک مجدد تھے۔ تو فرمائیے کہ ان اصطلاحات کے ذکر کی ضرورت کیا تھی؟ کیوں بار بار ان کو ذکر کیا گیا۔ کیا اتنی موٹی بات آپ سمجھ نہیں سکتے۔ کہ یہ باتیں جب کسی اور محدث نے اختیار نہیں کیں۔ تو درحقیقت یہی مصطلحات دلیل ہیں۔ کہ حضرت نبی ہیں۔ مگر ان اصطلاحوں سے نبوت تشریعی کے باطل خیال کو ردّ کرنا مدنظر ہے۔ (ہاں میں مانتا ہوں۔ کہ آپ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور سالہا سال تک اس کو خوب سمجھکر مانتے رہے ہیں۔ بلکہ اس کی تائید میں مناظرات کرتے رہے ہیں اس لئے میرا یہ کہنا کہ سمجھ نہیں سکتے۔ محض حالت موجودہ کی وجہ سے ہے)

۸۔ اچھا آپ اتنا ہی غور فرمائیں۔ کہ کیا کسی مامور یا محدث کی جماعت (اگر اُن کی

کوئی جماعت ہوتی تھی) کی اکثریت تامہ فوراً بعد اس کے نبی بنانے کے درپے ہوگئی ہو۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ یہ تو ثابت ہے۔ کہ نبی کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ اصل نبوت کے منکر ہوجاتے ہیں۔ مگر فوراً بعد ایسا نہیں ہوا۔ مگر محدثین کے لئے یہ غلو بقول غیر مبایعین کبھی ثابت نہیں کیا آپ اس نکتہ پر غور فرمادیں گے؟

۹۔ بے شک حضرت مسیح ناصریؑ کی طرح مستقل نبی نہ نیا آسکتا ہے۔ نہ پرانا۔ نہ معلوم۔ آپ اس بات کو بار بار کیوں بے ضرورت دہرا رہے ہیں۔ کون کہتا ہے۔ کہ حضرت براہِ راست نبی ہیں۔ اور آنحضرت کے تابع اور امتی نہیں۔ نئے نبی کے سمجھنے کے لئے یہ حوالہ بھی ہے:۔

"نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا"

(براہین حصہ دوم ص۱۱۱)

۱۰۔ آپ ہر محدث کو مامور کہتے ہیں۔ لکھا ہے۔

"محدث بھی نبیوں کی طرح مامور ہوتے ہیں" مگر آپ کی قوم کے امیر صاحب اس کے خلاف فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"بغیر مامور ہونے کے محدثین اور اولیاء کرام اور علماء عظام تجدید دین کرتے رہے ہیں" (رسالہ شناخت مامورین ص۱۱)

تو کیا آپ اپنی قوم کے عقیدہ کی نمائندگی نہیں فرما رہے۔

۱۱۔ جس نبی کے لئے امتی نہ ہونا ضروری ہے۔ وہ براہ راست مستقل نبی ہے۔ حضرت بیشک ایسے نبی نہ تھے۔

۱۲۔ حضرت عیسےٰ براہ راست نبی تھے۔ لہذا امتی نہیں ہو سکتے۔

۱۳۔ آپ نے "اصولی حل" میں "ھم دغم" والا حوالہ پیش فرمایا ہے۔ اگر آپ ذرا غور فرماتے۔ تو آپ کو معلوم ہوجاتا۔ کہ محض مجددین کی بشارت مسیح اور نبی کریم صلعم کے درمیانی زمانہ کے لئے یا بعد کے لئے ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم نے مسیح موعود کو نبی قرار دیا ہے۔ اور آنحضرت کو قرآن مجید کی متعدد آیات مثل انا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً سے معلوم تھا۔ کہ اس جگہ بھی مشابہت موسوی سلسلہ کی پائی جائے گی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ نے آخری مجدد کو نبی قرار دیا ہے۔

پس یہ "ھم وغم" اور اس کے لئے بشارت معًا بعد کے لئے ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیت ما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر میں قبل سے مراد معًا قبل ہے۔ ورنہ حضرت اسمٰعیلؑ اور ابراہیمؑ ان میں آچکے تھے۔ باقی اگر صرف مجدد ہی مراد تھے۔ تو پھر ایک کو بار بار نبی کہنے سے کیا غرض ہوسکتی ہے۔ لہذا یہ ھم وغم والا حوالہ بھی نبوت کی نفی نہیں کرتا۔ ہاں ایک زمانہ تک محض مجددین کا زمانہ بتلاتا ہے۔ اور یاد رہے۔ کہ مجدد ہونا نبی بننے کے منافی نہیں۔ جس طرح چودھویں صدی میں مسیح امت اسرائیلی کے لئے مجدد بھی تھے۔ اور نبی بھی تھے۔ اسی طرح حضرت اقدس اس چودھویں صدی کے لئے مجدد بھی ہیں اور نبی بھی۔

۱۴۔ آپ کے نزدیک حضرت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت صرف مجدد تھے حالانکہ حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی میں اس حدیث سے باقی مجددین مراد لے کر اپنے آپ کو علیحدہ پیش فرمایا ہے۔ لکھا ہے:۔

"اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنی اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ایک ایسا ہوگا۔ کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائیگا"

(حقیقۃ الوحی ص۱۰)

پس مسیح کا مقام ان سے بالا ہے۔

۱۔ مسیح موعود کا مقام مقامِ نبوت ہے۔ لکھتے ہیں:۔

(الف) "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض تامہ نے مجھے یہ درجۂ نبوت بخشا ہے اور درحقیقت وہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے (کیونکہ آپ کی پیروی سے حاصل ہوئی ہے۔ ناقل) جو میرے آئینہ صافی میں جلوہ نما ہوئی" (الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۷ء)

(ب) "خدا تعالے کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہونچایا" (حقیقۃ الوحی ص۱۵ حاشیہ)

(ج) حضرت اقدس الہام یلقی الروح علیٰ من یشاء کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"خدا ہر ایک بات پر قادر ہے۔ جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے۔ اپنی روح ڈالتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۹۵)

پس حضرت کو درجۂ نبوت۔ مقامِ نبوت اور منصب نبوت حاصل تھا۔ اب بھی آپ انکار کریں۔ تو ہم مجبور نہیں کر سکتے۔

۱۶۔ آپ نے "ڈنکے کی چوٹ چیلنج" کیا ہے۔ کہ میں یہ بتاؤں۔ کہ حضرت نے ۱۸۹۹ء کی تعریف نبوت کو غلط لکھا ہو۔ صاف بات ہے۔ کہ حضرت نے بعد ازاں شریعت لانا نبوت کے لئے شرط قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ ۱۸۹۹ء والی تعریف میں لکھا ہے۔ تو اس کی توجیہہ یہی ہو سکتی ہے۔ کہ پہلی تعریف کو مستقل اور تشریعی نبیوں کی تعریف قرار دیا جائے۔ اور دوسری تعریف کو غیر تشریعی نبیوں کے لئے۔ لیجئے میں حضرت کی بیان کردہ اصطلاحات کو درج کر دیتا ہوں لکھتے ہیں:-

(الف) "خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔" (چشمۂ معرفت ص ۳۲۵)

(ب) "جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہونچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔" (الوصیت ص ۱۲)

(ج) "ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالےٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدّث (حسب درجات۔ ناقل) کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں الخ"
(لیکچر سیالکوٹ ص ۱۷ و ۱۸)

(د) "جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت فلا

یظھر علیٰ غیبہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ف) "آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

یاد رہے۔ کہ کثرت نسبتی چیز ہے۔ حضرت نے اس جگہ نبیوں والی کثرت مراد لی ہے۔ نہ کہ محدثین والی کثرت۔ بے شک لاکھ روپیہ کا مالک بھی مالدار ہے۔ اور کروڑ کا بھی مالدار لیکن کروڑ پتی اسی کو کہیں گے جس کے پاس کروڑ روپیہ موجود ہو۔ پس لفظ کثرت سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔ ان تعریفات سے ظاہر ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۱ء والی تعریف محض رائج الوقت عقیدہ تھا۔ اور چونکہ اس وقت حضرت خود بھی یہی سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے مقام اور شان کو محدثیت سے نامزد کرتے تھے۔ لیکن بعد ازاں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نام رکھنے کی حقیقت کھل گئی۔ حضرت نے فرمایا:۔

"اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

مولوی صاحب! ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ حضرت نے اپنے مقام کو نہ سمجھا۔ یا اپنے مقام کی حقیقت نہ سمجھی آپ جو سالہا سال "قادیانی" رہ چکے ہیں۔ اس اتہام کو ذکر کریں۔ تو بہت معیوب ہے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت نے اپنے عہدہ کا نام پہلے سابقہ خیال کے ماتحت محدث رکھا۔ بعد ازاں انکشاف کے بعد نبوت رکھا۔ اسی لئے آپ کو سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کہیں نظر نہ آئے گا۔ کہ حضور نے اپنے آپ کو محض محدث قرار دیا ہو۔ اگرچہ کل کے اندر سب اجزاء داخل ہوتے ہیں۔ حضرت خود لکھتے ہیں:۔

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا

مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی "۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت نے فضیلت جزئی کا عقیدہ بدلا۔ اور محض اس بناء پر بدلا۔ کہ خدا کی وحی نے صریح طور پر اور بارش کی طرح نبی کا خطاب دیا۔ اگر آپ ذرہ بھی انصاف سے کام لیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت کا امتی نبی ہونا نبوت کی نفی نہیں کرتا۔ ورنہ بتلائیے اوائل اور بعد میں یہ فرق کیوں ہوا۔ اور کیوں نہ آپ پہلے عقیدہ پر قائم رہے۔ اور نیز سوچیں کہ اگر نبی کا خطاب محض برائے نام چیز تھی۔ تو اس کا تبدیلیٔ عقیدہ در بارہ تسمیہ پر کیونکر اثر پڑ سکتا تھا۔

علاوہ ازیں بعد میں حضرت کا فرمانا۔ کہ:۔

"خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو۔ زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہونچانے والا اسلامی اصطلاح کے رُو سے نبی کہلاتا ہے"۔
(الحکم ۶ رمئی ۱۹۰۸ء)

صاف بتلاتا ہے۔ کہ یہ اسلامی اصطلاح حضرت نے خدا کے بتلانے سے اختیار کی۔ ورنہ صوفیاء کی کتب تو پہلے ہی موجود تھیں۔ بتلائیے اب بھی چیلنج ٹوٹا یا نہیں؟ آپ کو اگر اب فرق نظر نہ آئے تو ہمارا کیا قصور؟

۱۷۔ آپ کہتے ہیں:۔

"امتی ہونا اس بات کو چاہتا ہے۔ کہ اسے ہر فیض نبی متبوع سے ملے"۔

تو کیا آپ اس فیض کا نام وہی مانیں گے۔ جو غیر امتی میں پائے جانے کی صورت میں ہوتا ہے؟ اگر ہاں تو امتی جب نبوت کو پائے گا۔ اور اس فیض کو حاصل کرے گا۔ تو اس کا نام بھی نبوت ہی ہوگا۔ نہ کہ محدثیت۔ اور اگر نہیں۔ تو پھر امتی مومن امتی صالح امتی شہید امتی صدیق بھی نہ مومن ہونگے نہ صالح نہ شہید نہ صدیق۔ ذرا غور فرماویں۔

۱۸۔ ناواقفیت یا مقام نہ سمجھنے کا طعنہ نہ دیں۔ حضرت نے تحریر فرمایا ہے:۔

"میں قریبًا بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار

دیا ہے" (اعجاز احمدی صٹ)
توکیا ہم اس بناء پر حضرت کی مسیحیت کا بھی انکار کر دیں۔ خدارا جب آپ حضرت کو مانتے ہیں تو ان کی تمام باتوں کو مانیں۔ یاد رہے۔ کہ حضرت اس وقت بھی اپنے آپ کو مسیحیت کے رنگ میں ہی پیش فرمایا کرتے تھے۔ براہین احمدیہ ملاحظہ کر لیں۔

۱۹۔ "نبوت کا دعوٰے نہیں" ازالہ اوہام۔ یہ وہ نبوت ہے۔ جو غیر احمدی آپ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ جس سے حضرت کا قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رہتا تھا۔

۲۰۔ سراج منیر صفحہ میں جس علم الٰہی کا ذکر ہے۔ اس میں یہی لکھا ہے۔ کہ تشریعی نبوت بند ہے۔ اور غیر تشریعی یعنی مجازی نبوت جاری ہے۔ ہم کب اس کا انکار کرتے ہیں۔ آپ ہمارے مسلمات کی رُو سے اعتراض کریں۔

۲۱۔ امہات المومنین روحانی مائیں ہیں۔ اور رُوحانی طور پر سچ مچ اور درحقیقت مائیں ہیں۔ کیا آپ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید انہیں ادلی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم فرماتا ہے۔ ان کا مجازی ہونا جسمانی لحاظ کے اعتبار سے ہے۔ نہ کہ رُوحانی لحاظ سے۔

۲۲۔ مجازی باپ سے مراد اگر نبی ہو۔ تو وہ بلحاظ روحانیت حقیقی نبی ہے۔ باقی عام بوڑھے اور مربیوں کے لئے یہ انسانی استعارات ہیں۔ مگر ہر شخص کو آپ کسی کا مجازی باپ نہیں کہہ سکتے۔ بہرحال یہ استعارات حقیقت پر مبنی ہیں۔ اور میں تو کہہ چکا ہوں۔ کہ مجازی نبی کی جو اصطلاح حضرت نے قائم کی ہے۔ وہ حضرت ہی کے الفاظ میں ماننی ضروری ہے آپ خواہ مخواہ ادھر ادھر جا رہے ہیں۔

۲۳۔ طفیلی الہام پانے والا بلاشبہ بہت شان رکھتا ہے۔ اگرچہ وہ صاحب شریعت نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ یہ اصطلاح کے خلاف ہے۔ لیکن اس کی عظمت کا انکار نہیں۔ اگر یہ محض بچوں کا کھیل ہوتا۔ تو آپ لوگ مجازی مسیح اور طفیلی الہام پانے والے کو مسیح موعود کیوں کہتے؟

مولوی صاحب! کہاں محکمات صریحہ اور یہ متشابہات۔ سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا

سہارا - آپ ہی فرمایئے - آپ کا ضمیر آپ کو کیا کہتا ہے - لوگوں کا لحاظ نہ کریں -

۲۴ - آپ کہتے ہیں - کہ وحی نبوت دکھا دو تو میں "حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ تسلیم کرونگا"

جناب مولوی صاحب ! آپ تسلیم کریں یا نہ کریں - اس سے تو مجھے واسطہ نہیں - آخر آپ نے برسوں حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مان کر آج چھوڑ دیا ہے - تو کیا کسی نے آپ کو مجبور کر دیا ہے - اور اب بھی جناب کے تسلیم کرنے یا نہ کرنے سے حقیقت واضحہ میں تغیر نہیں ہو سکتا - لیجئے اگر تو آپ کی مراد وحیٔ نبوت سے شریعت والی وحی ہے - تو ہم اس کو بند مانتے ہیں - اگر غیر تشریعی نبوت کی وحی مراد ہے - تو یہ جاری ہے - حضرت اقدس نے لو تقوّل کی آیت سے صرف اپنی صداقت کو ثابت کرنے اور اکبر بادشاہ وغیرہ کے لئے اس کی دلیل نہ بننے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

(الف) "اصل لفظ ان (اکبر وغیرہ) کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں - کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے" (ضمیمہ اربعین ۳ و ۴ صلا)

(ب) فرمایا "جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی"

(ایام الصلح ص۱۴۶)

اور میں پہلے حوالوں میں درج کر چکا ہوں - کہ حضرت مسیح موعود میں شانِ نبوت پائی گئی ہے

پس آپ کی وحی وحیٔ نبوت ہے - (نزول المسیح)

(ج) فرمایا "سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں - جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پاتے میں تیئیس برس کی مدت دی گئی - اور تیئیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا" (اربعین ۳ ص۲۲)

کیا اب آپ حسب وعدہ ماننے کے لئے تیار ہیں - دیدہ باید -

۲۵ - نبی کا نام پانے کی خصوصیت حضرت نے تو کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو قرار دیا ہے اور اس کثرت کے حصول کی خبر پیشگوئی کو بتلایا ہے - جب محدثین کو وہ کثرت تامہ کاملہ جو حضرت اقدس کو حاصل تھی - نہ ملی - تو صرف آپ ہی نبی تھے - اور نبی کہلانا وہی ہے - جو بالفعل نبی ہو - اس جگہ بالقوہ انبیاء کا سوال نہیں - بالفعل صرف اور صرف ایک ہی نبی ہوا ہے - اور

اس کی خصوصیت کی وجہ کثرت مکالمہ مخاطبہ ہے۔نہ کچھ اور۔

۲۶۔آپ کو غلطی لگی ہے۔کہ ولایت عامہ یا لغوی ولایت کو نبوت کے بالمقابل سمجھتے ہیں۔ یاد رہے۔کہ ہر نبی ولایت کے عام معنوں میں ضرور ولی ہے۔اگر آپ اس بات کو یاد رکھیں۔تو آپ کے بہت سے عقدے حل ہو جائیں گے۔

۲۷۔تمام نبی اپنی اطاعت اور رسالت کو منواتے رہے درست ہے۔حضرت بھی فرماتے ہیں:۔

(الف) "فانا ذٰلک المظہر الموعود والنور المعہود فآمن ولاتکن من الکافرین" (خطبہ الہامیہ ص۱۷۵)

(ب) "جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے۔کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں" (تحفہ گولڑویہ ص۱۵۶)

اس قسم کے متعدد حوالے ہیں۔جن میں حضرت نے اپنے ماننے کو ضروری قرار دیا ہے پس اس معیار کی رُو سے بھی آپ نبی تھے۔نہ کہ محض محدَّث۔

۲۸۔میں نے گزشتہ پرچہ میں ۵۲ حوالجات حضرت کے اپنے ثبوت پر پیش کئے تھے چونکہ بحث حضرت کے اپنے دعویٰ کے متعلق ہے۔اور حضور کے کلام کے رُو سے ہی ہے۔اس لئے میں اپنی اس دلیل کی مزید وضاحت کے لئے اور حوالجات بھی درج کرتا ہوں۔حضرت فرماتے ہیں:۔

۵۳۔"خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا" (اربعین ۴ ص۶ حاشیہ)

۵۴۔"اور خدا تعالےٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔اس قدر نشان دکھلائے ہیں۔کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض پیش کر دیتے ہیں" (چشمۂ معرفت ص۳۱۷)

مولوی صاحب! ایمان سے کہئے۔ کہ کیا اس عبارت سے بھی آپ کے نزدیک حضرت کی نبوت ثابت نہیں ہوئی۔ اور کیا ابھی بھی آپ کو حضور کے نبی ہونے میں شبہ ہے۔

۵۵ ”میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ نبی کے نام پر اکثر لوگ کیوں چڑ جاتے ہیں۔ جس حالت میں یہ ثابت ہوگیا ہے۔ کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھ دیا۔ تو حرج کیا ہوا“ (ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۱۸۰)

۵۶ ”جیسے مسیح تورات کی شرح بیان کرتے تھے۔ ہم بھی قرآن شریف کی شرح بیان کرتے ہیں“ (الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۳ء)

میں بقیہ حوالے آئندہ آپ کے سامنے رکھدونگا۔ انشاء اللہ۔ آپ خدارا غور کریں۔ کہ الہامات حضرت کو نبی بتلائیں۔ حضور نبوت کا دعوےٰ کریں۔ نبوت کے نشانات دکھلائیں۔ اور نبیوں کے کام کریں۔ اور آپ ان کی نبوت سے انکار کریں۔ کیا ایسا کرنا آپ کے لئے روا ہے۔ ہرگز نہیں:۔ باقی پھر

خاکسار ابوالعطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ از راولپنڈی

۲۳/۶/۳۷

سیّد محمد امین گیلانی۔ نگران از طرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

سید محمد امین گیلانی پریذیڈنٹ از طرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۳/۶/۳۷

قاضی محمد نذیر پریذیڈنٹ منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۳/۶/۳۷

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تیسرا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

"اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ" (حدیث)

بحث۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا؟

مولوی اللہ دتا صاحب نے تمام زور حوالوں پر دیا ہے لیکن اصولی بحث کا کوئی حل نہیں سوچا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ان کا اس قدر حوالے پیش کرنا محض اس لئے ہے۔ کہ نامعقت کا بوجھ بڑھ جائے۔ مگر میں نے بھی خدا کے فضل سے اصولی طور پر ان کے تمام حوالوں کو حل کر دیا ہے۔ اور کچھ اور عرض کرتا ہوں۔

۱۔ مولوی صاحب ختم نبوت کے یہ معنے تسلیم کر چکے۔ کہ حقیقی اور مستقل نبوت کا دروازہ بند ہے۔ پس اب جو کچھ باقی رہا۔ وہ صرف ظلی یا بروزی نبوت رہی۔ مگر میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ یہ ولایت محمدیہ کے دوسرے نام ہیں۔

۲۔ مولوی صاحب نے وحی نبوت کے اجراء کا ایک بھی ثبوت پیش نہیں کیا۔ برخلاف اس کے وہ وحی نبوت کے بند ہونے کو بھی ردّ نہیں کر سکے۔ پس جب وحی نبوت اور رسالت ہی بند ہے۔ تو اب نبوت کا دعوےٰ کرنا ہی ناممکن ہے۔

۳۔ وحی ولایت اور محدثیت کے حضرت اقدس قائل تھے۔ اور میں نے آپ کے الفاظ

"وحی ولایت جو اولیاء کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں"

پیش کئے تھے۔ مگر مولوی صاحب خاموش ہیں۔

۴۔ ایک پہلو سے امتی ایک پہلو سے نبی سے مراد یقیناً محدث ہی ہے۔ اسی واسطے فرمایا:۔

"نبی سے مراد صرف اس قدر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں"

اور تحدیث کے یہی معنے ہیں۔

۵۔ نبوت اور امتیت کو آپ متناقض حقیقتیں تسلیم کر چکے ہیں۔ پس امتی نبی سے مراد نبی نہیں ہو سکتا۔ اور جس طرح ایک شخص رعیت ہوتے ہوئے بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک بادشاہ رعیت نہیں ہو سکتا۔ علیٰ ہذالقیاس۔ امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور نبی امتی نہیں بن سکتا۔

۶۔ ظلی بروزی نبوت دراصل آنحضرت صلعم کی نبوت کا ایک عکس ہوتا ہے۔ اُسے نبوت صرف مجازاً کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ یہ ولایت ہے۔

مثال۔ چاند بذاتِ خود روشن نہیں۔ مگر آفتاب کی روشنی سے وہ ہر وقت منور رہتا ہے۔ اس لئے ہم اُسے مجازاً تو منور کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ دراصل وہ منور نہیں ہے۔

اسی طرح اولیاء آنحضرت صلعم سے عکسی رنگ میں کمالات نبوت کو حاصل کرکے مجازاً نبی کہلا سکتے ہیں۔

۷۔ "ظلی نبوت کے معنے ہیں۔ فیض محمدی سے وحی پانا" اور یہ پہلے بھی جاری تھی آئندہ بھی جاری رہے گی۔ اسی لئے اکابر امت کو

"انبیاء الاولیاء"

کا خطاب اہل اللہ نے دیا ہے۔

۸۔ نبی کی جو تعریف ۱۸۹۹ء میں اصطلاح اسلام کی رُو سے کی گئی تھی۔ آخر تک وہی قائم رہی۔ کیونکہ وہ صحیح ہے۔ اور مولانا صاحب اس تعریف کو باطل نہیں کر سکے۔ پس اس تعریف کی رُو سے حضرت مرزا صاحب ہرگز ہرگز نبی نہیں ہیں۔

۹۔ ہاں یہ سچ ہے محدث ہونے کی وجہ سے آنیوالا مسیح مجازاً نبی ضرور ہے۔

۱۰۔ حضرت مرزا صاحب اگر واقعی نبی ہوتے۔ تو یہ کبھی نہ فرماتے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ اور پھر لطف یہ کہ حقیقۃ الوحی میں جسے نبوت کا ثبوت ٹھہرایا جاتا ہے۔ لکھا ہے۔

"میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر قرار نہیں دیتا"

کیوں کافر قرار نہیں دیتے۔ جبکہ بقول مولوی اللہ دتا صاحب وہ نبی ہیں۔ یہ اسی لئے کہ دراصل وہ نبی نہیں۔ ورنہ وہ ضرور انہیں کافر قرار دیتے۔ بلکہ وفات سے پہلے جب سر فضل حسین نے پوچھا۔ تو فرمایا۔

"ہم کسی کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیتے۔ جب تک وہ ہمیں کافر کہکر خود کافر نہ ہو جائے"

یہ مسئلہ تو کل کی بحث کا ہے۔ اس لئے اسی اشارہ پر ختم کرتا ہوں۔

۱۱۔ ختم نبوت کے متعلق حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

(۱) قرآن خاتم الکتب ہے۔ اور آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء اور نبوت ختم ہو چکی" (الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء)

۱۲۔ نام پانے کی خصوصیت صرف یہ ہے۔ کہ آپ کو اولیاء امت محمدیہ میں سے کیونکہ آپ آخری خلیفہ محمدی ہیں۔ اور عیسٰی سے مشابہت کے لئے مجازاً نبی کا نام آنحضرت صلعم نے دیا ہے۔

ورنہ آنحضرت صلعم کے تمام اولیاء کرام کو یہ ظلی نبوت ملتی رہی ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔

"تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظل . . . . . . خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے . . . . . . اس کے رسول محمد صلعم کو در حقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے . . . . . . جب اس کی پیروی کمال کو پہونچتی ہے۔ تو ایک ظلی نبوت اس کو

عطا کرتا ہے۔ جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے۔ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں سے تازہ رہے۔ اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵)

اس آخری تحریر سے تو ظلی نبوت ہمیشہ ملتی رہنا پایا جاتا ہے۔ مگر چونکہ مسیح ناصری سے آپ کی مشابہت ہے۔ اس لئے آپ کے ماننے والوں نے غلو کرتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔ کہ ظلی نبوت صرف مرزا صاحب کو ملی ہے۔ اور پھر فخر یہ ہے۔ کہ اس سے آنحضرت کی نشان کا اظہار ہوتا ہے۔ ۱۳ سو برس تک تو فیض نبوت سے ظلی نبوت نہ ملی۔ حالانکہ بڑے بڑے کاملین امتی ہوئے۔ لیکن صرف عیسائیوں کے اکلوتے کی طرح مسیح موعود کو ہی ظلی نبوت ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارا ایمان تو یہ ہے۔

"ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بعد کسی دوسرے کے نبی نہ کہلانے سے شوکت ہے۔ . . . . . آنحضرت صلعم کی امت میں ہزاروں بزرگ نبوت کے نور سے منور تھے۔ . . . . . ہزار ہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا۔ اور نبوت کے آثار اور برکات ان کے اندر موجزن تھے۔ مگر نبی کا نام ان پر صرف نشان نبوت آنحضرت صلعم اور سد باب نبوت کی خاطر ان کو اس نام سے ظاہر ملقب نہ کیا گیا۔" (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

انہیں کاملین میں سے ہی مسیح موعود بھی ہیں۔ مگر آپ کو مصلحۃً "ظاہرا طور پر مجازاً" نبی کا خطاب بھی دیا گیا۔ جو صرف ایک عزت کا خطاب ہے۔ ورنہ اب تا قیامت سوائے آنحضرت صلعم کے اور کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جب مردوں کے لئے نبوت کی نفی ہو گئی۔ تو عورتوں کے لئے بدرجہ اولیٰ ہو گئی۔" (بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۲۔ ختم نبوت کے معنوں کے لئے میں حضرت مسیح موعود کے بیان میں سے کچھ پیش کرتا ہوں۔ سنئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"وکان عیسیٰ خاتم خلفاء السلسلة الکلیمیة وکان لہا کآخر اللبنة وخاتم المرسلین" (خطبہ الہامیہ ص ب)

پھر فرمایا:-

"بعث اللہ رسولہ عیسی بن مریم فیھم وجعلہ خاتم انبیائھم" (خطبہ الہامیہ ص ۴۳)

خاتم المرسلین اور خاتم الانبیاء کے الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ عیسٰیؑ بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے۔ حضرت عیسٰے کے بعد آپ کے حواریوں کو رسول کہا گیا ہے۔ اور قرآن مجید میں انہیں "مرسلون" کہا گیا ہے۔ مگر وہ مجازاً مرسل اور رسول تھے۔ اسی طرح خاتم النبیین صلعم کے بعد حضرت مرزا صاحب مجازاً نبی یا رسول ہیں وبس۔

۱۳۔ میں نے پیش کیا تھا۔ کہ جس طرح مجازی ظلی۔ بروزی۔ محمد۔ احمد۔ خاتم النبیین ہونے سے حضرت اقدس محمد۔ احمد۔ خاتم النبیین فی الحقیقت نہیں ہوئے۔ اسی طرح ظلی نبی ہونے سے وہ نبی بھی نہیں۔ مولوی صاحب اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ یہ خاص نام ہیں۔ اور منصب خاص۔ مگر نبی کا لفظ عام ہے۔ مولانا! یہ آپ کسی بچے کو پڑھائیے۔ سنیئے! مسیح موعود آپ کو جواب دے رہے ہیں:-

"یا احمد جعلت مرسلاً۔ اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔ یعنی جیسا کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا۔ حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے۔ کیونکہ احمد نبی ہے۔ نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔" (تذکرة الشہادتین ص ۴۳)

اب آپ اپنی منطق اس اربعہ متناسبہ کے قاعدہ پر جو مسیح موعود نے میری طرح ہی استعمال کیا ہے۔ لگائیں۔ اور خود سمجھ لیں۔

حضرت فرماتے ہیں۔

"وہ شخص لعنتی ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے۔ اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے۔" (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء)

کہئے مولانا! یہ کون لوگ ہیں؟

مگر یاد رہے خود جناب محمد مصطفےٰ صلعم کا بروزی رنگ میں تجلی فرما کر کسی اپنے کامل متبع کے ذریعہ اپنی نبوت اور رسالت کا ظلی طور پر اظہار فرمانا جیسے شیخ شبلی کے وقت میں ہوا تھا۔ یا مسیح موعود کے ذریعے ہوا۔ یہ غیر کی نبوت نہیں ہے۔ یہ نبوتِ محمدیہ ہی ہے جو عکسی رنگ میں اس پردۂ عالم پر نظارہ گاہ بن رہی ہے۔

اسی لئے حضرت فرماتے ہیں:۔

" اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں۔ کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوٰے کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہے۔ مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح" (تتمہ حقیقۃ الوحی ۶۸)

اس حوالہ سے آپ کے تمام حوالوں کا بوجھ اتر جاتا ہے۔ مگر آپ تو ضرور کہیں گے۔ کہ نہیں جواب لاؤ۔ سو مولانا! اگر حق طلبی ہے۔ تو آیئے ایک دن زبانی آپ اور میں ایک ایک حوالہ پر بحث کرتے جائیں۔ یا تحریراً ہی سہی۔ اور اگر آپ چاہیں۔ تو حکم مان کر بحث کرلیں۔ مگر اس وقت تو قلت وقت مانع ہے۔ کہ میں کچھ مفصل عرض کروں۔

آپ کے تمام حوالوں میں سے جس قدر ایسے حوالے ہیں۔ کہ جن میں رسول یا مرسل کا لفظ ہے۔ ان کا حل تو سیدھا ہے۔ کہ رسول کا لفظ عام ہے۔ اور رسول کا نبی ہونا ضروری نہیں اس لئے ان سے نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ اور جن حوالوں میں نبی کا لفظ ہے۔ ان سب کا ایک ہی جواب دیا جا چکا ہے۔ آپ کے بعض حوالوں کا بطور نمونہ جواب عرض کر دیتا ہوں۔

(۱) تحریف۔ آپ نے ام المومنین کی بحث کو بھی اٹھایا ہے۔ دو دفعہ آپ کا لکھنا اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے میں پہلے اسی حوالہ کو لیتا ہوں۔

مولانا آپ نے تحریف سے کام لیا ہے۔ آپ نے پوری عبارت نقل نہیں کی۔ سنئے

آپ کی پیش کردہ عبارت سے پہلے یہ الفاظ ہیں:۔

"نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر امہات المومنین نہیں ہوتی ہیں۔ تو کیا ہوتی ہیں" (حوالہ مذکورہ حضرت مسیح موعود)

حضرت آنحضرت صلعم کے اظلال میں ایک کامل ظل ہیں۔ پس ان کی بیوی اس لئے ام المومنین ہے اور یہ بھی ظلی طور پر مرتبہ ہے۔

۲۔ حوالہ نمبر ۲۶۴ سے آپ کی خوش فہمی ظاہر ہے۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"جس طرح پہلے نبی اور رسول اپنی امت میں نہیں رہے۔ میں بھی نہیں رہوں گا"

بتائیے! یہاں سے نبوت یا رسالت کیسے نکلی۔ یہ تو ایک مرشد بھی اپنے پیروؤں کو کہہ سکتا ہے۔ پھر جن نبیوں کا ذکر ہے۔ وہ تو حقیقی انبیاء ہیں۔ تو کیا حضرت مرزا صاحب بھی ویسے ہی نبی ہیں۔ پھر وہ نبی تو اپنی امت میں نہیں رہے۔ ادھر حضرت مرزا صاحب تو خود امتی ہیں۔ یا کیا آپ اپنے آپ کو بجائے محمد رسول اللہ کی امت کے حضرت مرزا صاحب کی امت سمجھتے ہیں۔

۳۔ حوالہ نمبر ۲۷۴ میں تو نبی کے لفظ کے ساتھ ہی" اور مامور من اللہ" کے الفاظ بھی موجود ہیں اور اگر آپ غور کریں۔ تو نبی کا لفظ عیسلے کے لئے ہے۔ اور مامور من اللہ کا اپنے لئے۔ پس اس سے نبوت کس طرح نکلی؟

۴۔ حوالہ نمبر ۲۸۴ میں آپ پوچھتے ہیں۔ کہ اگر آپ نبی کو برائے نام نبی کہتے ہیں۔ تو امتی ہونے کو آپ برائے نام امتی کہیں گے۔

واہ مولانا۔ آپ کا دعوےٰ علمیت اور یہ اعتراض بھلا فرمایئے۔ اگر خدا تے اپنے کلام میں مجازاً نبی کا نام دیا۔ اور حقیقتاً امتی کا نام۔ تو دونوں کو آپ یکساں کیسے حل کر سکتے ہیں؟ سنئے مولانا حضرت اقدس دراصل غلام احمد ہیں۔ اور مجازاً "احمد"۔ دیکھئے تحفہ گولڑویہ ص۱۵۶ اصل اور حقیقی احمد تو آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ اب کیا آپ غلام احمد کو بھی مجازی معنوں میں لے جائیں گے۔ پس امتی آپ حقیقتاً ہیں اور نبی مجازاً۔ اور آپ کا استدلال بچوں کا سا ہے۔

۵۔ ایک حوالہ آپ نے یہ بھی پیش کیا ہے۔ کہ

"میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے

کا دعوےٰ ہے"۔
غالباً جناب اوڈپی صاحب کی طرح رسالت سے مراد حقیقی رسالت سمجھ بیٹھے ہیں۔ مگر یہ غلط ہے
ذرا پیش کردہ عبارت کو حاشیہ اور متن میں تو دیکھئے۔ لکھا ہے کہ:۔

"قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی۔ کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں۔ کہ بعد زمانہ نبوت
وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا" (نصرت الحق صفحہ ۵۳)

الفاظ بعد زمانہ نبوت آپ کی ساری بحث کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ کیونکہ جب نبوت ختم ہی ہو چکی۔ تو
رسالت کا لفظ ماموریت کے معنوں میں ہے وبس۔

یہ بطور نمونہ آپ کے حوالوں کی حقیقت کا اظہار ہے۔ ورنہ اگر شوق ہو۔ تو مفصل بحث
الگ کر لیں۔ تاہم ایک جواب جو کل دیا تھا۔ جس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر عرض کرتا ہوں

"جب آنحضرت صلعم دنیا میں ظہور فرما ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریم
کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ تو بوجہ ختم نبوت آنحضرت صلعم کے دل میں ہم وغم رہتا تھا۔
کہ . . . میرے بعد کوئی نبی نہیں جس سے روحانی طور پر تسلی ہو۔ اور اس
حالت میں فساد امت کا اندیشہ ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے اس بارہ میں بہت
دعائیں کیں تب آنحضرت صلعم کو بشارت دی۔ اور وعدہ فرمایا۔ کہ ہر صدی کے
سر پر تجدید دین کے لئے ایک مجدد پیدا ہوتا رہیگا" (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۱ء)

نبیٔ اکرم کا ہم وغم اور خدا سے التجا اور وعدۂ الٰہی بتا رہے ہیں۔ کہ مجددین امت تو ہونگے مگر نبی کوئی
نہیں ہوگا۔ حضرت اقدس لاکھ اپنا عقیدہ بدل لیں۔ پر خدا کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ آنحضرت
نے جو فرمایا وہی ہوگا۔ یعنی آپ کے بعد درحقیقت نبی کوئی نہیں ہے۔

۱۴۔ آپ نے تجلیات سے نبی کا لفظ پیش کیا تھا۔ میں نے دکھایا۔ کہ وہاں مجدد مراد ہے
آپ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم بھی مجدد ہیں۔ مولانا نبی کا مجدد ہونا اور بات ہے۔ اور ایک
امتی کا مجدد ہونا دوسری بات ہے۔ اس لئے آپ غلط مبحث نہ کریں۔ انبیاء تو وحی نبوت کے
ساتھ تجدید کرتے ہیں۔ اور مجددین امت کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا۔ وہ تو دین محمدی کی طرف
وحیٔ رسالت سے آبیاری کرتے ہیں۔

۱۵۔ ذریعہ حصول کا فرق آپ بیان کرتے ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ مگر کیا آپ کو پرائیویٹ اور کالج سے امتحان دینے کی مثال کے علاوہ کچھ اور سمجھ میں نہ آیا۔

سنیئے مولانا روپیہ سولہ آنہ کا ہوتا ہے۔ اور خواہ یہ چوری کا ہو یا محنت مزدوری کا یا کسی کا عطیہ اس کی قیمت سولہ آنے ہی رہے گی۔ مگر ذریعہ حصول کے فرق کے ساتھ حاصل کرنے والے کی حیثیت میں فرق ضرور آجاتا ہے۔

چوری کا روپیہ جس کے پاس ہو۔ وہ جیل میں جائے گا۔ قرض کا روپیہ جس کے پاس ہو وُہ مقروض ہوگا۔ محنت کا روپیہ جسکے پاس ہو۔ وہ مالک کہلائیگا۔ عطیہ کے طور پر اگر روپیہ ملے۔ تو محصل دینے والے کے زیر احسان رہیگا

اسی طرح نبوت جب براہ راست ملے۔ تو اصلی نبوت۔ اور اس کا منکر کافر۔ مگر جب وُہ آنحضرت کے طفیل ملے۔ تو ظلی کہلائے۔ محصل کو ظلی نبی کہیں گے۔ ورنہ آپ کے قاعدہ کی رُو سے تو ظلی طور پر پانے والا بھی صاحب شریعت ہی ہونا چاہیئے۔

۱۶۔ تعریف نبوت میں آپ نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ آپ دکھاتے۔ کہ کہاں خدا سے علم پاکر تبدیلی کا ذکر ہے۔ اس کے خلاف آپ تو فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جہاں جہاں انکار کیا ہے وہاں مستقل یا تشریعی نبوت کا انکار کیا ہے۔ اور آنحضرت کے فیض سے نبی ہونے کا کبھی انکار کیا ہی نہیں۔ تو تبدیلی کس دن ہوئی۔

۱۷۔ آپ کا چیلنج غیر تشریعی نبوت کے انکار کے متعلق بے معنی ہے جبکہ آپ خود مانتے ہیں۔ کہ غیر تشریعی نبوت سے مراد ظلی نبوت ہے۔ جسے ہم محدثیت کہتے ہیں۔ اس کا انکار دکھانا ہمارا کام نہیں ہے۔

۱۸۔ آپ کا یہ کہنا۔ کہ اگر محدثیت تک ظلی نبوت کا مفہوم محدود ہے۔ تو پھر آنحضرت کی فضیلت کیا ہوئی۔ مولانا! جس قدر اولیاء کی کثرت اور شان کی بلندی ہے۔ اسی قدر آنحضرت کے فیض کا کمال ہے۔ اس لئے فرمایا۔

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دمِ اوبے شمار

دوسرے نبیوں کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہُوا۔ ان کی امتوں میں اولیاء شاذ ہیں۔

۱۹۔ آپ اپنے پرچہ نمبر ۲ میں تسلیم کر گئے ہیں۔ کہ واقعی ہر قسم کی نبوت بند ہے۔ پھر اب بحث کاہے کی ہے؟

۲۰۔ آپ کا یہ فرمانا۔ کہ ولایت اور مجددیت اور مسیحیت سب کچھ ہی ظلی ہے۔ اگر ظلی نبوت نبوت نہیں۔ تو ظلی ولایت یا محدثیت اور مسیحیت بھی کچھ نہیں۔

واہ مولانا۔ قیاس مع الفارق کو بھی نظر انداز فرما دیا۔ مولانا۔ نبوت کا جو حکم ہے۔ وہ محدثیت یا مسیحیت کا نہیں ہے۔ نبوت ہوتی ہی بالاصالت ہے۔ اور ولایت ہمیشہ ظلی۔ اس لئے مسیحیت جو ولایت کا ایک مقام ہے وہ بھی ظلی۔

۲۱۔ آپ اولیاء اللہ کے لئے کثرت مکالمہ مخاطبہ کے قائل ہیں۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ کہ اتنی کثرت نہیں جتنی نبیوں کو ہوتی ہے۔

یہ بالکل باطل خیال ہے۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ کی شرط مجازی نبوت کے لئے ہو سکتی ہے۔ اصلی نبوت تو ایک وحی نبوت کے بعد ہی قائم ہو جاتی ہے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کا آگ لینے جانا اور رسول بن جانا یاد نہیں

یوں فرمایئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو دوسرے اولیاء سے مکالمہ مخاطبہ کچھ زیادہ ہوا۔ اس لئے مجازاً صرف آپ کو ہی نام نبی دیا گیا۔ تاکہ آنحضرت کی پیشگوئی بھی باطل نہ ہو۔

۲۲۔ آپ حقیقی نبی صرف تشریعی انبیاء کو مانتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک حضرت عیسےٰ بھی حقیقی نبی ہیں۔ گو وہ شریعت نہیں لائے۔ (دیکھو سراج منیر ص۴)

۲۳۔ ہم ان تمام "مسلمانوں کو جو ختم نبوت کے منکر ہیں" یا اس کو پوری طرح نہیں مانتے۔ غلطی پر سمجھتے ہیں۔ سنیئے مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔" (سراج منیر ص۳)

میری رائے میں تو آج قادیانی احباب عموماً ہر آیت قرآنی سے اجرائے نبوت کا ثبوت پیش کرتے ہیں

۲۴۔ آپ کا آخری سوال یہ ہے۔ کہ بتاؤ مسیح موعود کو مسیح ناصری پر ہر شان میں فضیلت مانتے ہو یا نہیں۔

مولانا! "ہر شان" میں فضیلت کہیں مجھے نظر نہیں پڑی۔ کیا آپ کوئی ایسا حوالہ دکھا سکتے ہیں۔

ہاں "تمام شان" میں ہے۔ مگر وہ جزئی فضیلت ہے جیسے کہ فرمایا۔

"میں مسیح محمدی ہوں۔ وہ مسیح موسوی۔ . . . جس طرح مثیل موسیٰ بہت سی باتوں میں موسیٰ سے بڑھکر ہے۔ ایسا ہی مثیل عیسیٰ بہت سی باتوں میں عیسیٰ سے بڑھکر ہے۔ اور یہ جزوی فضیلت ہے۔ جس کو خدا چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔"

(ریویو جلد ۱ نمبر ۵ صفحہ ۲۰۸)

مولانا سن لیا! حضرت نے کیا فرمایا ہے؟ کیا اب بھی آپ خواہ مخواہ ہر شان میں فضیلت کا راگ گائیں گے؟

ہاں میں ایمان رکھتا ہوں۔ کرامت محمدیہ کے اکابر "محدث" ہو کر سب سے ارفع اور اعلیٰ ہوسکتے ہیں مگر نبوت کی حیثیت میں۔

"سر صدیق زیر پائے ہر نبیست"

۲۵۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ مجاز کا لفظ حقیقت کے مقابل ہے۔ بہت اچھا۔ تو فرمائیے۔ کہ بلحاظ "اصطلاح اسلام" حضرت صاحب حقیقت شرعیہ کے مقابل مجازی نبی ہوئے یا نہ؟ بس یہی سچ ہے۔

۲۶۔ مولوی صاحب! حضرت مرزا صاحب کی ظلی نبوت کی وہ حقیقت نہیں۔ جو تمام انبیاء کے نبی کریم کا ظل ہونے کی حقیقت ہے۔

سب نبی بالاصالت نبی تھے۔ ظلی نبی نہ تھے۔ آپ حضرت صاحب کے منشاء کو پھر پڑھیں ظل کے ایک معنے ہوتے ہیں مثیل کے۔ سو تمام انبیاء آپ کے مثیل تھے۔ بعض صفات میں۔ اور کاملین امت محمدیہ خصوصاً مسیح موعود تمام صفات میں مثیل بھی ہیں۔ اور فیض نبوت سے پروردہ بھی۔ پس فرق ظاہر ہے۔

۲۷۔ غیر تشریعی نبی آنحضرت سے پہلے بھی آئے۔ مگر وہ مستقل تھے۔ آپ شہادۃ القرآن کو پڑھیں۔

۲۸۔ مجازی مسیح موعود ٹھیک ہے۔ کیونکہ مسیح تو موسیٰ کے آخری نبی کا نام ہے۔ اس لئے

حضرت مرزا صاحب مجازی مسیح ہی ہیں۔ اور باعتبار موعود ہونے کے وہ مجازی مسیح موعود ہیں۔

۲۹۔ اعزازی نام کا جواب آپ کو نہیں آیا۔ مولانا! اور انبیاء کو آپ اعزازی نبی مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو پھر حضرت اقدس کا اعزازی نام ان سے آپ کو الگ کر دیتا ہے۔

۳۰۔ موسٰے کا خطاب اوروں کو ملا۔ تو پھر اس سے کیا نتیجہ۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ وہ مجازاً موسیٰ تھے۔ چاہے وہ موسٰے سے بھی اعلےٰ مقام پر ہوں۔

۳۱۔ آپ کہتے ہیں۔ کیا کسی محدث کی جماعت نے ایسا غلو کیا۔ مولانا۔ یہ محدث مثیل مسیح ہے اس لئے ایسا ہونا لازمی تھا۔ کیونکہ ادھر بھی پولوس کے زمانہ میں ایسا ہؤا تھا۔

۱۸۹۹ء والی تعریف کو تو براہین احمدیہ جلد پنجم کے صفحہ ۱۳۸ پر صحیح قرار دیا ہے۔ آپ کہتے ہیں غلط قرار دیا ہے۔ میرے نزدیک آپ کی شکست کے لئے یہی کافی ہے۔

۳۲۔ مسئلہ فضیلت کا جواب دے چکا ہوں۔

۳۳۔ نشانات کی کثرت بوجہ خلیفہ آنحضرت صلعم کے ہے۔ اور آپ کے تمام نشان آنحضرت کے نشان ہیں۔ اس سے نبوت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۳۴۔ لاتکن من الکافرین میں معنے منکر کے ہیں۔ کیونکہ مخاطب مسلمین ہیں:۔

عمر الدین احمدی ۲۳ ۶/۳۷

عبد القادر۔ نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۳ ۶/۳۷

سید محمد امین گیلانی پریذیڈنٹ از طرف

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۳ ۶/۳۷

قاضی محمد نذیر پریزیڈنٹ

منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۳ ۶/۳۷

جماعت احمدیہ کا چوتھا پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۔ جناب مناظر صاحب! میں نے آپ کو حضرت کی کھلی کھلی عبارات سے دکھا دیا۔ کہ حضور نے دعوائے نبوت فرمایا۔ دعویٰ رسالت فرمایا۔ اور خدا نے آپ کو نبی کہا۔ ان تمام عبارات اور حوالجات کو ان کھلے کھلے براہین کو آپ "مفت کا بوجھ" کہتے ہیں۔ اچھا آپ کی مرضی۔

۲۔ دراصل آپ میرا پرچہ پڑھنے کے بغیر جواب لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لئے یا تو گزشتہ باتوں کو ہی دہراتے رہتے ہیں۔ اور یا پھر جو کچھ آپ نے نوٹ کر رکھے ہوتے ہیں انہیں لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ آپ کا زبانی علیحدہ بیٹھکر مناظرہ کے لئے چیلنج دینا منظور ہے آپ کسی موقعہ پر اس کا بھی شوق پورا کرلیں۔ مگر کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ اس چیلنج کے آج کیا معنے ہیں؟ . . . . . .

۳۔ میں نے وحی نبوت کے اجراء کے لئے حضرت اقدس کے کم از کم تین صریح حوالے پیش کئے تھے۔ مگر آپ یونہی کہے جاتے ہیں۔ کہ کوئی جواب نہیں دیا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پرچے ضرور طبع ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

۴۔ اگر "ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی" سے مراد یقیناً محدث ہے۔ تو وہ کتنے ہوئے ہیں۔ ایک یا ایک سے زیادہ۔ صرف اور صرف حضرت مرزا صاحبؑ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ حاشیہ در حاشیہ) پس معلوم ہوا۔ کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی سے ہرگز ہرگز محدث مراد نہیں۔ بلکہ نبی مراد ہے۔ جو آنحضرت کی اتباع سے اس مقام کو پائے۔

۵۔ نبی جو مستقل ہے۔ وہ امتی سے متباین ہے۔ نہ کہ تابع اور غیر تشریعی جو کہ اس نبی متبوع کی پیروی سے فیض نبوت کو پائے۔

رعیت اور بادشاہ کی آپ نے مثال دی ہے۔ شاہنشاہ کون ہوتا ہے۔ جس کے ماتحت دوسرے بادشاہ ہوں۔ اب بادشاہ بادشاہ بھی ہے۔ مگر دوسرے شاہنشاہ کے ماتحت بھی ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ خاتم النبییّنؐ ہیں یعنی نبیوں کے شاہنشاہ۔ حضرت کا الہام ہے:-

"پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار"

آج حکمران ہند وائسرائے ہے۔ مگر وہ شاہ جارج ششم کے ماتحت ہے۔ ریاستوں کے راجے وغیرہ۔ مولوی صاحب ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھیں۔

۶۔ چاند سورج سے روشنی لیتا ہے۔ درست ہے۔ مگر تم روشنی کو روشنی نہ کہو گے۔ روشنی بہر حال روشنی ہے۔ براہ راست آئے یا بالواسطہ۔ ٹھیک اسی طرح نبوت بہر حال نبوت ہے۔ براہ راست ہو یا بالواسطہ۔

۷۔ اولیاء اگر مجازاً نبی کہلا سکتے ہیں۔ تو کیا آپ نے بتلایا۔ وہ کتنے ہوئے؟ صرف ایک! معلوم ہوا۔ آپ کا نظریہ غلط ہے۔

۸۔ صوفیاء نے۔ انبیاء۔ اولیاء کی اصطلاح در اصل غیر تشریعی انبیاء کے لئے قائم کی۔ ولکل ان یصطلح۔ اس سے بھی اگر آپ غور کریں۔ تو نبوت کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ بند ہونا۔ ان لوگوں کا نام سے انکار اصل حقیقت کی تردید نہیں کر سکتا۔

۹۔ ۱۸۹۹ء کی تعریف کو باطل ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے اسے تشریعی انبیاء سے مخصوص ثابت کر دیا۔ کیونکہ اس کے بالمقابل میں نے حضرت کی عبارات سے واضح ترین تعریفات پیش کر دیں۔ آپ نے ان عبارات کو تو چھوا تک بھی نہیں۔ مگر شاید گمان آپ کو یہی ہو گا۔ کہ میں جواب دے چکا ہوں۔ سچ ہے۔ انسان کا اپنا اپنا نظریہ ہوتا ہے

۱۰۔ کفر و اسلام کا مسئلہ تو کل ہو گا۔ آپ نے جانتے ہوئے ذکر کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ کافر کہتے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دو حوالے پیش کر دیتا ہوں۔ فآمن ولا تکن من الکافرین۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۵)

آپ اسے منکر کے معنے میں کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریح نص ہے۔ خدارا کلمات صریحہ کو ہوائے نفس کے تابع نہ کریں۔

الہام ہے "وقال الذین کفروا لست مرسلاً" باقی کل انشاء اللہ۔

۱۱۔ نبوت تشریعی ختم ہے۔ غیر تشریعی نہیں۔ مولوی صاحب! ہمارا اور آپ کا یہ فرض ہے کہ حضرت اقدس کی جملہ عبارات کو یکجائی نظر سے دیکھیں۔ اور سب کو مانیں۔ یہ نہیں۔ کہ انکار والی عبارت تو مان لیں۔ اور اقرار والی چھوڑ دیں۔ جس تشریعی نبوت کا حضرت کو انکار ہے۔ اس کا ہمیں بھی انکار ہے۔ اور جس غیر تشریعی نبوت کا حضور کو دعوے ہے۔ ہمیں بھی دعویٰ ہے یہ صحیح مسلک ہے۔

۱۲۔ حضرت مسیح موعود کو آپ "آخری خلیفہ محمدی" کہتے ہیں۔ تو کیا آپ لوگوں کے نزدیک کوئی خلیفہ نہ ہوگا۔ اور آیت استخلاف باطل ٹھہرے گی۔ نہ آج نہ تا قیامت۔ سوچ کر تحریر فرمایا کریں

۱۳۔ آپ کی پیش کردہ چشمۂ معرفت کی عبارت میں صاف لکھا ہے۔ کہ

"ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے"

بھلا ہم اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہی وہ غیر تشریعی نبوت ہے۔ جو رسول کریمؐ کی پیروی سے حضرت کو ملی۔ اور حضور نبی کہلائے۔

آپ نے پرائیویٹ اور کالج کی مثال کو مان لیا۔ مولوی صاحب! میں نے ایک مثال ذکر کر دی۔ جو کافی ہے۔ ہاں آپ نے روپیہ کے سولہ آنہ ہونے کی مثال دے کر اپنے خلاف ڈگری کر لی ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ روپیہ خود کمایا ہو یا چوری سے حاصل کیا ہو۔ یا قرض لیا ہو۔ یا عطیہ حاصل کیا ہو۔ بہرحال سولہ آنہ کا ہوگا۔ ٹھیک۔ آگے آپ کہتے ہیں:۔

"نبوت جب براہ راست ملے۔ تو اصل نبوت اور اس کا منکر کافر۔ مگر جب وہ آنحضرت کے طفیل ملے۔ تو ظلی کہلائے"

لیکن نبوت کے نبوت ہونے میں تو کوئی فرق نہ ہوگا۔ چیز تو وہی ہے۔ روپیہ بہرحال سولہ آنے کا ہے۔ خواہ آپ کو عطیہ میں ملے۔ خواہ آپ کمائیں۔ اس سے روپیہ کی قیمت میں کیوں کمی آ جائیگی میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جب نبوت آنحضرتؐ کے طفیل ملے۔ بے شک ایسی نبوت پانے والے

پر آنحضرت کا احسان ہوگا۔ مگر کونسا عقلمند کہہ دے گا۔ کہ نہیں صاحب یہ تو نبوت ہی نہیں کیا آپ کے خیال میں صرف آنحضرت صلعم کا بطور واسطہ ہونا اس چیز کی قیمت کو گرانے والا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ بڑھانے والا ہے۔ آنحضرت تو تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ اگر آپ اسی ایک بات پر غور کریں۔ تو خدا چاہے۔ تو آپ پھر از سرِ نو "قادیانی" بن سکتے ہیں۔ اور پہلے کی طرح "یکے از خادمانِ فضل عمر" لکھنے پر تیار۔ خدا کرے آپ ایسا ہی کریں۔ آمین۔

۱۴۔ غلو کی بھی ایک ہی کہی۔ کیا خود حضرت نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں نبوت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص نہیں تبلایا۔ ہم غالی کیونکر ہوئے۔ خدا کی قسم۔ اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعوئے نبوت غیر تشریعی نہ ہوتا۔ تو ہمیں ایک لمحہ کے لئے بھی ضرورت نہ تھی۔ کہ آپ کی نبوت کو ذکر کرتے۔ حضرت اقدس بے شک مثیل مسیح ہیں۔ مگر آپ کے اندر "احمدیت" کا زیادہ غلبہ ہے۔ اس لئے سلسلہ اور جماعت کے حالات آنحضرت کے دورِ اول سے زیادہ مشابہ ہیں۔ آپ لوگ ہم پر زیادتی کرتے رہے ہیں۔ نہیں بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ دیکھئے حضرت نے فرمایا۔ ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا رُوئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

حضرت مسیح سچ مچ نبی تھے۔ آپ کا مثیل بھی سچ مچ نبی ہونا چاہیئے۔ اور رہے۔ ہاں آپ کی طرف سے تو یہ ہے۔ جو حضرت کو مقام نبوت سے گراتے ہیں۔

۱۵۔ بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۸ء میں جس نبوت کی بندش کا ذکر ہے۔ وہ تشریعی نبوت ہے نہ کہ غیر تشریعی۔

۱۶۔ حضرت مسیح سلسلہ اسرائیلیہ کے لئے آخری تھے۔ یہ محض زمانہ کے لحاظ سے ذکر کیا ہے اور ظاہر ہے۔ کہ تقدم تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مقام مدح میں اور بطور ذکر منقبت فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا یہ قیاس مع الفارق ہے۔

۱۷۔ آپ نے الہام یا احمد جعلت مرسلاً کو پیش فرمایا ہے۔ اس سے تو حضرت کی رسالت ثابت ہے۔ پھر انکار کیوں؟ حضرت اقدس احمد ہیں اور نبی ہیں۔ کیونکہ اسی جگہ

لکھا ہے۔

"احمد نبی ہے۔ نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی" (تذکرۃ الشہادتین صـ۴۳)

ہاں یہ نبوت بروزی ہے۔ یعنی آنحضرت صلعم کے فیض سے مستفاد۔ بھلا اس میں اعتراض کیا ہے ہاں احمد ہونے سے حضرت بعینہٖ وہی نہیں۔ اسی طرح نبوت میں آنحضرت صلعم کے بروز ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ آپ نئے شریعت لانے والے نبی ہوں۔ لیکن اس سے غیر تشریعی اور تابع نبوت کی نفی نکالنا یقیناً عقلمندی سے بعید ہے۔

۱۸۔ الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء کے حوالہ میں اس نئے نبی کے ماننے پر لعنت کی ہے۔ جو آنحضرت کی ختم نبوت کو توڑنے والی نبوت کا مدعی ہے۔ یعنی مستقل یا مشرع نبی ہونے کا دعویدار ہے۔

۱۹۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۶۸ تو ہماری کھلی کھلی تائید کرتا ہے۔ اور ہم نے اسے خود پیش کیا ہے۔ مگر آپ ہیں۔ کہ اُسے ٹھکرا ہی فرماتے ہیں۔ "اس حوالہ سے آپ کے تمام حوالوں کا بوجھ اتر جاتا ہے۔" مولوی صاحب! کیا ایسے ہی موقع پر لوگ نہیں کہتے ؎

برایں عقل و دانش بباید گریست

اس سے تو ظاہر ہے۔ کہ حضرت کو غیر تشریعی اور آنحضرت کی پیروی سے حاصل کردہ نبوت کا کھلم کھلا دعوے تھا۔

۲۰۔ آپ کہتے ہیں "رسول کا نبی ہونا ضروری نہیں" تو کیا رسول کا غیر نبی ہونا ضروری ہے چاہیئے۔ کہ قرینہ صریحہ سے معنے کئے جائیں۔ حضرت نے صاف صاف اپنے لئے نبی انہی معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ جن معنوں میں دوسرے نبیوں کی نبوتیں تھیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

حوالہ ۵۷ " اگر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا۔ تو یہ نئی بات نہیں۔ دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا۔ جسے ٹھٹھا نہ کیا گیا ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاحسرۃ علی العباد مایأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون" (چشمۂ معرفت صـ۳۱۹)

کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس جگہ حضور اپنی محدثیت کو پیش کر رہے ہیں۔

۵۸ " ؎ روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک

میرے آنے سے ہؤا کامل بجملہ برگ و بار

پھر فرمایا:۔

انبیاء کے طور پر حجت ہوئی ان پر تمام

ان کے جو حملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصہ دار (درثمین)

ان اشعار میں حضرت نے اپنی نبوت کو پیش کیا ہے۔ اور وہ نبوت جملہ نبیوں کی طرح ہے۔

۵۹۔ فرمایا: "اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ یعنی منعم علیہم۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا۔ کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے۔ اور آخری اینٹ کے ساتھ بناء کو کمال تک پہنچا دے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔ . . . اور میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۱۲)

۶۰۔ "بعض نادان کہتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جیسا کہ شریر آدمی پہلے نبیوں کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۷۶)

۶۱۔ "جیسا کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ . . . . سے ظاہر ہے۔ اور رسول سے مراد اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ اور مسیح موعود بھی مراد ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۷۶)

کیا آیت میں رسول بمعنی محدث مانا جا سکتا ہے؟ تب تو پھر آنحضرت صلعم صرف ایک محدث ہو جائیں گے۔

۶۲۔ "اگر کوئی کہے۔ کہ تم بھی نبوت کے مدعی ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دیسا (حضرت عیسٰے کی طرح) نبی نہیں ہوں۔ حضرت عیسٰے براہ راست خدا کے نبی تھے۔ اور میری نبوت آنحضرت صلعم کے واسطہ اور فیض سے ہے۔"

(تقریر لاہور)

۶۳۔ "کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ . . . . . ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔" (نزول المسیح ص۲۰۲)

۶۴۔ "میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس (خدا) کا فضل اس مسیح سے مجھ پر زیادہ ہے۔ جو مجھ سے پہلے گزر چکا ہے" (مکتوبات احمدیہ حصہ سوم ص۱۲)

۶۵۔ "ہمارا یہ دعوے ہے۔ کہ میں ایک پہلو سے امتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے نبی۔ اور وہ نبوت براہ راست نہیں۔ بلکہ امتی ہونے کی کامل برکات نے اور آنحضرت صلعم کے فیوضِ تامہ نے مجھے بہ درجۂ نبوت بخشا۔ . . . اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ میرے پاس بھی اس قسم کی نبوت کے وہی دلائل ہیں۔ جو سب انبیاء کے پاس ہوتے چلے آئے ہیں" (الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۷ء)

۶۶۔ "ہمارے نزدیک معجزہ اُسے کہتے ہیں۔ جس کے ساتھ اس شخص کے صدق کے اظہار کا قصد کیا جائے۔ جس نے نبوت کا دعوے کیا ہو۔ . . مدعیٔ نبوت کے ہاتھ سے ظاہر ہو" (الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۳ء)

پھر فرمایا:۔

"اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں" (نزول المسیح ص۸۳)

۶۷۔ "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی" (حقیقۃ الوحی ص۶۲)

۶۸۔ "آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے۔ کہ مصفیٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

۶۹۔ حافظ محمد یوسف صاحب نے لکھا:۔

"اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں نے سُنا ہے۔ اس میں نبوت کا دعوے

مرزا صاحب نے کیا ہے۔"

اس پر حضرت نے فرمایا:۔

"یہ لوگ اسے دعویٰ جدید کہتے ہیں۔ براہین میں ایسے الہامات موجود ہیں جن میں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ چنانچہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدے اور جری اللہ فی حلل الانبیاء وغیرہ۔ ان پر غور نہیں کرتے۔" (الحکم ۳۰ر نومبر ۱۹۰۱ء)

دیکھئے حضرت نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ بالکل غلط۔ صرف محدثیت کا دعوے ہے۔ بلکہ قائل کے قول کی تصدیق فرما کر اپنے دعوے کے براہین سے الہامات پیش فرمائے۔

ہاں یاد رہے۔ کہ ایک غلطی کا ازالہ حضرت کی غلطی کے ازالہ کے لئے نہ لکھا گیا تھا۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب نے اس میں اس مرید کی غلطی کا ازالہ فرمایا ہے۔ جس نے اس سوال پر کہ میرزا صاحب نے نبی ہونے کا دعوے کیا ہے۔ کہدیا کہ:۔

"بالکل نہیں۔ انہوں نے ہرگز نبی ہونے کا دعوے نہیں کیا۔"

اس غلطی کا ازالہ کیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ پھر بھی ایک قلیل گروہ حضرت کی نبوت کا منکر ہو کر آج "محض انکار" میں جواب دے رہا ہے۔

عنـ ۷ "میرے پر کامل انسانیت کے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔" (نصرۃ الحق ص۶۶)

جناب مولوی صاحب! آپ خدا کے واسطے ان تمام عبارتوں پر ٹھنڈے دل سے غور فرمادیں کیا ان میں وارد لفظ نبی یا نبوت کی آپ محض محدثیت سے تاویل کر سکتے ہیں؟

۲۱۔ میں نے الحکم ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۱ء سے ام المومنین کو ام المومنین کہنے سے حضور علیہ السلام کے جواب سے حضور کی نبوت پر استدلال کیا تھا۔ آپ نے کمال جرأت سے کام لے کر اسے تحریف قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے ایک پہلے فقرہ میں "نبیوں یا ان کے اظلال" کی بیویوں کو امہات المومنین کہا گیا ہے۔

مولوی صاحب! یہ آپ کی ہمالیہ جتنی غلطی ہے۔ کہ آپ نے اسے تحریف کہا۔ سنئے میرا استدلال نبوت مسیح موعود پر اس فقرہ سے ہے:۔

"مسلم میں تو مسیح موعود کو نبی کہا گیا ہے۔ اور قرآن شریف میں انبیاء

علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے"
خدا کے لئے بتائیے۔ اس سے حضرت کی نبوت ثابت ہے یا نہیں۔ اور کیا حضرت محض اپنے نبی ہونے کی بناء پر ہی ام المومنین کو ام المومنین کہنا ضروری قرار نہیں دیتے ہیں؟ ہاں اس آخری اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ اگر نبیوں اور ان کے اظلال کی بیویاں کو امہات المومنین کہا بھی جاتا ہو۔ تو بھی بہر حال حضرت مسیح موعودؑ کی بیوی کو محض اس لئے ام المومنین کہا جاتا تھا۔ اور جاتا ہے۔ کہ وہ ایک نبی کی بیوی ہے۔ پھر یاد رکھئے کہ حضرت نے اس جگہ صراحتاً اپنے آپ کو "نبیوں" کے ذیل میں رکھا ہے۔ "اظلال" کے ضمن میں نہیں رکھا۔

یہ بھی نوٹ کر لیں۔ کہ تطبیق کلام کے لئے نبیوں سے مراد شریعت جدیدہ لانے والے انبیاء ہیں۔ اور ان کے اظلال سے مراد ان کے تابع غیر تشریعی نبی ہیں۔ ورنہ کون نہیں جانتا۔ کہ محدثین اور اولیاء کی بیویوں کو امہات المومنین نہیں کہا جاتا۔ اس کو تحریف کہنا آپ کی کمال ستم ظریفی ہے۔

۲۲۔ حوالہ ۴۶ میں آپ نے کہا ہے۔ کہ ایک مرشد بھی کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یہ فقرہ اسی ہیئت میں کوئی مرشد نہیں کہہ سکتا۔ نہ وہ "پہلے نبی" کہے گا۔ بلکہ محض "نبی" کہے گا۔ اور نہ ہی "میں بھی" کہے گا۔ پھر آپ نے آخری فقرہ یعنی

"اس لئے اس وقت کی قدر کرو"

کو کیوں حذف فرما دیا۔

۲۳۔ نبی اور مامور من اللہ ایک ہی چیز ہے۔ آپ اپنی ایک غلط فہمی پر حضرت کی عبارت کو غلط طور پر حل کرنا چاہتے ہیں۔ جو قابل افسوس امر ہے۔ اس حوالہ ۴۷ میں دونوں مسیح نبی و مامور مذکور ہیں۔

۲۴۔ امتی کا نام جب ویسے ہی ملا ہے۔ جیسے نبی کا۔ اور نبی کا نام آپ کے نزدیک برائے نام ہے۔ تو میرے اس پوچھنے میں کونسا عیب ہے۔ کہ کیا آپ کے نزدیک حضرت کا امتی ہونا بھی برائے نام ہے۔ جواب نہ آتے پر ناراض کیوں ہوتے ہیں۔

اگر امتی آپ حقیقتاً ہیں۔ حالانکہ یہ نام آپ کو ویسے ہی دیا گیا۔ جیسے نبی کا نام دیا گیا۔ تو نبی بھی آپ سچ مچ ہیں۔ محض برائے نام نہیں۔

۲۵۔ فقرہ "میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعوٰے ہے۔"

کتنا واضح ہے۔ مگر افسوس مولوی عمر الدین صاحب اس سے بھی انحراف کر رہے ہیں۔ اور پی صاحب کی یاد آپ کو پروفت آگئی ہے۔ آخر وہ غیر مبائع جو ٹھہرے۔

ہم تو جناب اغیر تشریعی رسالت ہی مراد لیتے ہیں۔ اور فقرہ "بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی" سے بھی ہماری تائید ہوتی ہے۔ ہاں آپ کا "بعد زمانہ نبوت" سے یہ استدلال کرنا کہ نبوت ختم ہو گئی ضرور قابل داد ہے۔ پھر کیا آنحضرت کی نبوت کا زمانہ ختم ہو گیا؟ اس جگہ نبوت سے مراد آنحضرت کی نبوت ہے۔ ورنہ حضرت آدمؑ کی نبوت کے بعد تو تشریعی نبوت بھی جاری تھی۔ خدارا غور کر لیا کریں۔ یہ بچوں کی سی باتیں ہوتی ہیں۔ نہ کہ مبرہن مدلل باتیں۔

۲۶۔ "ھم وغم" والے حوالہ کا میں مفصل جواب دے چکا ہوں۔ مگر آپ نے پرچہ پڑھنے کے بغیر اسے پھر دہرا دیا۔

سنئے! اس میں "بوجہ ختم نبوت" کے فقرہ سے تشریعی نبوت کی بندش مراد ہے۔ کیونکہ آنحضرت نے خود آنے والے مسیح کو نبی قرار دیا۔ اور اس کی پیشگوئی کی ہے۔ بلکہ فرمایا "کیف تھلك امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح فی آخرھا"
(مشکوٰۃ)

اسرائیلی سلسلہ میں نبی کی وفات کے بعد فوراً نبی ہو جاتا تھا۔ جو اس گری قوم کو سنبھال لیتا تھا۔ جیسا کہ فرمایا۔ کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء اذا ھلك نبی خلفہ نبی مگر آنحضرت کے بعد معاً کسی نبی کے نہ آنے کا آپ کو علم تھا۔ کیونکہ مسیح موعود تو چودھویں صدی میں آنے والا تھا۔ اس لئے اس درمیانی زمانہ میں جسے آنحضرت صلعم نے فساد کا زمانہ اور فیج اعوج قرار دیا ہے۔ آپ کو اندیشہ تھا۔ اس زمانہ کا

آنحضرت صلعم کو "صم دعم" تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالٰے نے حضور کو مجددین کی خبر دی۔ اور یہ بالکل درست ہے۔

یہ جواب ہے اس حوالہ کا۔ ذرا تمام ان لوگوں کو سمجھا دیں جن کو وہم ہے۔ کہ ہم اس کا چھ ماہ میں بھی جواب نہیں دے سکتے۔ اس قسم کے وہم میں ان کو مبتلا نہ ہونا چاہیئے۔

۲۷۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"حضرت اقدس لاکھ اپنا عقیدہ بدل لیں۔ پر خدا کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں"۔

معلوم ہوا۔ کہ تبدیلیٔ عقیدہ کا آپ کو اعتراف ہے۔ اس پر تعریف نبوت کے بدلنے کا انحصار ہے۔ لہذا آپ کو دونوں باتیں ماننی پڑ گئیں۔

۲۸۔ نبی بھی مجدد ہو سکتا ہے۔ اور مجدد نبی ہو سکتا ہے۔ ان میں عموم و خصوص من وجہ ہے۔ آنحضرت صلعم کو حضرت نے مجدد اعظم اور حضرت مسیح اسرائیلی کو چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا۔ آپ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

۲۹۔ جب حضرت نے محض تشریعی نبوت کا انکار کیا۔ اور غیر تشریعی نبوت کو مانا ہے۔ تو ہمارا دعوٰے مسلّم ہے۔ نفس دعوٰے میں کوئی تبدیلی نہیں۔ ہاں نام رکھنے میں تبدیلی ہوئی تھی۔ جیسا کہ مختلف تعریفات سے ظاہر ہے۔

۳۰۔ غیر تشریعی نبوت کا انکار آپ نہیں دکھا سکتے۔ چیلنج کو "بے معنی" کہکر دل کو تسلی دے رہے ہیں۔ ع

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

۳۱۔ حضرت نے فرمایا ہے:۔

"اسی امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے"۔ (دافع البلاء صـ۱۳)

اسی کا نام فضیلتِ کلّی ہے۔ آپ نے جو ریویو کا حوالہ پیش کرکے کہنا چاہا ہے۔ کہ "یہ جزوی فضیلت" ہے۔ اس جگہ تو لکھا ہے:۔

"جس طرح مثیل موسٰے بہت سی باتوں میں موسٰے سے بڑھکر ہے ایسا ہی

مثیل عیسےٰ بہت سی باتوں میں عیسےٰؑ سے بڑھ کر ہے"

توکیا آپ کے نزدیک آنحضرت صلعم کو بھی حضرت موسےٰ پر کلی فضیلت نہ تھی؟ یاد رکھیئے۔ فضیلت کلی ہی تھی۔ مگر اس کو "جزوی فضیلت" اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ ہر دو سلسلوں میں سے ایک کے تمام افراد کو دوسرے سلسلے کے تمام افراد پر بہت فضیلت نہیں۔ آنحضرت جو جزئی ہیں۔ وہ حضرت موسیٰ سے تمام شان میں بہت بڑھکر ہیں۔ اور حضرت اقدس جو جزئی ہیں۔ وہ حضرت مسیحؑ سے تمام شان میں بہت بڑھکر ہیں۔ اس جگہ جزوی کا لفظ سلسلہ کے افراد کے تقابل کا باعث ہے۔ حقیقۃ الوحی کا پیش کردہ حوالہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

۳۲۔ میں نے ہرگز نہیں لکھا۔ کہ "واقعی ہر قسم کی نبوت بند ہے" میں نے تو صرف یہ کہا ہے۔ کہ واقعی ہر کمال آنحضرتؐ کی پیروی سے ملتا ہے۔

ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا

شاید اسے تحریف کہنا بجا ہو۔ مگر میں آپ کے احترام کی وجہ سے نہیں لکھنا چاہتا۔

۳۳۔ ظلی مسیح۔ مجازی مسیح۔ حقیقی آدم۔ حقیقی کتاب۔ وغیرہ وغیرہ محاورات کا آپ کوئی جواب نہیں دے سکے۔

۳۴۔ اگر اولیاء اور مسیح موعود میں کثرت و قلت مکالمہ کا فرق نہیں۔ تو ص۳۹۱ حقیقۃ الوحی پر کیوں لکھا ہے۔ آگ لینے جا کر نبی بن جانا ان معنوں میں، تو درست نہیں۔ جن میں عوام الناس سمجھتے ہیں۔ حضرت موسےٰ تو رحمت الٰہی کے سایہ میں روزِ اول سے تربیت پا رہے تھے۔

۳۵۔ آپ نے تمام مسلمانوں کو ختم نبوت کا منکر کہدیا ہے۔ اس کا نتیجہ کل کے مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ یاد رکھیں۔

۳۶۔ ظالم مخالف جو مسیح مستقل نبی کی آمد کے منتظر ہیں۔ نہ کہ ہم۔ خواہ آپ آج کچھ کہیں مگر کل تک تو ہمارے ہی ساتھ تھے۔ یہ گالی شاید اختر حسین صاحب کا اثر ہے۔

۳۷۔ سب انبیاء سابق ایک ایک صفت میں ظل بن کر نبی اور حضرت مسیح موعود تمام صفات میں ظل ہر دو معنے ہو کر بھی نبی نہیں۔ تلک اذًا قسمۃ ضیزیٰ۔

آپ نے خود لکھا ہے:۔

"مسیح موعود تمام صفات میں مثیل بھی ہے۔ اور فیض نبوت سے پروردہ بھی"
یہ تو حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر روشن ترین دلیل ہے۔

۳۸۔ کیا قرآن کے موعود مسیح حضرت مجازی ہیں۔ یعنی سچ مچ نہیں۔ اور اسی طرح اعزازی کاسر الصلیب ہیں۔ گویا بقول آپ کے سچ مچ کاسر الصلیب نہیں آخر آپ غور کریں۔ کہ آپ نے کیا جواب دیا۔ غور سے پڑھیں۔ موسیٰ کا خطاب دیا جانا نہیں لکھا۔ بلکہ نبی کا خطاب دیا جانا لکھا ہے۔ یونہی لفظ شکست سے فائدہ کیا۔

میں نے ۰۷ حوالجات اور دیگر بیس سے زیادہ دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔ برحق نبی ہیں۔ خدا ان کو نبی کہتا ہے۔ رسول کریمؐ نے آپ کو نبی ٹھہرایا ہے۔ آپ نے خود نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ جماعت احمدیہ آپ کو نبی مانتی رہی ہے۔ یہی حقیقت ہے یہی صداقت ہے۔

پس اے ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیو! پھر اسی مرکز پر جمع ہو کر جس کو خدا نے قائم کیا اور جو خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ ہاں پھر اسی قرنا کی آواز پر لبیک کہو۔ جو اس زمانہ میں خدا کا رسول ہے۔ اس کی اطاعت میں ہی ہر ایک کامیابی ہے۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ وُہ آخری نور ہے۔ اس کے بغیر سب تاریکی ہے۔ خطرناک راستہ پر جا رہے ہیں وہ لوگ۔ جو اس مقدس کو جھٹلاتے ہیں۔ یا اس کے مقام کو کم کرکے پیش کرتے ہیں۔ خدا نے اس نبی کی قبولیت کو حسب وعدہ دُنیا میں پھیلانا ہے۔ یہ بات ہو کر رہے گی۔ آپ لوگ خدا کے وعدوں کو روک نہیں سکتے۔

پس مبارک ہے وُہ جو وقت کو شناخت کرے۔ اور خدا کے فرستادہ برحق کو قبول کرے حضرت نے فرمایا ہے ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری ناظر جماعت احمدیہ

از راولپنڈی ۲۳/۶/۴۷

بشارت احمد لقا نگران از جانب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۳/۶/۴۷

اسماء معاونین

۱۔حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ

۲۔مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل۔

۳۔چودھری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے۔

سیّد محمد امین پریزیڈنٹ منجانب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ راولپنڈی

قاضی محمد نذیر پریزیڈنٹ

منجانب جماعت احمدیہ۔ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا پہلا پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا انکار کرنیوالے کافر

اور

دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہیں"

حضرات! آج کی بحث اس موضوع پر ہے۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود کے دعوے کا انکار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں۔ اس کے لئے میں خود حضرت مسیح موعود کا فرمان نقل کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ :-

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

جماعت احمدیہ لاہور کا اسی فرمان کے مطابق عقیدہ ہے۔ مگر جماعت احمدیہ قادیان اس امر کی قائل ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کا انکار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ جس شخص کے پاس حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ پہنچا ہو۔ وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جب تک کہ آپ کی بیعت نہ کرے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص حضرت کو دل میں سچا بھی سمجھتا ہو۔ مگر جب تک زبانی بیعت کا اقرار نہ کرے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم غیر احمدی لوگوں کو کافر سمجھیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جس طرح حضرت موسےٰ و حضرت عیسےٰ و حضرت محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کا منکر کافر ہے بعینہٖ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اس امر پر گفتگو کے لئے حضرت مسیح موعود کی تحریرات کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے

کہ آپ نے ایک مقام پر بھی نہیں فرمایا۔ کہ جو شخص میرے دعویٰ کا انکار کرے۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور میرا چیلنج ہے۔ کہ تمام تحریرات مسیح موعود میں سے صرف ایک مقام فریق مخالف کے مناظر صاحب دکھا دیں۔ جہاں لکھا ہو۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کرنے والے خارج از اسلام ہیں۔ مگر وہ ہرگز ہرگز ایسے الفاظ نہیں دکھا سکتے۔

۲۔ حضرت مسیح موعود کی آمد کا مقصد آپ کے اپنے الفاظ میں ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"واضح ہو۔ کہ حضرت عیسےٰ ابن مریم بھی اسی کام کے لئے آئے تھے۔ اور اس زمانہ میں آئے تھے۔ جبکہ یہودیوں کے مسلمانوں کی طرح بہت فرقے ہو گئے تھے۔ . . . . . سو آنحضرت صلعم نے اس امت کو بشارت دی تھی۔ کہ آخری زمانہ میں تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔ بہت فرقے تم میں نکل آئیں گے۔ اور بہت سے متضاد خیالات پیدا ہو جائیں گے۔ اور ایک گروہ دوسرے گروہ کو یہودیوں کی طرح کافر سمجھے گا۔ اور اگر ننانوے وجوہ اسلام کے موجود ہوں۔ تو صرف ایک وجہ کو کفر کی وجہ سمجھکر کافر ٹھہرایا جائے گا۔ . . . . . تب اس یہودیت کی بیخ کنی کے لئے مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔" (ازالہ اوہام ص۵۸۸ تا ۵۹۲)

آپ نے اس کے مطابق ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ:۔

"تکفرون اھل قبلتکم عن دینکم ولا تخافون۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۹)

کہ کیا تم اپنے اہل قبلہ کو کافر کہتے ہو۔ اور خدا کا خوف نہیں کرتے۔

۳۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھکر ہی کوئی شخص کفر سے نکل کر اسلام میں داخل ہو سکتا تھا۔ اس لئے حضرت نے صاف طور پر فرما دیا۔ کہ آپ کے دعوے کا انکار کرنیوالے جب تک کہ آنحضرت صلعم کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ ذیل میں ایک حوالہ آپ کی کتاب تریاق القلوب سے درج کیا جاتا ہے۔

"ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے۔ کہ وہ آئندہ مجھے دجال اور کافر اور

کاذب نہیں کہے گا۔ . . . . . اب دیکھو۔ کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا۔ جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کرکے تیار کیا تھا اگر وہ اس فتوائے کے دینے میں راستی پر ہوتا۔ تو اس کو حاکم کے روبرو جواب دینا چاہئے تھا۔ کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے۔ اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں۔ . . . . بالخصوص جس حالت میں خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے میں اب تک اور آخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم ہوں۔ جن کو محمد حسین نے کلماتِ کفر قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے۔ کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کرلیا۔ . . . .
اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی۔ کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرادیا۔ . . . . ہاں یہ سچ ہے۔ کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے۔ مگر اس دستخط سے منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا۔ اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (صفحہ ۱۳)

اس کے نیچے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

اس تحریر سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے۔ کہ حضرت کا مسلک اس معاملہ میں کیا تھا۔ آپ نے اس کے بعد بھی یہی لکھا۔

۴۔ آپ پر جب یہ الزام لگایا گیا۔ کہ آپ نے اپنے تمام مخالفوں کو کافر قرار دیا۔ تو

آپ نے فرمایا :۔

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو۔ کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے۔ اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ہم سے ایسے متنفر ہوگئے۔ کہ ہم سے سیدھے منہ کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہوگیا۔ کیا کوئی مولوی یا مخالف یا سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے۔ کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوائے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے۔ جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو۔ تو وہ پیش کریں۔ ورنہ خود سوچ لیں۔ کہ یہ کس قدر خیانت ہے۔ کہ کافر تو ٹھہرائیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگادیں۔ کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے۔ اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے۔ اور آپ ہی اس بات کے بھی قائل ہوگئے۔ کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا۔ کہ بموجب اقرار انہیں کے ہم ان کو کافر کہتے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

حقیقۃ الوحی میں بھی آپ یہی فرماتے ہیں۔ کہ کافر کسی کو نہیں کہا۔ صرف کافر کہنے والوں پر ان کا اپنا فتوٰے لوٹتا ہے۔

۵۔ آپ نے حقیقۃ الوحی میں تریاق القلوب والے مذہب کو قائم رکھا۔ فرماتے ہیں۔

"فریق ثانی کے وکیل نے (مقدمہ جہلم مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۰۳ء کو) ناقل) مجھ سے سوال کیا۔ کہ آپ کی شان اور مرتبہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۱)

۶۔ پھر آخری ایام کی کتاب براہین پنجم میں فرماتے ہیں:۔

"اگر مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب مجھے بے ایمان۔ کافر۔ دجال قرار نہیں دیتے۔ اور واجب القتل نہیں سمجھتے۔ تو ہم ان کو یہودی نہیں کہتے" (حاشیہ براہین پنجم ص۱۴۱)

معلوم ہوا۔ کہ صرف کافر کہنے والے کافر ہیں۔ نہ وہ لوگ جو دعوے سے منکر ہیں۔ کیونکہ محمد حسین صاحب کو کافر نہ کہنے یا مسلمان سمجھنے کے لئے حضرت میرزا صاحب کا ماننا شرط نہیں۔ بلکہ فتوئے کفر سے رجوع کرنا شرط ہے۔

۷۔ زندگی کے آخری ایام میں آپ نے سر (اور اس وقت مسٹر) فضل حسین مرحوم سے گفتگو کی۔ جو کہ آپ کی وفات سے پیشتر ہی شائع ہو گئی۔ جس میں سر فضل حسین مرحوم کے اس اعتراض پر کہ اگر تمام غیر احمدیوں کو کافر کہا جائے۔ تو اسلام میں کچھ نہیں رہتا۔ حضور نے فرمایا۔

"ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے۔ جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہکر خود کافر نہ بن جائے۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو۔ جب ہم نے مامور ہونے کا دعوے کیا۔ تو اس کے بعد بٹالہ کے محمد حسین مولوی ابو سعید صاحب نے بڑی محنت سے ایک فتوے تیار کیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ یہ شخص کافر ہے دجال ہے ضال ہے۔ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ جو ان سے السلام علیکم کرے۔ مصافحہ کرے یا انہیں مسلمان کہے وہ بھی کافر ہے۔

اب سنو۔ یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ کہ جو مومن کو کافر کہے۔ وہ کافر ہوتا ہے۔ پس اس مسئلہ سے ہم کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ آپ اگر خود ہی کہدیں۔ کہ ان حالات میں ہمارے لئے کیا راہ ہے۔ ہم نے ان پر پہلے کوئی فتوٰی نہیں دیا۔ (اگر آپ کے دعوٰی کا انکار کفر ہوتا۔ تو یوں نہ کہتے۔ ناقل) اب جو انہیں کافر کہا جاتا ہے۔ تو یہ انہیں کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے۔ (گویا دعوے کے انکار کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ کافر کہنے کا ہے۔ ناقل) ایک شخص نے ہم سے مباہلہ کی درخواست کی۔ ہم نے کہا۔ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔

دگو یا مباہلہ کرنے والے کو بھی مسلمان سمجھ رہے ہیں۔ ناقل) اس نے جواب میں لکھا۔ کہ ہم تو تجھے پکا کافر سمجھتے ہیں۔

اس شخص نے عرض کیا۔ کہ وہ آپ کو کافر کہتے ہیں تو کہیں۔ لیکن اگر آپ نہ کہیں تو کیا حرج ہے۔ فرمایا جو ہمیں کافر نہیں کہتا۔ ہم اُسے ہرگز کافر نہیں کہتے۔ لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے۔ اسے کافر نہ سمجھیں۔ تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اور یہ ہم سے ہو نہیں سکتا۔" (بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

مگر برخلاف اس کے ہمارے قادیانی دوستوں کا یہ خیال ہے۔ کہ صرف کافر کہنے والا کافر نہیں بلکہ وہ بھی جو حضرت کو کافر نہ کہے صرف دعوے کا انکار کرنے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جس کے لئے کوئی دلیل نہیں۔

حضرت نے کافر کا لفظ صرف کافر کہنے والوں کے لئے استعمال کیا ہے۔ اور یہ بات عام ہے۔ جب ایک مسلمان کو دوسرا کافر کہے۔ تو کہنے والے پر خود وہ کفر الٹتا ہے۔ اس میں مسیح موعود کی کوئی خصوصیت نہیں۔

۸۔ حضرت صاحب نے تریاق القلوب میں بھی فرمایا تھا کہ"

"میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا جب تک وہ تکفیر اور تکذیب کرکے اپنے تئیں کافر نہ بنا لیوے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اور یہی مذہب آپ کا آخر دم تک رہا ہے۔ کہ صرف کافر کہنے والے یا مفتری قرار دینے والے کافر ہیں۔

۹۔ یہ جو کہا جاتا ہے۔ جس شخص نے حضرت کی بیعت نہیں کی۔ خواہ اس نے نام بھی نہ سنا ہو۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضرت کی ذیل کی تحریر کے خلاف ہے۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال" میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہونچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا۔ اور دوزخ میں

پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے۔ کہ بداہت کوئی عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی۔ جو شخص بکلی نام سے بھی بے خبر ہے اس پر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں۔ کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے۔ اور وہ میرے دعوے پر اطلاع پا چکا ہے۔ وہ قابل مواخذہ ہے کیونکہ خدا کے فرستادوں سے منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے۔ جس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس

"گناہ"

کا داد خواہ میں نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ہی جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ میرا نہیں۔ بلکہ اس کا "نافرمان" ہے۔ جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔ ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے۔ کہ جس شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہونچ چکی ہے۔ اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکی ہے۔ اگر وہ "کفر" پر مر گیا۔ تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۷۸ و ص۱۷۹)

۱۰۔ اس جگہ حضرت نے ان لوگوں کو جنہوں نے نام نہیں سنا۔ کافر نہیں کہا۔ ہاں ان لوگوں کے لئے جن کو حضرت کے دعوے سے کامل طور پر اطلاع مل چکی "گناہ" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جو ایک حکم نبوی کی نافرمانی ہے۔ مگر اس کے مقابل حضرت نبی کریم صلعم کے مخالف کے لئے "کفر" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ فرق ظاہر ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا منکر گناہگار۔ اور آنحضرت صلعم کا منکر کافر۔

۱۱۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آگے جہاں حضرت نے کفر کی دو اقسام کی ہے۔ وہاں آنحضرت صلعم کے منکر کے لئے کہا۔ کہ وہ "اسلام کا انکار" کرتا ہے۔ مگر اپنے مکذب اور مکفر کو قسم دوم میں داخل کر کے بتایا۔ کہ اس کی حیثیت وہ نہیں یہ دوسری قسم کا کفر یا "کفر دون کفر" اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ اس پر امام بخاری نے اپنی صحیح میں خاص باب باندھا ہے۔ اور جس کا مفہوم یہی لیا ہے۔ کہ اس کا کرنے والا اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ مطلق لفظ کفر اس پر گناہ کے ہم معنے استعمال ہوتا ہے۔

۱۲۔ اسلام سے خارج ہونا اور مرزا صاحب علیہ السلام کے سلسلہ سے خارج ہونا ہم معنے نہیں۔ جو شخص حضرت کی بیعت سے خارج ہو جائے۔ ضروری نہیں۔ کہ وہ مسلمان نہ رہے۔ حضرت نے عبد الحکیم کو خط میں لکھا۔

"آپ ہمارے سلسلہ سے ہی خارج نہیں۔ بلکہ اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں"

معلوم ہوا۔ کہ سلسلہ احمدیہ ایک فرع ہے۔ جس کا انکار اسلام کا جو اصل ہے۔ انکار نہیں کہلا سکتا۔ ورنہ حضرت کو یوں کہنا چاہیئے تھا۔ کہ چونکہ تم اب میری بیعت سے نکل گئے ہو اس لئے اسلام سے خارج ہو رہے ہو۔ کیونکہ جو بیعت میں نہیں۔ یا میرے دعوے کا منکر ہے۔ وہ خارج از اسلام ہے۔

۱۳۔ ایک اور ثبوت اس امر کا کہ اسلام کے لئے حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہونا یا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا ضروری نہیں یہ ہے۔ کہ حضرت نے پیر غلام فرید صاحب کو جو چاچڑاں کے رہنے والے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ آپ کی بیعت میں شامل نہ تھے۔ مسلمان کہا اور ان کو

"عبد صالح"

قرار دیا۔ اور فرمایا:۔

"اے فرید وقت در صدق وصفا"

اگر آپ کی بیعت میں شامل ہونے کے بغیر مسلمان ہونا ناممکن تھا۔ تو یہ کبھی نہ فرما سکتے تھے

۱۴۔ ایک دوسرا اعلیٰ نشان جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے دعوے

کے انکار کرنے والوں کو کافر نہیں کہا۔ یہ ہے۔ کہ آپ نے ایک سوال پر حسب ذیل جواب دیا۔

"سوال ہوا۔ کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں۔ اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا۔ اور ہمیں برا کہتا تھا۔ اور برا سمجھتا تھا۔ تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔ اور اگر خاموش تھا۔ اور درمیانی حالت میں تھا۔ تو اس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم میں سے ہو۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ متوفی اگر مکذب اور مکفر نہ ہو۔ تو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے۔ کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ علام الغیوب خدا کی ہی ذات ہے۔"

(الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۲ء ص ۷ کالم ۲۔ فتویٰ مورخہ ۱۸ر اپریل ۱۹۰۲ء)

یہاں کسی کا بیعت میں شامل ہونا شرط نہیں قرار دیا۔ بلکہ صرف یہ کہ بد زبان نہیں ہونا چاہیئے

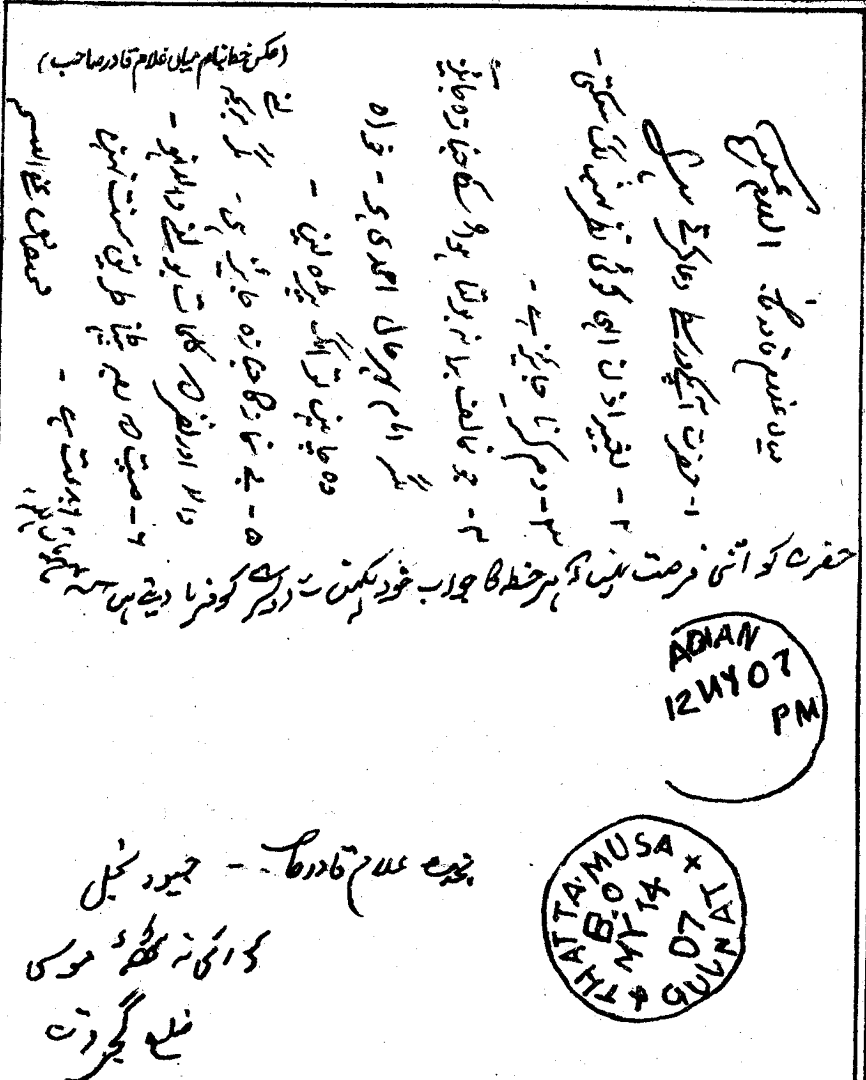
۱۵۔ ایک اور ثبوت یہ ہے۔ کہ موضع بھڈیار ضلع امرتسر کے احمدیوں نے غیر احمدیوں سے ایک معاہدہ کیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ

"معمولی رنگ میں رہنے والے بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لینگے۔" تو حضرت اقدس نے اس پر اپنے قلم سے لکھا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہے۔" دستخط میرزا غلام احمد

(اخبار بدر مورخہ ۱۳ر مئی ۱۹۰۹ء)

یہ فتوےٰ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ مسلمان سمجھنے کے لئے دعویٰ کا ماننا ضروری نہیں۔ اور سنئے:۔

۱۶۔ مفتی محمد صادق صاحب بحکم حضرت اقدس ذیل کا خط ایک صاحب کے نام لکھتے ہیں۔ جس کا اصل عکس میں اس پرچہ میں چسپاں کر رہا ہوں



(عکس خط بنام میاں غلام قادر صاحب)

اس میں صاف فرمایا۔ کہ

"جو مخالف بُرا نہ بولتا ہو۔ اس کا جنازہ جائز ہے۔"

معلوم ہوا۔ کہ دعوے کا ماننا اسلام کے لئے ضروری نہیں۔

۱۷۔ ایک امر کا اظہار ضروری ہے۔ امام احمدی ہونے کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے۔ کہ امام لوگ عموماً حضرت کو کافر کہتے تھے۔ اس لئے ان مکفر اماموں کے پیچھے نماز جائز نہ تھی۔

۱۸۔ حضرت نے ایک خط کے جواب میں جو بلوچستان سے آیا تھا۔ اپنے قلم سے ذیل

کے الفاظ تحریر فرمائے۔

"جواب میں لکھدیں۔ کہ چونکہ عام طور پہ ملک کے ملاں لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھہرایا ہے۔ اور فتوٰی لکھے ہیں۔ اور باقی لوگ ان کے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ ہوں۔ تو وہ صفائی ثابت کرنے کے لئے اشتہار دیدیں۔ کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے۔ وُہ آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیونکر پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کی رُو سے جائز نہیں" (بدر ۲۴-۳۱ر دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

یہ فتوٰے اس خط پر دیا۔ جو ۱۷ر مارچ ۱۹۰۸ء کو حضرت کو لکھا گیا تھا۔

۱۹۔ اور سنیئے۔

ایک شخص نے بذریعہ خط دریافت کیا۔ کہ میں حج کو جانے والا ہوں۔ وہاں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوُا۔ اور وہ بے خبر ہیں۔ جب اتمام حجت ہو لیگا۔ اور وہ انکار کرینگے اور اس قسم کی مشکلات پیش آویں گی۔ تو خود اللہ تعالےٰ کوئی راہ پیدا کر دے گا" (البدر جلد ۳ ۸ر نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲ ک ۳)

معلوم ہوُا۔ کہ دعوٰے کا ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری نہیں۔

۲۰۔ یہی وجہ تھی۔ کہ خود جناب میاں محمود احمد صاحب حضرت مولانا نورالدین صاحب کے عہد میں مکہ میں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ ورنہ اگر کافر ہی سمجھتے۔ یا دعوٰے کے منکر کو مسلمان نہ سمجھا جاتا۔ تو کبھی نہ پڑھتے۔

۲۱۔ حضرت نے اپنے منکرین کو خلفاء و مجددین کے منکرین کی طرح ہی قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا فرض نہیں۔ خدا تعالےٰ کے حکم سے

انحراف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک
ھم الفاسقون۔ بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں گے۔ پھر جو شخص ان
کا منکر رہے۔ وہ فاسقوں میں سے ہے۔" (شہادۃ القرآن ص۴۶)

معلوم ہوا۔ تمام خلفاء و مجددین کے منکر فاسق ہیں یا عہد کو توڑنے والے ہیں:

۲۲۔ پھر فرمایا "میں نے بہت سی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے
یہ بات سمجھا دی ہے۔ کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کا ذکر اجمالاً قرآن
میں اور تفصیلاً حدیث میں پایا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اُسے نہیں مانتے
قرآن شریف کی رُو سے ان کا نام فاسق ہے۔"

(مجموعہ تقاریر۔ پہلی تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۴ء)

پھر فرمایا:۔

"ایسا ہی اس پیشگوئی سے جو مسیح موعود اور تمام مجددین میں مشترک ہے
یہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ کہ جس طرح شیعہ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی
تکفیر کرتے ہیں۔ اور ان کے مرتبۂ ولایت اور بزرگی سے منکر ہیں۔ ایسا
ہی مسیح موعود کی تکفیر بھی کی جائے گی۔ اور ان کے مخالف اس کے رتبہ
ولایت سے انکار کریں گے۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے آخر میں آیت ہے
ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون۔" (تحفہ گولڑویہ ص۶ ۱۹۰۲ء)

اس میں جہاں اپنی شان کو ولایت ہی قرار دیا ہے۔ وہاں بتایا۔ کہ آپ کے منکرین بھی اسی
صف میں ہیں جس میں دیگر خلفاء و مجددین کے منکرین ہیں۔ اور یہ فسق ہے۔ کفر نہیں
یہ فاسق دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے۔ ورنہ تمام شیعہ حضرات کو یا حضرت امیر
معاویہ کو جو خلافتِ علیؓ کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ کافر اور اسلام سے خارج کہنا پڑے گا۔

۲۳۔ جماعت احمدیہ قادیان بھی احمدیہ جماعت لاہور کو منکرین خلافت کا خطاب
دیتی ہے۔ فاسق بھی سمجھتی ہے۔ مگر کافر نہیں کہتی۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ فسق کفر سے بالکل الگ
ہے۔ پس حضرت مسیح موعود کے دعوے سے انکار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام

سے خارج نہیں۔ مجددین کے منکرین کو ایک ہی درجہ دینا چاہیئے۔ یہ نہ ہو۔ کہ دوسروں کے لئے پیمانہ الگ ہو۔ اور اپنا الگ۔

۲۴۔ حضرت مسیح موعود نے یہ جو فرمایا ہے۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔" (خط بنام عبدالحکیم)

اس کو مغالطہ کے رنگ میں پیش کرنا درست نہیں۔ اس کے آگے ہی یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ کہ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں! اور خدا تعالےٰ کے کھلے کھلے نشانات سے منہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راستباز قرار دینا اس کا کام ہے۔ جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔"

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ "مسلمان نہیں" میں نفی کمال ہے۔ یعنی وہ "راستباز مسلمان" نہیں۔ جیسا کہ خود واضح الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت اقدس نے اسی طرح دوسری جگہ فرمایا۔

"کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک ابوبکر۔ عمر۔ عثمان علی رضوان اللہ علیہم کا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دُنیا سے محبت نہ کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں اب جو کچھ ہے۔ وہ دُنیا کے لئے ہے۔" (بدر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء صـ۱۷ کالم ۳)

جس سے مراد یہ نہیں کہ وہ مسلمان ہی نہیں رہتے۔ بلکہ کامل مسلمان مراد ہے۔

۲۵۔ پھر فرماتے ہیں:۔

"اس وقت مسلمان اسلمنا میں تو بے شک داخل ہیں۔ مگر آمنّا کی ذیل میں نہیں یہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب ایک نور ساتھ ہو۔" (بدر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء صـ۱ ک ۱)

معلوم ہوا۔ کہ اس طرح حضرت "نفی کمال" کیا کرتے تھے۔ اور یہ عام محاورہ بھی ہے۔ ہر واعظ عموماً کہتا ہے۔ کہ جو شخص جھوٹ بولتا ہے۔ وہ مسلمان کیسے ہے۔ مگر مراد کافر نہیں ہوتی۔

۲۶۔ حضرت نے دوسری جگہ فرمایا ہے:۔

"دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے کا دعوٰے کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ تقوٰی عبادت کو بجا نہ لائے اور ان اعمال کو جو تزکیہ نفس۔ ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے۔ وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا۔ اسی طرح جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ وہ بھی حقیقت اسلام اور غائت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حقدار نہیں۔ کہ اس کو سچا مسلمان خدا اور اس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں" (تقریر حجۃ اللہ ۱۹۰۸ء وفات سے چند روز پیشتر)

معلوم ہوا۔ کہ "مسلمان نہیں" سے مراد سچا مسلمان نہیں ہے۔ ورنہ اسلام سے خارج مراد نہیں

۲۷۔ اسی طرح تو حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ:۔

"جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا۔ اور امور معروفہ میں ان کی بات نہیں مانتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان سے معاشرت نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں" (کشتی نوح صفحہ ۱۸)

جس کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ وہ کامل احمدی نہیں۔ یا وہ احمدیت کی طرف سے بے خبر ہے ورنہ اگر حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہ ہونے والا اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ جو شخص اپنے ماں باپ یا بیوی کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے وہ اسلام سے بھی خارج ہو گیا۔ مگر نہ تو ایسا عقیدہ ہماری جماعت کے نزدیک صحیح ہے۔ اور نہ قادیانی دوستوں کے نزدیک۔ پس مراد نفی کمال ہے۔

۲۸۔ حضرت نے دوسری جگہ فرمایا۔

"ہر مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے۔ اور مسیح موعود جاننا

واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہونچ گئی ہے۔ گو وہ مسلمان ہے۔ مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا۔ اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے۔ اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے۔ وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔" (تحفہ ندوہ ص۱۳ ۱۹۰۲ء)

معلوم ہوا۔ کہ مسیح موعود کے دعوٰے کا انکار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔

۲۹۔ زیادہ سے زیادہ آئینہ کمالات اسلام کا ایک حوالہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مگر میری یہ گذارش ہوگی۔ کہ ہر انصاف پسند دوست جو اس مضمون کو پڑھتا ہے یا سن رہا ہے۔ جانتا ہے۔ کہ سوال یہ نہیں۔ کہ کافر کہنے والا کیا ہے بلکہ یہ ہے۔ کہ

دعوٰے کا انکار کرنے والا۔

کیسا ہے۔ کافر کہنے والا تو خواہ وہ میرا مکفر ہو۔ میرے مخالف فریق کے مناظر صاحب کا مکفر ہو یا کسی اور مسلمان کا مکفر ہو کافر ہوگا۔ مگر مسیح موعود کے دعوٰے کا انکار کرنے والا کافر دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ میرا صرف یہ مطالبہ ہے۔ کہ کہیں سے دکھا دیا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے دعوٰی کا انکار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مگر یہ ناممکن ہے۔

۳۰۔ مگر میں یہ بھی ذکر کر دوں۔ کہ آئینہ کمالات اسلام میں حضرت کا یہ کہنا کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینے والا اسلام سے خارج ہے۔ یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ وہ حقیقت اسلام سے بے بہرہ ہے۔ اس کے لئے ایک اور حوالہ سنئے۔

"اب واضح رہے۔ کہ اس زمانہ کے بعض موحدین کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ پرندوں کے نوع میں سے کچھ تو خدا تعالےٰ کی مخلوق ہے۔ اور کچھ حضرت عیسٰے کی مخلوق ہے۔ سراسر فاسدانہ اور مشرکانہ خیال ہے۔ ایسا خیال رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (ازالہ ص۲۹۷)

معلوم ہوا۔ کہ اس سے مراد اسلام کی حقیقت سے بے بہرہ ہونا ہے۔ ورنہ پہلے بھی سینکڑوں علماء اور بیسیوں محدثین عظام کا یہی مذہب تھا۔ کیا وہ سب اسلام سے خارج ہو گئے۔

۳۱۔ حضرت مسیح موعود پر خود جب کفر کا فتوٰی لگا۔ تو آپ نے فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ اپنی زبانوں کو تکفیر سے تھام لو۔ خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے

کہ میں مسلمان ہوں۔

آمنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشہد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ۔ (ازالہ ٹائٹل پیج اندرونی)

۳۲۔ پھر فرمایا۔ اے بھلے مانس مولویو! کیا تمہیں ایک دن موت نہیں آئے گی۔ جو شوخی اور چالاکی کی راہ سے سارے جہان کو کافر بنادیا ہے (مگر آجکل قادیانی جماعت بعینہٖ اسی طرح ساٹھ کروڑ فرزندانِ توحید کو اسلام سے خارج قرار دے چکی ہے۔ ناقل) خدا تعالےٰ تو یہ فرماتا ہے۔ کہ جو تمہیں السلام علیکم کہے۔ اس کو یہ مت کہو۔ کہ لست مومنًا۔ یعنی اس کو کافر مت سمجھو وہ تو مسلمان ہے۔"

(اتمام الحجۃ ص۲۳)

۳۳۔ پھر فرمایا۔ یکفرون کل من خالفھم من المسلمین فی ادنی و ادنٰی فی بعض مسائل استنجاء ویدعون المسلمین بایدیھم ویریدون ان یقللوا الاسلام۔ ہر مسلمان ان کے نزدیک کافر ہے۔ خواہ وہ ایک ادنےٰ بات میں بھی اس کا مخالف ہو۔ اگرچہ وہ استنجاء کے مسئلہ میں ہی اختلاف ہو۔ اور مسلمانوں کو دھکے دے کر دین سے نکالتے ہیں۔ (بعینہٖ جس طرح آج قادیانی دوست کر رہے ہیں۔ ناقل) اور چاہتے۔ کہ اسلام بہت کم رہ جائے۔"

(نور الحق ص۶)

۳۴۔ پھر فرمایا۔ آج کل یہ کوشش ہو رہی ہے۔ کہ مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہو کم کر دیا جائے (جیسا کہ ہمارے قادیانی مہربان دوستوں کا خیال ہے ناقل) اور بدسرشت مولویوں کے حکم و فتوٰے سے دین اسلام سے خارج کر دیئے جائیں۔ (اگر میں یہ الفاظ مکفرین قادیان کے لئے استعمال کروں۔ تو فریق ثانی گالیاں دیتا ہے۔ اس لئے میں استعمال نہیں کرتا۔ ناقل) اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جائے۔ تو اس سے چشم پوشی کر کے ایک بے ہودہ اور بے اصل

وجہ نکال کر اس کو کافر ٹھہرا دیا جائے۔" (ازالہ ص۵۹۴)

۳۵۔ پھر فرمایا :۔" ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ یہی مولوی شور مچاتے تھے۔ کہ اگر ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں۔ اور ایک وجہ اسلام کی ہو۔ تب بھی کفر کا فتوےٰ نہ دینا چاہیئے۔ اس کو مسلمان ہی کہو۔ مگر اب کیا ہو گیا۔ کیا میں اس سے بھی گیا گذرا ہو گیا۔ اور میری جماعت اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ نہیں پڑھتی۔ کیا میں نمازیں نہیں پڑھتا۔ یا میرے مرید نہیں پڑھتے۔ کیا ہم رمضان کے روزے نہیں رکھتے۔ اور کیا ہم ان عقائد کے پابند نہیں۔ جو آنحضرت صلعم نے اسلام کی صورت میں تلقین کئے ہیں۔" (اخبار بدر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء)

خوب غور کر کے دیکھئے۔ اگر یہی باتیں ایک غیر احمدی مسلمان آپ کے سامنے کھڑا ہو کر کہے۔ اور کہے کہ اگر ان باتوں سے میرزا صاحب اور ان کی جماعت مسلمان ہو سکتی ہے۔ تو ہم کیوں مسلمان نہیں ہو سکتے۔ تو تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ اصول سب کے لئے ایک ہوتا ہے۔ اپنے لئے الگ پیمانہ تجویز کرنا انصاف سے بعید ہے۔

۳۶۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک مانو۔ اور اس کے ساتھ ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا۔ کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۱۱)

حضرت مسیح موعود اس کو اسلامی تعلیم کا خلاصہ قرار دیتے ہیں۔ جو اس کو پکڑتا ہے۔ وہ کافر کیونکر ہو سکتا ہے؟

۳۷۔ حضرت مسیح موعود نے کوئی نیا کلمہ نہ بنایا۔ اگر محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ ہی مسلمان کر سکتا ہے۔ تو آپ لوگ کیوں ظلم کرتے ہیں۔ اور تمام دنیائے اسلام کو کافر کہنے اور اسلام سے خارج قرار دینے پر کمر باندھے ہوئے ہیں۔ یاد رکھئے۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ ہی آج بھی مسلمان کر سکتا ہے۔ اگر کوئی ہندو مسلمان ہونا چاہے۔ تو اسی کلمہ کو پڑھے گا۔ اور اُسے مسلمان کہا جائے گا۔ اگر یہ کلمہ

مسلمان نہیں کر سکتا۔ جب تک حضرت مسیح موعود کا دعوٰے نہ مانا جائے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ کلمہ منسوخ ہے یا کلمہ پیش کیجئے۔ ورنہ جب تک آپ اس کلمہ کو مانتے ہیں۔ اس وقت تک اس کے قائلین کو کافر قرار دینا سراسر ناانصافی ہے۔ خدا کے لئے غور کیجئے۔ آپ لوگ محمد رسول اللہ صلعم کے حضور کیا جواب دیں گے۔ کیا قیامت میں یہی بات کہیں گے۔ کہ اے سرورِ کائنات! ہم نے تیرے دین کی بڑی خدمت کی۔ کہ ان تمام لوگوں کو جو تیرے نام کو لے کر اسلام میں داخل ہوئے تھے بیک جنبش قلم اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ کیا یہی وہ خدمت ہے۔ جس کا دعوٰے آپ نے کیا ہے میں آپ سے درخواست کرونگا۔ کہ حضرت اقدس کے ان الفاظ پر غور کیجئے فرماتے ہیں۔

"خدا سے شرماؤ۔ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھلاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں۔ تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ۔ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔ اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں۔ تو اپنی ہی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو۔ اور فتنہ انگیز تقریروں سے باز آؤ۔" (ازالہ صفحہ ۵۹۷)

قارئین کرام! یہ الفاظ حضرت مسیح موعود کے ہیں۔ میں نے اپنی طرف سے یہ سختی نہیں کی۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت اقدس کس قدر زور کے ساتھ مکفرین کی مذمت کر رہے ہیں۔ تو یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی ایک جماعت اسی مشن کو لیکر کھڑی ہو جائے۔ جسے اب مخالف مولوی بھی آہستہ آہستہ چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔

۲۸۔ اگر آپ یہ فرمائیں۔ کہ جو حضرت کو نہیں مانتا۔ وہ آنحضرت صلعم کو نہیں مانتا۔ لہذا کافر ہے۔ تو اس کے لئے سُن لیجئے۔

جناب خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔" (الفضل ۲۲ر دسمبر ۱۹۱۷ء)

پس اس قسم کے الفاظ سے یہ نہیں لازم آتا۔ کہ کوئی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ورنہ آپ کو جماعت احمدیہ لاہور کو بھی خارج از اسلام کہنا پڑے گا۔

۹۳۹۔ مسلمان کو کافر کہنے سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اس کے لئے یہ حوالہ ذہن میں رکھیئے:۔

"غیر مبایعین ہمیں کافر چھوڑ اکفر کہیں اور جو اُن کا جی چاہے فتوے لگائیں غیر احمدیوں کو مسلمان بنانے کی خاطر (معاف فرمایئے۔ وہ پہلے ہی مسلمان ہیں ان کے اسلام پر خدا۔ اس کے رسول اور مسیح موعود کے کلام کی شہادت ہے۔ ناقل) لیکن ہم انہیں غیر احمدیوں سے اچھا ہی سمجھتے ہیں۔ اور کافر نہیں مسلمان یقین کرتے ہیں" (تقریر میاں صاحب مندرجہ الفضل ۱۷/۲۱ مئی ۱۹۱۵ء)

معلوم ہؤا۔ کہ مکفر کو اسلام سے خارج نہیں کہا جاتا۔ آخر میں میری پھر یہ گذارش ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ پر غور فرمایئے۔ کلمہ گوؤں کی تکفیر سے باز آیئے۔ اور جرأت ہے تو ایک مقام سے ہی دکھایئے۔ کہ حضرت نے کہا ہو۔ کہ جو شخص میرے دعوٰی کا انکار کرتا ہے۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ورنہ معلوم ہو گا۔ کہ آپ کے عقائد خلاف حضرت مسیح موعود ہیں۔ میرا یہ چیلنج ہے اور آپ اس طرح کا حوالہ ایک بھی نہیں دکھا سکتے۔

اختر حسین گیلانی

عبدالقادر — مناظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۵ ۶/۳۷

عمر الدین احمدی پریذیڈنٹ مناظرہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

۲۶ ۶/۳۷

قاضی محمد نذیر پریذیڈنٹ

منجانب انجمن احمدیہ۔ راولپنڈی ۲۶ ۶/۳۷

جماعت احمدیہ کا پہلا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

مسئلہ تکفیر

۱۔ معزز ناظرین! آج کا موضوع یہ ہے۔ کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کفر تک لے جاتا ہے یا نہیں؟ سب سے اول یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کون تھے؟ اور ان کے منکر کے متعلق اس سوال کی کیا وجہ ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود ایک معمولی مومن ہیں۔ اور ان کا کوئی دعوےٰ نبوت و ماموریت نہ ہو۔ تب نہ ان کا ماننا فرض ہوگا۔ اور نہ ہی ان کے منکر کے متعلق کسی سوال کی ضرورت ہے۔ یہ ضرورت اور آج کا یہ مضمون اسی بناء پر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ ایک عظیم الشان دعوےٰ ہے۔ اور آپ کا ماننا ضروری ہے۔ فرض ہے۔ جو شخص آپ کو نہ مانے گا۔ وہ سزا کا مستوجب ہوگا۔ پس اس سوال کو اس کی بنیاد کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے۔ مگر مخالف مناظر صاحب نے اس بنیاد کو ہرگز ذکر نہیں کیا۔ جس پر یہ سوال قائم ہے۔

۲۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ امت محمدیہ میں سے شریعت اسلامیہ کے احیاء کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ جس طرح کہ حضرت مسیحؑ امت اسرائیلیہ میں سے شریعت موسویہ کے احیاء کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور چونکہ دونوں فریق حضرت کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت اقدس پہلے مسیحؑ سے "تمام شان میں بہت بڑھکر" ہیں۔ اس لئے اب اس سوال کو یوں حل کرنا چاہیئے۔ اور یہ اصولی حل ہے۔ کہ مسیح موسوی کے منکرین تابع شریعت موسویہ کا کیا مقام تھا۔ کیا حضرت کے منکرین کا وہی مقام ہے؟

اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ دیتا ہوں۔ کہ تمام اسلامی فرقے حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی یا نزول کے منتظر ہیں۔ ہم دونوں فریق مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود ظاہر ہو چکے ہیں۔ سوچئے کہ جس مسیح کے لوگ منتظر ہیں۔ اس کے منکر کا کیا حکم ہے۔ ہمارا اعلان ہے۔ کہ جو فتویٰ تمام غیر احمدی اصحاب کے نزدیک آنے والے مسیح کے منکر پر عاید ہوگا۔ وہی ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعود کے منکر پر عاید ہونا ضروری ہے۔ غالباً غیر مبایع دوست بھی اس بات کو ماننے سے انکار نہ کرینگے خود حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اصولی جواب دیا ہے۔ لکھا ہے:۔

"ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ کو نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ مولویوں سے جاکر پوچھو۔ کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنے والا ہے۔ اس کو جو نہ مانے گا۔ اس کا کیا حال ہے۔ پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں جو آنے والا تھا" (بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

یہ جواب اصولی جواب ہے۔ افسوس کہ غیر مبایع دوست اس اصل کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

۳۔ پھر یہ بھی غور طلب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود مامور تھے۔ آپ کا ماننا ساری دنیا پر فرض تھا۔ سوچئے۔ کہ حضرت کے آنے کے وقت اہلِ دنیا کی کیا حالت تھی۔ اور خصوصاً مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ اگر تو وہ ویسے ہی صحیح مسلمان تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید اور رسول کریم پیدا کرنا چاہتے تھے۔ تب تو مسیح موعود کے آنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر وہ حدیث نبوی لایبقی من الاسلام الا اسمہ۔ کے مطابق محض رسمی مسلمان تھے۔ تو پھر آج ہم پر اعتراض کے کیا معنے؟

۴۔ یاد رہے۔ کہ کوئی نبی یا مامور لوگوں کو کافر بنانے کے لئے نہیں آتا۔ وہ ایک آفتاب ہوتا ہے۔ جس کی روشنی میں سیاہ و سفید اور خوبصورت و بدصورت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک بارش ہوتا ہے جس سے اعلیٰ زمین میں اعلیٰ پھل اور بدتر زمین میں بُرے پھل آتے ہیں۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

در باغ لالہ روئید و در شورہ بوم خس

پس نبی تو ہدایت کے لئے آتے ہیں۔ لوگ خود ان کا انکار کرکے کفر اختیار کرتے ہیں۔ ہاں نبی

یا ماموراس وقت آتے ہیں۔ جبکہ لوگوں میں ایمان موجود نہیں ہوتا۔

اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ مخالف مناظر بھی دیگر مسلمان کہلانے والے فرقوں میں اسلام ہاں صحیح اسلام کو نہیں مانتا۔ ورنہ وُہ خود آیت ولا تنکحوا المشرکات حتٰی یؤمن۔ ا لخ کو پیش کر کے غیر احمدی لوگوں سے تعلقات رشتہ داری کے منقطع کرنے کی تلقین نہ کرتا۔

(پیغام صلح سنہ رواں)

۵۔ نبی کے آنے پر لوگ یا تو اس کو مانیں گے یا نہ مانیں گے۔ پھر نہ ماننے والے مختلف طریق کے ہوں گے

۱۔ جو اس مامور کی تکفیر کریں گے۔

۲۔ جو ان مکفرین کے ہمنوا ہوں گے۔

۳۔ مکفرین کے ساتھ مگر خاموش۔

۴۔ وہ جن کو اطلاع نہیں ملی۔

اب مخالف مناظر کو چاہیئے۔ کہ بتائے۔ کہ اس کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا ماننا خدا نے فرض قرار دیا ہے۔ یا نہیں۔ اگر قرار دیا ہے۔ تو جو شخص بجائے ماننے کے آپ کو ہی کافر دجال اور ملعون کہتا ہے۔ کیا ایسے شخص کو غیر مبایع مناظر مسلمان کہتا ہے یا نہیں؟ نیز قسم دوم کے لوگوں کو مکفرین کے ذیل میں لاتا ہے یا نہیں۔ پھر جو مکفرین کے ساتھ ہیں۔ مگر خاموش ہیں۔ ان کا حکم آپ کے نزدیک کیا ہے؟

میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ صاف صاف اس امر کی وضاحت کر دیں۔

سن لیجئے۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہے:۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

ہاں قسم چہارم جن تک حضرت کی دعوت نہ پہونچی۔ ان کا حکم بھی از روئے شریعت ظاہر کے مطابق ہے۔ باقی رہا مسئلہ سزا یا مؤاخذہ کا۔ تو ہم کسی بھی شخص کے متعلق نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ جہنمی ہے۔ جب تک خود خدا تعالےٰ یا اس کا رسول معین طور پر نہ بتا وے۔

اس جگہ ضروری ہے۔ کہ میں اس کفر کی تشریح میں خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے الفاظ پیش کر دوں۔ فرمایا:۔

"میں پھر اس دفعہ اعلان کر دیتا ہوں۔ کہ ہم کفر کے وہ معنے نہیں سمجھتے۔ جو وہ (غیر احمدی وغیرہ) سمجھے بیٹھے ہیں۔ ہم کافر جہنمی کو نہیں کہتے۔ اور نہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہر کافر دوزخ میں جائے گا۔ ہمارے نزدیک کفر کا اطلاق ایک خاص حد کے بعد ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اسلام کو اپنا مذہب قرار دیتا اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو اپنا دستور العمل سمجھتا ہے۔ اس وقت مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی معنوں میں مسلمان وہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب کامل طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام کے اصول میں سے کسی اصل کا انکار کر دیتا ہے۔ تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر حقیقی معنوں میں مسلم نہیں رہتا۔ پس کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے۔ کہ ایسا شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ جو شخص کہتا ہو۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں۔ اُسے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ تو نہیں مانتا یا کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے۔ کہ ایسا شخص خدا تعالےٰ کا منکر ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص کہتا ہو۔ کہ میں خدا تعالےٰ کو مانتا ہوں۔ تو اُسے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ تو خدا تعالےٰ کو نہیں مانتا۔" (الفضل ۲۶ راپریل ۱۹۳۵ء)

پھر فرمایا:۔

"ہم میں اور ان میں تو کفر کی تعریف میں اختلاف بھی بہت سا پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ کفر کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار۔ حالانکہ ہم یہ معنے نہیں کرتے اور نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کے ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارے جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے آجاتا ہے۔ تو گو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے۔ مگر کامل مسلم اسے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ تعریف ہے۔ جو ہم کفر و اسلام کی کرتے ہیں۔ اور پھر اسی تعریف کی بناء پر ہم کبھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہر کافر دائمی

جہنمی ہوتا ہے۔" (حوالہ مذکور)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے۔

۷۔ اس جگہ دائرہ اسلام کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک دائرہ اسلام حقیقی ہے اور ایک دائرہ اسلام محض اسمی۔ پس حضرت مسیح موعود کے منکر حقیقی دائرہ اسلام سے خارج ہونگے۔ نہ کہ اسمی دائرہ اسلام سے۔ اسی لئے ہم ان کو مسلمان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ کیونکہ وہ خود اسلام کے دعویدار ہیں۔ مگر اس بات پر ہمارا غیر مبایعین اور خود غیر احمدی محققین کا اتفاق ہے۔ کہ آج مسلمانوں میں حقیقت اسلام ہرگز ہرگز پائی نہیں جاتی۔

۸۔ دائرہ اسلام کا ایک مفہوم وہ بھی ہے۔ جو جناب مولوی محمد علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الٰہی ہے۔ پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے۔ وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔"

اس دائرہ اسلام میں تو برہمو اور یہودی موحد بھی شامل ہو جائیں گے۔

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مسیح موعود کے نہ ماننے سے . . . . . وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا۔ جب تک کہ لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے۔"

(مسئلہ کفر و اسلام والا مضمون)

اس سے ثابت ہے۔ کہ مولوی صاحب کے نزدیک اگر کوئی لا الٰہ الا اللہ کہے۔ مگر "محمد رسول اللہ" کا بھی منکر ہو۔ فرشتوں کا انکاری ہو۔ جملہ انبیاء کی تکذیب کرتا ہو۔ وہ بھی دائرہ اسلام کے اندر ہے۔

جب یہ وسعت ہمارے غیر مبایع دوستوں کے ہاں موجود ہے۔ تو ہماری تشریح بالا کی موجودگی میں وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ہماری مراد ایک خاص مفہوم ہے تفسیر القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ کرکے ان کا مدعا پورا نہیں ہو سکتا ہے۔

۹۔ خود جناب مولوی محمد علی صاحب سلسلہ احمدیہ کا ذکر ان الفاظ میں فرما چکے ہیں:۔

The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to Judaism.

(ریویو آف ریلیجنز انگریزی ۱۹۰۶ء)

جب یہ حقیقت ہے۔ تو ہم دونوں کا فرض ہے۔ کہ دائرہ اسلام کے لفظ کو اس کی صحیح تشریح کے ساتھ پیش کریں۔ اور خود بھی مناظر صاحب نے حضرت کے ایک حوالہ کی تفسیر میں مان لیا ہے۔ کہ دائرہ اسلام سے خارج کے دو علیحدہ علیحدہ مفہوم ہیں۔

(۱) سب سے پہلے میں حضرت اقدس کے الہامات کو پیش کرتا ہوں۔

۱۔ وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔

۲۔ قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین

۳۔ قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین۔

۴۔ ویقول الذین کفروا لست مرسلا۔ (تذکرہ)

ہر چہار الہامات میں "الذین کفروا"۔ "فلا تکفروا"۔ "ایہا الکفار"۔ "الذین کفروا" محل استدلال ہیں۔ کیا مخالف مناظر ان الہامات کو حضرت مسیح موعود کے الہامات اور سچے الہامات مانتے ہیں۔ اگر مانتے ہیں۔ جیسا کہ ان سے توقع کی جاتی ہے۔ تو وہ ان کے معانی بتلائیں۔

(۱) حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں:۔

(۱) "فانا ذٰلك المظہر الموعود والنور المعہود فآمن ولا تکن من المکافرین" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۵)

کہ اسے میرے مخاطب میں مظہر موعود اور نور معہود ہوں۔ تو مجھ پر ایمان لا۔ اور انکار کرکے کافروں میں سے نہ بن۔

(۲) "جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی

اس بات پر بھی ایمان فرض ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۶)

دونوں فریق مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی آمد درحقیقت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ ہے۔ اور آپ پر ایمان بھی فرض ہے۔

(۳) فرمایا:۔

"دُنیا میں ماموروں کے انکار کے برابر کوئی شقاوت نہیں اور ان کے قبول کرنے کے برابر کوئی سعادت نہیں۔ اور سب سے بڑے شقی دو شخص ہیں جن کی شقاوت کو کوئی نہیں پہونچتا۔ ایک وُہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ دوسرا وہ جس نے خاتم الخلفاء کو نہ مانا۔" (الہدیٰ صفحہ ۲)

اس واضح عبارت کی موجودگی میں غیر مبایعین کا مخالف مسلک اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں کیا وہ بتلائیں گے۔ کہ ان کا عقیدہ اسی کے مطابق ہے؟

(۴) "جو مجھے چھوڑتا ہے۔ وہ اس کو چھوڑتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے۔ وہ اس سے کرتا ہے۔ جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے۔ وہ ضرور اس سے روشنی لے گا۔ لیکن جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔" (فتح اسلام)

یہ کسی غیر مامور کا قول نہیں۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ کا ایک قول پیش فرمایا ہے۔ کہ جو میری تکذیب کرتا ہے۔ وہ انبیاء بنی اسرائیل کی تکذیب کرتا ہے۔ الخ۔
سو وہ قول ایک خلیفہ کا ہے۔ جو مامور نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود تو مامور تھے۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

(۵) حضرت فرماتے ہیں:۔

"کافر کہنے والا بہرحال منکر بھی ہوگا۔ اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے۔ وہ بہرحال کافر ٹھہرے گا۔" (براہین پنجم صفحہ ۶۷ طبع دوم)

۱۲۔ آپ نے تریاق القلوب کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میرا ابتداء سے یہی مذہب ہے۔ کہ صرف شریعت لانیوالے انبیاء کا منکر کافر ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ

(الف) تو کیا آپ کے نزدیک غیر تشریعی انبیاء کا (جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل تھے۔ اور ان کا غیر تشریعی نبی ہونا آپ لوگ تیسرے مضمون میں مان چکے ہیں) انکار کفر نہیں؟ کیا آج اگر کوئی شخص حضرت عیسےٰؑ کا کفر کرے۔ وہ کفر ہے یا نہیں؟

(ب) حضرت نے اس جگہ پر اپنے آپ کو نبی نہیں لکھا۔ کیونکہ حضرت اس وقت نبی کے لئے شریعت لانا ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو بتا دیا۔ کہ نبی کے لئے شریعت لانا شرط نہیں (براہین پنجم) تو حضرت نے اپنی نبوت کا کھلم کھلا اعلان فرمایا۔ اور اس تبدیلی کے نتیجہ میں اس فتوےٰ کا تبدیل ہونا بھی ضروری ہے۔

(ج) حقیقۃ الوحی میں خود حضرت نے تریاق القلوب کے حوالہ کا حل بیان فرمایا ہے آپ لوگ اس کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔ سائل کہتا ہے۔ کہ آپ تریاق القلوب میں یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اور عبدالحکیم خان کو لکھتے ہیں کہ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔" ان دونوں میں تناقض ہے۔ حضرت نے فرمایا:۔

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔" الخ (ص۱۶۳)

اس عبارت سے تریاق القلوب کا حوالہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔

۱۳۔ دعوے سے انکار کرنے والوں کے متعلق میں حضرت کا فتویٰ لکھ چکا ہوں۔ ان کا خارج از اسلام ہونا انہی معنوں سے ہے۔ جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ہاں آپ یہ تو بتائیں کہ آپ کے نزدیک حضرت کے مکفر دائرۂ اسلام میں ہیں یا نہیں؟ حضرت نے لکھا ہے:۔

"مگر اب مجھ کو تبلایا گیا۔ کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ اور اس کو اہل قبلہ اور کلمہ گو اور عقاید اسلام کا معتقد پا کر پھر بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا۔ وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ سو میں مامور ہوں۔ کہ ایسے لوگوں سے جو ائمۃ التکفیر ہیں۔ اور مفتی اور مولوی اور محدّث کہلاتے ہیں۔ اور ابناء اور نساء بھی رکھتے ہیں۔ مباہلہ کروں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۹)

۱۴۔ آپ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ تمام مسلمانوں کے فرقے ایک دُوسرے کو کافر کہتے ہیں بتلایئے وہ سب آپ کے نزدیک فتویٰ حدیث کے مطابق کافر ٹھہرے یا نہ۔ پھر آپ کس کے اسلام کا آج اعلان کر رہے ہیں۔ چاہیئے۔ کہ آپ منکرین کو کافر کہیں۔ اور ان کو کافر سمجھیں جیسا کہ آپ کا مذہب ہے۔

پھر جب حضرت اقدس مسلمان کہلانے والوں کی بقول آپ کے "یہودیت کی بیخ کنی کے لئے" آئے تھے۔ تو آج آپ کے اس مضمون کا کیا مدعا ہے۔

۱۵۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے فتوئے کفر دیا۔ مجسٹریٹ کے سامنے اس نے اس فتوئے سے رجوع نہ کیا تھا۔ بلکہ صرف مجلس اور پبلک میں ایسا کہنے اور لکھنے سے اجتناب کا اقرار کیا تھا۔ حضرت نے اس کے بالمقابل ایسا ہی کرنے کا اقرار فرمایا۔ اور یہ ۱۸۹۹ء کی بات ہے اس سے یہ کیسے لازم آیا۔ کہ فی الواقع حضرت کا انکار کفر نہیں۔ ہاں اس کفر کا اعلان کرنا اور دل دُکھانے کے لئے اعلان کرنا امر دیگر ہے۔ اور میں بتا چکا ہوں۔ کہ حقیقۃ الوحی میں تریاق القلوب کے حوالہ کی تشریح کر دی ہے۔ اور اپنے آپ پر ایمان کو ضروری قرار دیا ہے۔ اور انکار کو کفر قرار دیا ہے۔

"دُوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تائید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وُہ خدا اور رسول کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

۱۶۔ حضرت نے فتوے دینے اور اس کی بلاوجہ تشہیر میں سبقت نہیں کی۔ کیونکہ یہ طریق انبیاء کا نہیں۔ ہاں حضور نے وہ الہامات سنا دیئے۔ اور اپنے دعوی کو پیش کر دیا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک مسیح موعود کا انکار کفر ہے۔ کسی نبی کا انکار کفر ہے جب لوگوں نے حضرت پر کفر کا فتوےٰ دیا۔ تو حضرت نے ان کو ان کے ہی مسلمات سے ملزم ٹھہرایا تا کہ وہ بالکل خاموش ہو جائیں۔ ایک مدعا کے ثابت کرنے کے لئے اگر دس دلائل ہوں۔ اور ہم بآسانی دو دلیلوں سے فریق مخالف سے اپنے مدعا کو منوا لیں۔ تو باقی ادلہ کا عدم ذکر اس بات کی دلیل نہیں۔ کہ وہ دلائل ہی نہیں۔

اسی امر کی طرف حضرت کے الفاظ ذیل اشارہ کرتے ہیں۔ کہ

"تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا۔ کہ بموجب اقرار انہیں کے ہم ان کو کافر کہتے" (حقیقۃ الوحی صـ۱۲۰)

۱۷۔ شان اور مرتبہ کے سوال عدالت والے اقتباس میں تریاق القلوب کی بجائے تحفہ گولڑویہ ہے۔ سہو سے تریاق القلوب لکھا گیا ہے۔ عدالت کی اصل مسل ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر آپ چاہیں۔ تو ہم پرچہ سنانے کے وقت آپ کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی مولوی کرم الدین کی طرف سے جو بیانات شائع ہوئے ہیں۔ ان میں بھی تحفہ گولڑویہ ہے نہ کہ تریاق القلوب۔ پس اس سہو سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔

۱۸۔ حاشیہ براہین پنجم صـ۱۱۸ میں مولوی ابو سعید صاحب کے متعلق کہنا۔ "کہ اگر وہ ہم کو دجال قرار نہ دیں۔ تو ہم ان کو یہودی نہیں کہتے" یہ بھی ہماری تائید کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے محض اشتعال انگیزی کو روکنے کی تجویز پر عمل پیرا ہونا تھا۔ ورنہ یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جو کسی کو کافر یا دجال قرار دے۔ وہ "یہودی" ہو جاتا ہے۔ کیا اتنی سی موٹی بات بھی آپ نہیں سمجھ سکتے۔

۱۹۔ سچ ہے۔ کہ کسی کلمہ گو کا کلمہ گو ہونا اس کو اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ اس کے خروج کے اسباب اور ہیں۔ حضرت اقدس کے الفاظ میں "اسلام سے خارج" سے مراد مسلمانی کے نام سے خارج مراد ہے۔ ورنہ کیا منکرین کلمہ گو نہیں۔ پھر انہیں کیوں خارج کہا جاتا ہے؟

۲۰۔ مباہلہ کا جواب آئینہ کمالات اسلام کے حوالہ سے آچکا ہے۔

۲۱۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے جو الزام لگایا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ معاذ اللہ حضور نے لکھا ہے۔ کہ جس کو حضور کی دعوت بھی نہیں پہونچی وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ اور دوزخ میں پڑے گا۔ گویا اس نے اس کو قابل مواخذہ اور مستحق جہنم تبلایا تھا۔ جو سراسر باطل اور جھوٹ تھا۔ اور ہم آج بھی ایسا کہنے والے کو جھوٹا مانتے ہیں۔ ہمارے اس بیان کی تائید حضرت کے جواب میں اس فقرہ سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ فرمایا:۔

"یہ تو ایسا امر ہے۔ کہ بداہت کوئی عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی۔ جو شخص بکلی نام سے بھی بے خبر ہے۔ اس پر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے"۔

۲۲۔ "نافرمان یا گناہ" کے لفظ سے بہ سندلال محض غلط ہے۔ کہ وہ سچا مسلمان بھی ہے کیونکہ کفر خود گناہ ہے۔ اور کافر خود نافرمان ہے۔ یہ لفظ عام اپنے مفہوم کو بوضاحت بتا رہے ہیں۔ باقی آنحضرت صلعم کے بالمقابل کفر کے مقابلہ میں اپنے کفر کو قدرے ہلکا قرار دینا یہ کوئی قابل گرفت امر نہیں۔ اچھا دیکھئے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:۔

"کفر یا انکار حقیقی تو یہی ہے۔ کہ کوئی حکم اللہ تعالے کی طرف سے آئے۔ اس کو نہ مانا جائے۔ خود نبی کا انکار یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ اس کی بات کو مانا نہیں یعنی جو حکم اس نے خدا کی طرف سے پہنچایا۔ اسے قبول نہیں کیا"۔ (ردّ تکفیر اہل قبلہ ص۳۹ مطبوعہ سنہ ۱۹۲۰ء)

پھر دوسری جگہ فرمایا:۔

"جب اللہ تعالے ایک شخص کو مامور فرماتا ہے۔ (اور ظاہر ہے۔ کہ حضرت اقدس آپ لوگوں کے نزدیک مامور ضرور ہیں۔ ناقل) تو اس کا ماننا خدا تعالے کے ایک حکم کو ماننا ہے۔ اور اس کا انکار خدا تعالے کے ایک حکم کا انکار ہے"۔

(تحریک احمدیت ص۹۵)

تو کیا ان عبارتوں کے ماتحت آپ یہ مانیں گے۔ کہ خاتم الانبیاء صلعم اور ایک مجدد مامور کا انکار یکساں ہے۔ انبیاء کے انکار میں بھی ان کی شان کو ملحوظ رکھا جائے۔ تو اس میں حرج کیا ہے؟

۲۳۔ عبدالحکیم کو لکھا:۔

"آپ ہمارے سلسلہ سے ہی خارج نہیں۔ بلکہ اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں۔"

کا یہ مطلب بالکل غلط ہے۔ کہ احمدیہ سلسلہ اور اسلام علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو احمدیت عین اسلام نہ ہوتی۔ اس کا مدعا صرف یہ ہے۔ کہ سلسلہ سے مراد اسلام ہاں حقیقی اسلام کا موجودہ نظام اور دوسری جگہ لفظ "اسلام" سے عام کہلانے والے مسلمانوں کا رسمی اسلام مراد ہے۔ فرمایا۔ کہ آپ ہمارے ہی سچے اسلام سے روگردان نہیں۔ بلکہ ان عقائد کے بھی مخالف ہیں۔ جو عام مسلمانوں کے ہاں ہیں۔

۲۴۔ پیر غلام فرید صاحب کے متعلق حضرت کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بتلایا گیا۔ اور انہوں نے جو ظاہری تصدیق فرمائی۔ یہی ان کی بیعت تھی۔ آج بھی اگر کوئی غلام فرید کا سا نمونہ دکھائے۔ تو اسے مسلمان ماننے اور احمدی جاننے میں ہمیں ہرگز انکار نہ ہوگا۔

۲۵۔ باقی امور کے متعلق میں انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ پرچہ میں ذکر کروں گا۔ اصولی جواب اس جگہ ذکر کر چکا ہوں۔

۲۶۔ مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے:۔

"مطلق معنوں میں حضرت مرزا صاحب کے مخالفین میں سے صرف ان لوگوں پر کافر کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے آپ پر کفر کا فتوےٰ لگایا۔ اور پھر اس پر مدت تک ضد اور اصرار کیا۔"

(اخبار پیغام صلح ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

صاف بتلایئے۔ کہ کیا آپ کے نزدیک مکفرین کافر ہیں۔ اور جو لوگ حضرت اقدس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ وہ دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا باہر؟

۲۷۔ آپ کے نزدیک دائرہ اسلام کا کیا مطلب ہے۔ صرف منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہنا۔ اگر ایسا ہے۔ تو بتلایئے۔ کیا فرشتوں کا منکر یا حضرت مسیحؑ کو جھوٹا کہنے والا دائرہ اسلام میں ہے یا نہیں۔ کیا یہ لوگ دائرہ اسلام میں ہیں یا نہیں؟

۲۸۔ جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایسا شخص جو آپ (مسیح موعودؑ) کو کافر یا کاذب یا دجال کہتا ہے۔ وہ تو ضرور فتوے حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آتا ہے۔ لیکن ایسا کہنے والوں یا سمجھنے والوں کے علاوہ جو لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے دعوے قبول نہیں کیا۔ یا ابھی بیعت نہیں کی۔ وہ محض انکارِ دعوے سے کافر نہیں ہو جاتے"

(تکفیر اہل قبلہ ص۲۸)

حضرت فرماتے ہیں۔ کہ جو مجھے قبول نہیں کرتا۔ محض اسی وجہ سے قبول نہیں کرتا۔ کہ وہ مجھے جھوٹا سمجھتا ہے اب تبلایئے۔ حضرت کو کافر یا کاذب کہنے والے آپ کے نزدیک کافر ہیں۔ یا نہیں؟ حضرت کو کافر یا کاذب سمجھنے والے کافر ہیں یا نہیں؟

اگر ہیں۔ تو دوسرے لوگ کونسے ہیں؟ ان کے شناخت کرنے کا حضرت اقدس نے کیا طریق ذکر فرمایا ہے۔ اور کیا آپ لوگوں نے ان کو اسی معیار سے ماپ لیا ہے۔

۲۹۔ پھر مولوی صاحب کہتے ہیں۔

"آپ کی تکفیر کرنے والے اور وہ منکر جو آپ کو کاذب یعنی جھوٹا کہتے ہیں ایک قسم میں داخل ہیں۔ اور ان کا ایک حکم ہے۔ اور دوسرے منکروں کا حکم الگ ہے"

(رد تکفیر اہل قبلہ ص۲۹)

تبلایئے۔ پہلی دونوں قسمیں دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا اس سے خارج؟

۳۰۔ ہاں یہ بھی تو تبلایئے۔ کہ آپ کے نزدیک حضرت اقدس کا نہ ماننے والا کس لقب کا مستحق ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے تو لکھا ہے:۔

"مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔ اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے"

(النبوۃ فی الاسلام ص۱۸۵ ایڈیشن اول)

نوٹ:۔ ایڈیشن اول اس لئے لکھا ہے۔ کہ دوسرے ایڈیشن میں یہ عبارت نہیں ہے۔

۳۱۔ اچھا تو آپ کے نزدیک سب کلمہ گو فاسق ہیں۔ فاسق کسے کہتے ہیں۔ غور کر لیں۔ ذرا فاسق کی تعریف کر دیں۔

۳۲۔ میں بوضاحت بتا چکا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے انکار کا کیا نتیجہ ہے۔ اور کیا نتیجہ

ہونا چاہئے۔ حضور کے مکفرین اور مکذبین کس زمرہ میں ہیں۔ آپ نے ایک عام مسلمان کی تکفیر اور حضرت کی تکفیر کو یکساں قرار دیا ہے۔ غالباً یہ تو آپ کے فریق کا مسلمہ عقیدہ نہیں لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ مکذبین کے لفظ کی آپ کیا تاویل کر سکتے ہیں۔ کیا جو کسی عام مسلمان کو کاذب کہتا ہے۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا؟ اور کیا حضرت کے مکذب اور عام مسلمان کے مکذب میں ایک ہی نسبت ہے۔ اگر نہیں۔ تو عام انسانوں کے مکفر اور حضرت کے مکفرین میں بھی ایک نسبت نہیں۔

آپ خدارا حضرت اقدس کی شان اور حضور کے مقام کو مدنظر رکھکر بتائیں۔ کہ حضور کا ماننا فرض ہے یا نہیں۔ اگر فرض ہے۔ تو حضور کا منکر کس سزا کا مستحق ہے؟

باقی امور کا آئندہ ذکر ہوگا۔ انشاء اللہ۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ ۲۵ ۶/۳۷

بشارت احمد بقا

نگران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔ ۲۵/۶/۳۷

عمر الدین احمدی۔ پریذیڈنٹ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۶ ۶/۳۷

قاضی محمد نذیر پریذیڈنٹ

منجانب جماعت احمدیہ۔ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا دوسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحث کفر و اسلام

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (مسیح موعودؑ)

۱۔ میرے معزز دوستو! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ میرے دوست مولوی اللہ دتا صاحب نے میرے پرچہ کو پڑھنے کے بغیر ہی جواب لکھکر ارسال کر دیا۔ حالانکہ جن امور کو انہوں نے اس پرچہ میں پیش کیا ہے۔ ان کا جواب میں پرچہ اوّل میں بوضاحت دے چکا ہوں۔ مثلاً فرماتے ہیں:-

(ا) عبد الحکیم کے نام خط میں حضرت نے لکھا جسے دعوت پہونچی ہے۔ اور اس نے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔"

اس کا جواب پرچہ اوّل میں آچکا ہے۔ جب اس کا جواب لکھا جائے گا۔ دوبارہ جواب الجواب عرض ہوگا۔

(ب) آئینہ کمالات اسلام کی جو عبارت پیش کر کے کہا گیا ہے۔ کہ مسلمان کو کافر کہنے والا اسلام سے خارج ہے۔ اس پر مفصل بحث کر چکا ہوں۔ اسے ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) فرماتے ہیں۔ کہ منکرین دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا باہر۔ اگر میرا پرچہ پڑھا ہوتا۔ تو کبھی یہ سوال نہ کرتے۔

۲۔ اس کے بعد میری یہ گذارش ہے۔ کہ اس بحث کا محور جس کے گرد اسے گردش کرنا چاہئے یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ مجھے افسوس ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اپنا پرچہ لکھا اور ختم کیا۔ مگر اس امر پر میرے چیلنج کا آخر دم تک جواب

نہ دے سکے۔ کہ کہیں مرزا صاحب علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہو۔ کہ میرے دعویٰ کا انکار کرنے والا کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ آپ لوگ پرچے کے بعد پرچے سنتے رہیں گے۔ مگر اس مطالبہ سے ان کو عہدہ برآ ہوتا نہ دیکھیں گے۔ یہ وہ مضبوط پتھر ہے جس کو اٹھانا محال ہے۔

۳۔ فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت نبی ہیں۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔

خدا کا خوف کرو۔ اگر نبی ہیں تو کہیں ایک جگہ بھی فرمایا ہوتا۔ کہ چونکہ میں نبی ہوں۔ اس لئے میرا منکر کافر ہے۔ کیا کوئی ایسا نبی بھی دنیا میں آیا ہے۔ جو یہ کہے۔ کہ میرے دعوے سے انکار کرنے والا تو کافر نہیں۔ البتہ کافر کہنے والا کافر ہے۔ جیسا کہ حضرت نے سر فضل حسین مرحوم کے سامنے فرمایا۔ کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم ان کو ہرگز کافر نہیں کہتے۔

۴۔ حضرت مسیح موعود کا ایک حوالہ پیش فرمایا۔ اور کہا۔ کہ آنے والے مسیح کے منکر کو کیا کہو گے۔ سوال یہ ہے۔ کہ غیر احمدی لوگ تو آنے والے مسیح کو مستقل نبی مانتے ہیں جس کا منکر کافر ہونا لازمی ہے۔ مگر حضرت تو صرف مجدد ہیں۔ اس لئے حضرت کا یہ امر پیش کرنا ان معنوں میں ہے۔ کہ آپ کا ماننا ضروری ہے۔ ورنہ ہمارے نزدیک تو بعد آنحضرت کوئی وجود ایسا نہیں جس کے انکار سے کفر لازم آئے۔ اور انسان خارج از اسلام ہو جائے۔

۵۔ کہتے ہیں۔ اگر لوگ پہلے مسلمان تھے۔ تو مسیح موعود کی کیا ضرورت تھی۔ میں کہتا ہوں۔ اگر لوگ مسلمان تھے۔ تو مجدد الف ثانی کی کیا ضرورت تھی۔ مجدد کا کام تجدید دین ہے۔ نہ یہ کہ پہلے سب دنیا اسلام سے خارج ہو چکی ہے۔ کیا مولانا نورالدین صاحب جیسے انسان پہلے کافر تھے۔

۶۔ اخبار سے میرے ایک مضمون سے غلط استدلال کیا ہے۔ میں نے اس مضمون میں یہ لکھا ہے یا نہیں:

"میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ میں غیر احمدیوں کو مشرک اور کافر سمجھتا ہوں۔" (پیغام صلح ۳ر جون ۳۷ء)

اگر یہ ہے۔ تو کیا اس کو کاٹ کر یا چھپا کر ایک مغالطہ دینا شرافت ہے؟

۷۔ کافر کہنے والوں کے علاوہ نہ ماننے والوں کی کئی اقسام ہیں۔

اول جنہوں نے نام نہیں سنا۔ ان کے لئے حضور نے فرمایا۔ کہ وہ کافر نہیں۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸)

نوٹ:۔ یہ حوالہ پہلے پرچہ میں درج کر چکا ہوں۔

دوم نہیں مانتے۔ مگر کافر نہیں کہتے۔ ان کے متعلق فرمایا:۔

"اس وقت تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو بغض و حسد میں جلے ہوئے ہیں اور ضد و تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں۔ ان کی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔ دوسرے وہ جو اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کی تعداد ترقی پر ہے۔ تیسرے وہ جو خاموش ہیں۔ نہ ادھر ہیں نہ ادھر۔ ان کی تعداد کثیر ہے۔ وہ ملاؤں کے زیر اثر نہیں ہیں اور نہ ان کے ساتھ مل کر سب و شتم کرتے ہیں۔ پس اس لئے وہ ہماری مد میں ہیں" (الحکم ۷ار فروری ۱۹۰۴ء)

تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے سنا ہے۔ لیکن اتمام حجت نہیں ہوا۔ ان پر بھی فتوٰے کفر نہیں جیسا کہ حقیقۃ الوحی سے پہلے پرچہ میں ثابت کر چکا ہوں۔

چوتھے وہ ہیں جو تکذیب کرنے والے ہیں۔ ان کے متعلق ضرور فرمایا۔ کہ ان پر فتوٰی کفر لوٹ کر پڑتا ہے۔ کیونکہ تکذیب کرنے والے حقیقتاً مفتری قرار دے کر کافر ٹھہراتے ہیں۔

حقیقۃ الوحی میں جہاں نہ ماننے والوں کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ ان میں اور کافر کہنے والوں میں فرق نہیں وہاں انہی نہ ماننے والوں کا ذکر ہے۔ جو مفتری قرار دے کر نہیں مانتے۔ ورنہ یہ نہیں۔ کہ سب نہ ماننے والے خواہ انہوں نے نام بھی نہ سنا ہو۔ اس فتوٰے کے نیچے ہیں چنانچہ ان نہ ماننے والوں کے متعلق فرمایا۔

"جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ مجھے مفتری قرار دے کر کافر ٹھہراتا ہے۔ اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے" (حاشیہ صفحہ مذکور)

۸۔ اگر واقعی مراد یہ ہے۔ کہ ہر نہ ماننے والا کافر ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ سر فضل حسین مرحوم کے سامنے فرمایا۔ کہ صرف وہ لوگ جو تکفیر کرتے ہیں۔ کافر ہیں۔

۹۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی میں لکھا۔

"میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا"

۱۶۵
"لیکن جن میں انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر کی پیدا ہو گئی۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں" (حاشیہ

معلوم ہؤا - وجہ کفر صرف تکفیر ہے۔ یا تکذیب - کیونکہ اگر مکفر براہ راست تکفیر کرتا ہے۔ تو مکذب بالواسطہ تکفیر کرتا ہے۔

۱۰- آپ نے میاں محمود احمد صاحب کا ایک لمبا خط نقل کرنا شروع کر دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی میاں صاحب نے اور ان کی جماعت نے اپنے سابقہ عقائد سے رجوع کر لیا ہے۔ تو اس بحث کا میں ابھی خاتمہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ قادیان سے یہ اعلان نکلتا ہے۔ کہ:-

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا۔ یا محمد کو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ریویو آف ریلیجنز نمبر ۴ صفحہ ۱۱۰)

۱۱- پھر فرماتے ہیں "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سُنا ہو۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

پھر فرماتے ہیں۔ کہ "ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر سمجھیں" (تقریر انوار خلافت)

پھر فرماتے ہیں :- "نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا۔ مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں کچھ توقف ہے اُسے کافر قرار دیا گیا ہے" (مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے)

اب فرمایئے۔ کہ اس اعلان کے بعد آپ کس طرح پیر غلام فرید صاحب مرحوم کو مسلمان ثابت کر سکتے ہیں۔

۱۲- میرا مدعا یہ ہے۔ کہ اگر آپ ان عقائد سے دست بردار ہو چکے ہیں۔ تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ کہہ دیجئے۔ کہ اب ہمارے یہ عقائد نہیں۔ اس کو میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور اس کے اولوالعزم امیر کی عظیم الشان فتح سمجھوں گا۔ اور کہوں گا کہ

مانا اس بُت نے انجام کار کے　　　　کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

۱۳۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے بعض حوالجات غیر متعلق اور بے ضرورت آپ نے لکھدئیے شاید آپ مبحث کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکے۔ جو یہ ہے۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے انکار کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں۔ آپ نے ثابت کرنا ہے۔ کہ واقعی خارج ہیں۔

آپ اس کے الٹ ثابت کرکے کس کی تائید کر رہے ہیں میری یا اپنی؟

۱۴۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے سلسلہ احمدیہ کو سلسلہ عیسویہ سے مثال دے کر کہا۔ کہ جو اس کی یہودیت میں تھی۔ وہی احمدیت کی اسلام میں ہے۔ اگر اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ غیر احمدی یہودی کہلا کر کافر ہیں۔ تو خود کو عیسائی کہکر بھی تو کافر کہدیا ہے۔

مطلب صرف مشابہت دینا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کون کافر ہے اور کون مسلمان۔

۱۵۔ آپ نے چند الہامات نقل کئے۔ کہ مخالفین کے لئے کفار کا لفظ استعمال ہؤا۔ مولوی صاحب پہلے ایک بات کو صاف کیجئے۔ ابھی تو آپ ثابت کر رہے تھے۔ کہ جناب میاں صاحب بھی کسی کو کافر نہیں کہتے۔ اور اب اس کے خلاف کچھ اور ارشاد فرمانے لگ گئے۔ پہلے یہ فرمائیے۔ کہ آپ ان تمام لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کے دعوے کے منکر ہیں۔ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اگر سمجھتے ہیں۔ تو پھر میاں صاحب والی تاویل غلط۔ اگر وہ تاویل صحیح ہے۔ تو پھر الہامات کی بھی تاویل کیجئے۔

۱۶۔ اصل میں الہامات میں کفر کا لفظ مطلق یعنے انکار استعمال ہؤا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں لفظ کفر کو عمومیت کے رنگ میں بھی استعمال کر دیا گیا ہے۔ مراد یہ نہیں۔ کہ آپ کے دعویٰ کے منکر اسلام سے خارج ہیں۔

۱۷۔ خطبہ الہامیہ کا حوالہ پیش کرتے وقت کاش کہ آپ ذرا صفائی سے کام لے کر آگے کی دو سطریں بھی لکھدیتے۔ وہاں جن کو کافر یعنے منکر کہا ہے۔ ان کو ہی لکھا ہے۔

(یا معشر المسلمین" (ص۱۷۸)

۱۸۔ ماموروں کا انکار اگر شقاوت ہے۔ تو سب ماموروں کا ہے۔ کیا مجدد الف ثانی اور دیگر مجددین کا انکار شقاوت نہیں۔ کیا مطلق شقاوت کفر کی مترادف ہے۔

۱۹۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ میاں صاحب کا قول کہ جو میرا انکار کرتا ہے۔ وہ انبیاء بنی اسرائیل کا انکار کرتا ہے۔ وغیرہ۔

میں اور مسیح موعود کے قول میں فرق ہے۔ ایک مامور ہے۔ اور دوسرا غیر مامور۔ مگر مثال کے طور پر یہ تو حل ہو سکتا ہے۔ کہ اگر میاں صاحب کے ایسا کہنے سے ان کے منکر کافر نہیں۔ تو حضرت کے اس طرح لکھنے سے ان کے منکر بھی کافر نہ ہونگے۔

۲۰۔ براہین کا حوالہ آپ نے غلط دیا۔ یہ ص۶۵ کا حوالہ ہے۔ اور جس الہام کے ماتحت یہ لکھا ہے۔ وہ ۱۸۸۱ء سے پہلے کا ہے۔ اس میں یہ پیشگوئی تھی۔ کہ وہ شخص جس کا اس میں ذکر ہے۔ تجھے کافر ٹھہرائے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"تیرے دعوے سے منکر ہوگا۔ وہ ایک اپنے رفیق سے استفتاء پر فتویٰ لے گا۔ تا عوام کو اس سے برافروختہ کرے" (ص۶۵)

۲۱۔ ہمارے نزدیک غیر تشریعی انبیاء کی وہ تشریح نہیں۔ جو آپ کرتے ہیں اس لئے کفر و اسلام کے مسئلہ میں میں اس بحث کو نہیں لونگا۔

حضرت نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوتا۔ اور یہی میرا ایمان ہے۔ اس کے خلاف ہمیں دکھایئے۔ اور دور از کار گفتگو کو ختم کیجئے۔

۲۲۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت نے کافر تو مولوی محمد حسین کو پہلے بھی سمجھا۔ اور بعد بھی فقط داغ دکھانے کے لئے اس کا اظہار نہ کیا۔ فرمایئے حضرت نے کہیں ایسا لکھا ہے؟

۲۳۔ دونوں قسم کے کفر میں سے اپنے مکذبین اور منکرین کو کفر کی قسم دوم میں رکھا ہے۔ جو ہے:۔

"کفر دون کفر"

جس کے متعلق بزرگان دین نے لکھدیا ہے۔ کہ:۔

"الکفر صنفان احدھما الکفر باصل الایمان وھو ضدہ والآخر الکفر بفرع الاسلام فلا یخرج بہ من اصل الایمان"

یعنی کفر دو طرح پر ہے۔ ایک اصل ایمان کا کفر۔ یعنی رسالت ہی سے انکار۔ وہ ایمان کی ضد ہے۔ اور دوسرا اسلام کے فراع میں سے کسی فرع کا کفر۔ اس دوسری قسم سے کوئی بے ایمان یا خارج از اسلام نہیں ہو سکتا۔

۲۴۔ امام بخاری کے قول کی طرف پہلے اشارہ کر چکا ہوں۔

۲۵۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۲ میں تو یہ ہے۔ کہ ان کے کافر کہنے کے بعد ہم نے ان کو ان کے فتوے کے مطابق کافر کہا۔ وہاں یہ تو نہیں لکھا۔ کہ میرے دعوے سے انکار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مولوی صاحب! آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔

۲۶۔ تریاق القلوب کی بجائے آپ فرماتے ہیں۔ لفظ تحفہ گولڑویہ ہے۔ اگر حضرت صاحب نے یہ غلطی کی۔ تو وہ ذمہ دار ہیں۔ مگر فرمایئے۔ کہ اگر عدالت میں یہ سوال ہوتا۔ کہ کیا آپ کی شان وہی ہے۔ جو تریاق میں ہے۔ تو آپ کیا فرماتے۔ کیا یہ کہتے۔ کہ نہیں صاحب میں اس کتاب کو منسوخ کر چکا ہوں۔

۲۷۔ ہم آپ کو یہ بھی دکھا سکتے ہیں۔ کہ تحفہ گولڑویہ میں بھی وہی مذہب ہے۔ جو تریاق القلوب میں ہے۔ میرے پہلے پرچہ کو اگر آپ بغور پڑھتے۔ تو اس طرح کا سوال نہ اٹھاتے

۲۸۔ مولوی محمد حسین کے متعلق حضرت نے براہین میں لکھا۔ کہ اگر وہ کافر کہنا چھوڑ دے تو ہم یہودی نہیں کہیں گے۔ یہی مطلب ہے۔ کہ اپنا فتوے واپس لے لیں گے۔

۲۹۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم کو لکھا۔ کہ منکر کافر تو ہے مگر جہنمی نہیں۔ مولوی صاحب اس تاویل پر تو ایک بچہ بھی ہنسے گا۔ خدا کے لئے غور کیجئے۔ وہاں دونوں امور کے متعلق لکھا ہے۔ کہ یہ "سراسر افتراء" ہے۔

صرف ایک امر کے متعلق نہیں۔ اگر آپ والی بات لکھنا چاہتے۔ تو یوں فرماتے۔ کہ ہاں چونکہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس لئے جو شخص میرے دعوے پر اطلاع پا چکا ہے۔ وہ کافر تو ہے۔ مگر جہنمی نہیں ہے۔

۳۰۔ احمدیت عین اسلام کن معنوں میں ہے۔ اگر ان معنوں میں جن معنوں میں آپ فرماتے ہیں۔ تو آپ اس کے متعلق کیا فتوے دیتے ہیں۔ کہ

مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآن در زبانِ پہلوی

کیا اب مثنوی کا انکار بھی کفر ہے۔

مجدد الف ثانی کی تعلیم کیا عین اسلام نہ تھی۔ کیا آپ کے منکر بھی کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مولوی صاحب کچھ ہوش کر کے بات کیجئے۔

۳۱۔ پیر غلام فرید صاحب نے اگر بیعت کی ہوتی۔ تو ضرور رجسٹر میں ان کا نام آتا۔ اخبار میں ذکر ہوتا۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کہ بیعت کی۔

کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ ہر قبول نہ کرنے والا حضرت کو جھوٹا سمجھتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو کیا ڈاکٹر عبدالحکیم کا اعتراض درست نہیں۔ اور کیا یہ درست نہیں۔ کہ ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو بیعت میں شامل نہیں۔ مگر جھوٹا یا کافر نہیں کہتے۔

۳۲۔ یہاں فاسق کے معنے کافر اور اسلام سے خارج نہیں۔ محض ایک فرع کا نافرمان مراد ہے۔ فاسق جنتی بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً تمام شیعہ حضرات جو خلافت ابی بکر رضی اللہ کے منکر ہیں یا حضرت امیر معاویہ جو خلافت علیؓ کے منکر تھے۔ مگر باوجود اس کے ان کو رضی اللہ عنہ" کے خطاب سے ہی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ تو ان کو باوجود منکر خلافت سمجھنے کے مومن اور جنتی سمجھتے ہیں۔ پس اس طرح لوگوں کو اشتعال دلانے سے فائدہ نہیں۔ فاسق تو قادیانی بھی ہو سکتا ہے۔ جو ماں باپ کی نافرمانی کرے۔ ایک احمدی بھی ہو سکتا ہے۔ جو کسی اسلام کی فرع میں کمزوری دکھائے۔ پس یہ فسق تو عام ہے۔ اور اس سے اسلام سے کوئی شخص خارج نہیں ہوتا۔

۳۳۔ عام مسلمان چونکہ مدعی ماموریت و الہام نہیں۔ اس لئے ان کے مکذب کی مثال بے معنی ہے۔ حضرت مدعی الہام ہیں۔ آپ کا مکذب دوسرے الفاظ میں آپ کو مفتری کہکر کافر کہتا ہے۔

۳۴۔ اب میں آپ کے تمام اعتراضات کے جواب سے فارغ ہو چکا ہوں۔ مولوی صاحب بحث کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ پہلے مخالف کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اور پھر اپنے دلائل پیش

کئے جائیں۔ اور آپ بالکل الٹ چلتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے ذہن میں رکھا ہوُا مضموُن لکھتے جاتے ہیں۔ بغیر اس خیال کے کہ اس کا جواب پہلے آچکا ہے۔ یا نہیں۔

۳۵۔ میرا سوال جس پر میں نے بنیاد رکھی ہے۔ اور جس کو میں اب بھی اپنے مضمون کی ابتدا میں درج کر چکا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا۔"

خدارا غور فرمائیے۔ اور موضوع بحث سے الگ نہ ہوئیے۔ اس کا جواب صرف اس قدر تھا۔ کہ آپ ایک ہی حوالہ دکھا دیتے۔ جس میں یہ ہوتا کہ:۔

میرے دعویٰ سے انکار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور آپ یہ نہیں دکھا سکے۔ اس کے خلاف میں نے یہ صاف طور پر دکھا دیا ہے۔ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔ مگر ناظرین پر آپ کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔

۳۶۔ ایک اور حوالہ سنیئے۔

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو ایک خط لکھتے ہوُئے حضرت فرماتے ہیں:۔

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت ایک استفتاء تیار کیا۔ اور وہ استفتاء مولوی نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ اور انہوں نے فتویٰ دیا۔ کہ یہ شخص اور اس کی جماعت کافر ہیں۔ . . . . اس بناء پر ہمیں ان لوگوں کو کافر ٹھہرانا پڑا۔" (بدر ۲۴ر اگست ۱۹۰۶ء)

معلوم ہوُا۔ کافر کہنا صرف تکفیر کا نتیجہ ہے۔ ورنہ دعوے کا انکار کفر ہوتا۔ تو صاف فرماتے۔ کہ خواہ کوئی کافر کہے یا نہ کہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۳۷۔ ایک امر میں آپ سے دریافت کروں گا۔ آپ حضرت کی پہلی اور پچھلی تحریرات میں تضاد ثابت کرتے ہیں یا تطبیق دیتے ہیں۔

۳۸۔ پھر آپ عبد الحکیم والے خط کو محکم قرار دے کر تریاق القلوب کو اس کے ماتحت کرتے ہیں یا تریاق القلوب کو محکم قرار دے کر عبد الحکیم والے خط کی اس کے ماتحت

تاویل کرتے ہیں؟

۳۹۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت نے حقیقۃ الوحی میں یہ فرما کر کہ "میں اب بھی اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہتا" لیکن جن میں خود انہی کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں"۔ تریاق القلوب والی بات کی تصدیق کی ہے۔ جہاں لکھا ہے کہ میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا۔ جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں کافر نہ بنا لیوے۔ (مـ۱۳۰)

معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کا مذہب وہی ہے جو تریاق القلوب میں۔ اور آپ کی وہی شان ہے۔

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ تریاق القلوب کی یہ عبارت۔ کہ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (مـ۱۳۰) محکم ہے۔ اور باقی سب عبارتیں اس کے ماتحت ہیں۔ آپ اس امر کا جواب دیں۔ کہ کہاں لکھا ہے۔ کہ میرے دعوے کا انکار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ یہاں تکفیر کرنے والے کی بحث ہے۔ نبی نہ ماننے والے کی بحث نہیں۔ بحث صرف یہ ہے۔ کہ کیا حضرت نے لکھا ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا ہے۔

سر فضل حسین کے سامنے اقرار بھی تریاق القلوب کے مسلک کی ہی تائید کر رہا ہے خدا کے لئے ان حقائق پر غور فرمایئے۔

۴۰۔ میں پھر آپ کو یہ کہوں گا۔ کہ (بالفاظ حضرت مسیح موعودؑ) کہ:۔

"خدا سے شرماؤ۔ اور یہ نمونہ دینی مولویت اور تفقہ کا مت دکھلاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں۔ تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ۔ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔ اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں۔ تو اپنی ہی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو۔ اور فتنہ انگیز تقریروں سے باز آؤ"۔ (ازالہ مـ۵۹)

۴۱ - آپ نے فرمایا - کہ کلمہ گو کو آپ کافر نہیں کہتے - کلمہ گو ہونا خارج از اسلام ہونے کی دلیل نہیں - بلکہ اور اسباب ہیں -

مولوی صاحب! کیا حضرت صاحب اس طرح کہکر لوگوں کو دھوکہ دے رہے تھے کہ جناب ہم کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے - کیونکہ کلمہ پڑھنا کفر نہیں - ویسے ہم ان کو کافر ہی کہتے ہیں - اس کا مطلب کیا نکلا - اور اس کے اسباب کیا ہیں - ان کو بھی ذرا بیان فرمایئے آپ کہتے ہیں - کہ وہ سبب یہ ہے - کہ وہ حضرت مسیح موعود کے دعوے کے انکار کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں - خدا کا واسطہ دے کر میں آپ سے دریافت کرونگا کہ یہ سبب کہیں سے دکھایئے - کیا حضرت نے اس چیز کو وجہ کفر لکھا ہے - کیا میں نے ابھی آپ کے سامنے حقیقۃ الوحی اور تریاق القلوب کے حوالوں سے ثابت نہیں کیا - کہ وجہ کفر صرف کفر کا فتوے ہے - نہ انکار دعوئے مسیح موعود - پھر آپ نے کیوں یہ گول مول بات کر دی - کہ اور اسباب ہیں -

مولوی صاحب! انہی اسباب پر تو بحث ہے - ایک ہی جگہ بتایئے - کہ اس کا سبب میرے دعوے کا انکار ہے -

۴۲ - حضرت نے صاف طور پر اپنے منکر اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر میں فرق کیا ہے - اپنے مکذب اور منکر کو کافر نہیں کہا - بلکہ گنہگار کہا ہے - اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر کو کافر کہا ہے - اس پر پھر غور کیجئے - یہ ایک نکتہ ہے -

۴۳ - گورداسپور کی عدالت میں اقرار کہ اگر مولوی محمد حسین کافر نہ کہے - تو میں کافر نہیں کہوں گا - غلط تھا - تو کیا وجہ ہے - کہ خدا نے بتا نہ دیا - اور آپ نے اس کے خلاف بھی نہ لکھا -

۴۴ - آپ کہتے ہیں - کہ دل نہ دکھانے کے لئے کافر نہ کہا - تو کیا دل میں ضرور کافر سمجھتے تھے - کیا حضرت کے یہ الفاظ یاد نہیں - کہ اگر یہ لوگ کفر بازی سے باز آجائیں - بریت کا اشتہار دیں - تو "حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں"

کیا عدالت میں اقرار کرنے کے بعد بھی شک میں ہی رہے - یا دل میں کچھ اور سمجھتے رہے

اور زبان پر کچھ اور۔ کیا یہ آپ حضرت کی پوزیشن کو گرا تو نہیں رہے۔ یہ تو مومن کی شان نہیں اس طرح تو معلوم ہوُا۔ کہ نہ صرف محمد حسین کی ذلت ہوئی۔ بلکہ حضرت کی بھی (نعوذ باللہ) ذلت ہُوئی۔

۴۵۔ میں نے مسئلہ نماز۔ جنازہ۔ حج وغیرہ کے متعلق متعدد فتوے درج کئے ہیں جن سے صاف ثابت ہو رہا ہے۔ کہ حضرت کا عمل کیا تھا۔ اور حضرت کا دعوے کیا تھا۔ اگر اپنے دعوے کے انکار کی وجہ کو ہی کفر کی وجہ قرار دیتے۔ تو کبھی نہ کہتے۔ کہ مکفر نہ ہونا ہی اس امر کے لئے کافی ہے۔ کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ اس کا جنازہ پڑھا جائے۔

۴۶۔ آخر میں آپ سے مذہب کے نام پر اپیل کرونگا۔ کہ ملت اسلامیہ بہت سے تشتت و افتراق کی زد میں آچکی ہے۔ اگر پہلے بہتر فرقے تھے۔ تو آپ تکفیر کی وجہ سے چوہتر فرقے نہ بنائیں۔ خدا کے لئے مسیح موعود کے مشن کو سمجھنے کی کوشش کیجیئے۔ آج اگر محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کو آپ منسوخ قرار دے کر یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کے دعوے ماننے کے بغیر اسلام میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ تو کیا یہ محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کی اور حضورؐ کے نام کی توہین نہیں ہے۔

۴۷۔ آپ سے میری یہ درخواست ہے۔ کہ حضرت کے ان الفاظ پر غور فرمائیے۔

کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام اے اخی
گر تو داری خوف حق رو بیخ کفرِ خود برار

کیا یہ الفاظ وہ شخص کہہ سکتا ہے۔ جو دل میں تو مخالفین کو کافر سمجھتا ہو۔ مگر زبانی ان کو خوش کرنے کی خاطر مسلمان قرار دے۔

۴۸۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے۔ جو تمام مسلمانوں کو ایک مرکز پر متحد کر سکتی ہے۔

نیست از روم و عرب پیوند ما
نیست پابندِ نسب پیوند ما
دل بمحبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت بایکد گر پیوستہ ایم

امت محمدیہ پر رحم کھائیے۔ ساٹھ کروڑ فرزندانِ توحید کو اسلام سے خارج کرنا۔ ان کو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اسلام سے خارج سمجھنا معمولی جرم نہیں۔ نہ صرف یہ کہ آپ کے پاس اس کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ آپ اپنی طرف سے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ جو سراسر قرآن۔ حدیث اور کتب مسیح موعود کے خلاف ہے۔

۴۹۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اس سے خارج کرنا آپ کا کام نہیں۔ اور جو حضور سرورِ کائنات صلعم کا کلمہ پڑھے۔ بجائے اس کے آپ اس سے بغلگیر ہو کر اخوت اسلامی کا ثبوت دیں۔ آپ اس کو دُور سے دھتکارتے ہیں۔ ان کے بچوں کے جنازہ کو بھی حرام سمجھتے ہیں پس خدا کا خوف کیجئے۔ اور یاد رکھیئے۔ کہ اسلام کا اقرار کرنے والے کو اسلام سے خارج قرار دینا ایسا امر ہے۔ جو سراسر مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف ہے۔ حضور تو اس قدر محتاط ہیں۔ کہ فرماتے

لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا

اس کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ کیا آپ اس تحریر کی قدر کریں گے۔ دیدہ باید۔

اختر حسین گیلانی۔ مناظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

راولپنڈی ۲۵ ۶/۷

عبدالقادر نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۵ ۶/۷

عزالدین احمدی پریذیڈنٹ مناظرہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

۲۶ ۶/۷

قاضی محمد نذیر پریذیڈنٹ مناظرہ
منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی

جماعت احمدیہ کا دوسرا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

مسئلہ تکفیر

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:۔

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت نہیں کرنا چاہتا ہے۔ اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا۔ اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا۔ اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو۔ کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو۔ تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔" (نزول المسیح صہ ۲۵)

ہمارے نزدیک ہر مسئلہ میں فیصلہ کا ہمارے اور آپ کے درمیان یہی طریق ہے۔ مگر آپ نے اس طریق کو نظر انداز کر کے دوسرے امور سے اپنے پرچہ کو بھر دیا ہے۔

۲۔ آپ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کو دعوت نہیں پہونچی۔ حضرت اقدس نے بطور گر بیان فرمایا ہے:۔

"بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ اس کا کام ہے۔ جو عالم الغیب ہے . . . . ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صہ ۱۷۹)

اگر آپ اس اصل کو ملحوظ رکھیں۔ تو آپ کے بہت سے عقدے خود بخود حل ہو جائیں گے

۳۔ آپ نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کے متعلق بعض متشابہ اور شخصی معاملات اور جزئی قضایا کو پیش کیا ہے۔ حالانکہ طریق فیصلہ اصل کو دیکھنے کا ہوتا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف صحیح بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو" (اربعین ۳ ص۲۸)

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ غیروں کے پیچھے خواہ وہ مکفر ہوں یا مکذب ہوں۔ یا متردد ہوں اور کھلے طور پر حضرت کو صادق نہ مانتے ہوں۔ نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ حرام اور قطعی حرام ہے۔

اخبار بدر میں ہے:۔

"سوال۔ ایسے لوگوں کی نسبت سوال ہوا جو نہ مکفر ہیں۔ نہ مکذب۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا۔

جواب فرمایا۔ اگر وہ منافقانہ رنگ میں ایسا نہیں کرتے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام۔ تو وہ اشتہار دیدیں کہ ہم نہ مکذب ہیں نہ مکفر۔ بلکہ بزرگ نیک ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ اور مکفرین کو اس لئے کہ وہ ایک مومن کو کافر کہتے ہیں کافر جانتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہو۔ کہ وہ سچ کہتے ہیں۔ ورنہ ہم ان کا کیسے اعتبار کر سکتے ہیں۔ اور کیونکر ان کے پیچھے نماز کا حکم دے سکتے ہیں" (۲۳ اپریل ۱۹۰۸ء)

پھر فرمایا:۔

"جہاں ایسی صورت ہو۔ کہ لوگ ہم سے اجنبی اور نا واقف ہوں۔ تو ان کے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کر کے دیکھ لیا۔ اگر تصدیق کریں۔ تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ ورنہ ہرگز نہیں۔ اکیلے پڑھ لو" (بدر بحوالہ فتاوی مسیح موعود ص۲۵)

پھر لکھا ہے:۔

"مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو سید عبد اللہ عرب نے سوال کیا۔ کہ میں ملک عرب کو جاتا ہوں۔ وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ فرمایا مصدقین کے ماسوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ عرب صاحب نے عرض کیا۔ کہ وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ فرمایا۔ ان کو پہلے تبلیغ کر دینا۔ پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب"

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء)

کتنا واضح اور صاف فیصلہ ہے۔ اس صراحت کے بعد ادھر ادھر جانا تقوی کی راہ نہیں ہے

۴۔ حکیم فضل الدین صاحب مرحوم سے جو حضرت کے اولین صحابی تھے۔ سوال ہوا۔ جو مع جواب درج ہے۔ لکھا ہے۔

"قولہ۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ احمدی کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو نماز پڑھ لینی جائز ہے۔ اور غیر احمدی کے پیچھے اگرچہ وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہو۔ نماز منع ہے اقول وباللہ التوفیق۔ اصول اسلام کا ذکر تو پہلے ہی ہو چکا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ صلوا خلف کل بر و فاجر۔ اس واسطے احمدی کے پیچھے جائز ہے۔ صلوا خلف کلّ کافر نہیں آیا۔ اس لئے غیر احمدی کے پیچھے جائز نہیں" (بدر ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء)

۵۔ پھر دیکھئے۔ ایک مرتبہ سوال ہؤا۔ کہ

"ایک حضور کا مرید ہے۔ وہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے۔ اور کبھی کبھی ہمارا امام بننے کا بھی اس کو اتفاق ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں"

حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"جو احمدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو" (بدر ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء)

لیجیئے۔ ہم جناب کو جناب مولوی محمد علی صاحب کا حوالہ دے دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہندوستان بھر میں تو کسی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"غیر احمدیوں کے پیچھے ایسی جگہ جہاں احمدیوں پر کفر کا فتوے دیا گیا ہے۔ نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتا" (پیغام صلح ۲۴ر مارچ ۱۹۱۴ء)

۶۔ آپ نے سر فضل حسین صاحب کی گفتگو کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ اس کے آخر میں لکھا ہے:-

"جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اس وقت تک کہ وہ ان سے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیحہ کافر سمجھتے ہیں" (بدر ۲ مئی ۱۹۰۸ء)

فرمایئے حضرت نے ایسے لوگوں کے پیچھے نماز کی اجازت دی۔ ہرگز نہیں۔ خود مولوی عمر الدین صاحب نے بھی اس واقعہ پر لکھا ہے:-

"فضل حسین بیرسٹر نے کوئی چھ مرتبہ بہ التجا کی۔ کہ ہم لوگ کافر نہیں کہتے۔ یا جو لوگ کافر نہیں کہتے۔ ان کے ساتھ تو مل کر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ تو حضرت نے بجائے اجازت کے فرمایا۔ کہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم تو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہنے والوں کے ساتھ ہی سمجھتے ہیں۔ جب تک وہ ان سے علیحدگی اور ان کے کفر اور ہمارے مومن ہونے کا اشتہار نہ دیدیں" (فیصلہ حکم صلا۳)

۷۔ مولوی عمر الدین صاحب جو اس مناظرہ میں مدمقابل مناظر صاحب ہیں۔ اس لئے ان کے تشریحی بیان کو جو واقعات سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان تمام اقتباسات سے نماز کا مسئلہ بخوبی حل ہو جاتا ہے۔ اور اگر آپ خوف خدا سے کام لیں۔ اور اصول مناظرہ کے مطابق فیصلہ کریں۔ تو ہمارے گذشتہ اور یہ حوالجات مل کر بات کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیتے ہیں۔

۸۔ پھر آپ نے جنازہ کے پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ سو اس کے لئے حضرت خلیفہ اوّل کا ایک

فیصلہ سُن لیں :-

فرمایا :-

"میں اس سوال سے تعجب کرتا ہوں۔ کہ تم اس میت کے ساتھ کھڑے ہو کر یہ دعا کرو گے۔ کہ اللہ تیرا ایک مامور ہمارے زمانہ میں آیا۔ اس نے تیرا پیغام سب لوگوں کو پہونچایا۔ اس نے اس پیغام کی پرواہ نہ کی۔ اس کو لغو قرار دیا۔ یا اس کا انکار کیا۔ اور اس طرح تیرے رسول کو مفتری قرار دیا۔ اس واسطے تو اس کو بہشت نصیب کر۔ یہ ایک بہت بیہودہ بات ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کہ احمدی کس طرح غیر احمدی کا جنازہ پڑھ سکتا ہے"

(بدر ۲۲ راگست ۱۹۱۲ء)

۹۔ نیز جن بعض لوگوں کو کسی گونہ مصدق کے جنازہ کی اجازت دی گئی۔ وہ ایک خاص بات تھی۔ اور وہ بھی ان لوگوں کو زمرۂ مصدقین میں رکھکر دی گئی۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ :-

"آپ کا اپنا بیٹا فضل احمد فوت ہو گیا۔ آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ حضرت مسیح موعود کو کبھی بُرا نہ کہتا تھا۔ لیکن چونکہ بیعت نہ کی تھی۔ آپ نے جنازہ بھی نہ پڑھا۔ حالانکہ آپ پر اپنے بیٹے کا جنازہ فرض تھا۔ مگر پھر بھی باوجود کہا جانے کے انکار کر دیا۔

سرسید کی موت پر لاہور سے بعض خواجہ شاہی احمدیوں نے مسیح موعود کو خط لکھا۔ کہ حضور سرسیّد کے جنازہ کے متعلق جماعت کو حکم دیا جائے۔ کہ ہر جگہ جنازہ غائب پڑھیں۔ تو جواب یہ ملا۔ کہ یہ ناجائز ہے۔ اور ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ یہ تو منافقت ہو گی۔ اور ہم سے ایسا ہو نہیں سکتا۔ اب جبکہ سرسیّد جیسے غیر مکفر اور صلح کل شخص کا جنازہ بھی پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ اور نہ اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھا۔ تو صاف ثابت ہے۔ کہ آپ کا یہ مذہب ہی نہ تھا۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھا جائے۔

کوئی شخص جس کی شہادت جائز ہو حلف اٹھا کر کہے۔ کہ فلاں غیر احمدی کا جنازہ حضرت مسیح موعود نے پڑھا تھا۔ حالانکہ آپ کو بتایا گیا تھا۔ کہ وہ غیر احمدی ہے" (بحوالہ فیصلہ حکم)

۱۰۔ جنازہ کی ممانعت کے لئے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کا یہ عملی نمونہ ہے لکھتے ہیں :-

"اتفاقاً میرا حقیقی بھائی جوان مرگیا۔ میں اس کے جنازہ میں شریک نہ ہوا۔ تو اس دغیر احمدی دوست نے جو کبھی کبھی حضرت کی تعریف بھی کر دیا کرتا تھا ناقل) نے کہا۔ تم نے جنازہ کیوں نہیں پڑھا۔ میں نے کہا۔ وہ احمدی نہ تھا" (بدر ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء)

۱۱۔ بااین ہمہ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر اوائل میں بعض لوگ مصدقین کا جنازہ پڑھتے رہے۔ تو اس سے ہمارے موضوع پر ہمارے خلاف کیوں کر استدلال ہو سکتا ہے۔ حالانکہ لکھا ہے:۔

"حضرت عیسےٰ اور ان کے حواری یہودیوں کے پیچھے ہی نمازیں پڑھتے رہے حضرت عیسےٰ کی وفات کے بعد بھی قریب کئی سال ایسا ہی ہوتا رہا۔ ۔ ۔ ۔ اگر کوئی یہ نتیجہ نکالے۔ کہ گویا حضرت عیسےٰ کے منکر کافر نہ تھے۔ تو یہ صریح بے انصافی ہے۔ اور قرآن کے خلاف ہے" (فیصلۂ حکم)

میں اس موضوع پر اسی قدر لکھنا فی الحال کافی سمجھتا ہوں۔

۱۲۔ آپ نے تحفہ ندوہ سے لفظ "گو وہ مسلمان ہو" والا حوالہ لکھا ہے۔ اس سے مراد اس کا نام کے طور پر مسلمان ہونا ہے۔ اور اس کی ہم بھی نفی نہیں کرتے۔

۱۳۔ عجیب بات ہے۔ کہ آپ حضور کے کھلے فتوے کہ جس کو میری دعوت پہونچی۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ کو کامل مسلمان نہیں پر محمول کر رہے ہیں۔ حالانکہ عبارت نہایت واضح ہے۔ اس جگہ اگر یہی مراد ہوتی۔ تو حضرت معترض کو یہی جواب دیتے اور فرماتے۔ کہ تریاق القلوب اور عبدالحکیم والے خط میں کوئی تناقض نہیں۔ معترض کا منشاء مسلمان نہیں سے کافر ثابت کرنا ہے۔ حضرت اقدس اس کو مان کر ایک طرح سے کفر کی دو قسمیں بنا کر فرماتے ہیں۔ کہ انکار کاران دونوں قسموں کا ایک ہی حکم ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا استدلال باطل ہے۔

۱۴۔ کشتی نوح کے حوالجات میں جہاں اعمال صالحہ کا ذکر ہے۔ اس سے مراد تو ناقص احمدی ہو سکتا ہے۔ لیکن جہاں مثلاً یہ فرمایا کہ جو مجھے فی الواقعہ مسیح موعود نہیں مانتا۔ وہ احمدی نہیں۔ تو کیا اس سے آپ یہ مراد لیں گے۔ کہ حضور کو مسیح موعود نہ ماننے والا بھی ناقص احمدی ہوتا ہے۔ مناظر صاحب! ہمیشہ موقعہ اور محل کے مناسب معنے ہوا کرتے ہیں۔

۱۵- آپ تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ خلفاء اور مجددین کا انکار انسان کو فاسق بنا دیتا ہے۔ چلئے اس طرح کہئے۔ جیسا جیسا خلیفہ ہوگا۔ ویسا ویسا ہی اس کا منکر فسق میں بڑھا ہوا ہوگا۔ اور آپ کو معلوم ہے۔ کہ فاسق کی ایک قسم کافر بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا۔ اس جگہ فاسق کو مومن کے مقابلہ پر رکھا ہے۔

لیجئے قرآن مجید تو فیصلہ ہی کر دیتا ہے۔ انجیل کے ساتھ فیصلہ کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئٰک ھم الفاسقون (المائدہ) کہ جو لوگ انجیل میں امر الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کریں گے۔ وہ فاسق ہوں گے۔ گویا مسیح کے منکر کو فاسق کہا۔ بتلائیے اس جگہ فاسق کے کیا معنے ہیں۔ اور کیا آپ کے نزدیک انہی معنوں میں حضرت کے منکر پر کافر کا لفظ اطلاق پاتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو حقیقت ایک ہی ہے۔ "لفظ پرستی" کو تو آپ ناپسند کیا کرتے ہیں۔

۱۶- میں نے آپ کا پرچہ پڑھکر جواب لکھکر دیا تھا۔ آپ غلط بیانی سے کام نہ لیں۔ میں نے جو باتیں پیش کی ہیں۔ آپ ان کا جواب پرچہ اول میں ہرگز نہیں دے سکے تھے۔ جو پیش بندی کے طور پر آپ نے لکھا تھا۔ میں نے اس پر مکمل جرح کی تھی۔

۱۷- اس کا کیا جواب ہے۔ کہ مکفرین آپ کے نزدیک دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا باہر گول مول نہ فرمائیں۔ صاف صاف جواب لکھیں۔ میں آپ سے تصریح چاہتا ہوں۔

۱۸- میں نے دکھایا تھا۔ کہ حضرت نے فرمایا۔

"کافر کہنے والا بہرحال منکر بھی ہوگا۔ اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے وہ بہرحال کافر ٹھہرائے گا۔" (براہین پنجم ص۶۷)

دیکھئے۔ کتنا واضح حوالہ ہے۔ مگر آپ یونہی کہے جاتے ہیں۔ کہ میرا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور بزعم خویش اپنے سوال کو پتھر کہہ رہے ہیں۔

۱۹- مجدد الف ثانی" کا آنا اور حضرت کا آنا برابر نہیں۔ لیکن تاہم میں کہتا ہوں۔ کہ حضرت مجدد صاحب کی آمد بھی اسی واسطے تھی۔ کہ لوگ اسلام سے دور جا رہے تھے۔ کہئے کیا اعتراض ہے۔

۲۰۔ آپ نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ کیا وُہ پہلے کافر تھے معاذ اللہ معاذ اللہ۔ میں تو کہہ چکا ہوں۔ کہ نبی سورج ہوتا ہے۔ مامور خدا کا آفتاب ہوتا ہے۔ نورالدین کا نورالدین ہونا تو حضرت کے آنے سے ہی ہویدا ہوُا۔ اگر آپ نہ مانتے پھر آپ کا سوال ہوتا۔ جو مان لیتا ہے۔ وہ پہلے سے ہی نیک ہوتا ہے۔ ایک نیکی دوسری نیکی کی طرف لے جاتی ہے۔

۲۱۔ آپ نے اخبار میں لکھا ہے۔ کہ میں غیر احمدیوں کو مشرک یا کافر نہیں سمجھتا۔ مگر آپ نے آیت قرآنی جس میں مشرک مردوں اور مشرک عورتوں سے رشتہ مناکحت کی ممانعت ہے کو ذکر فرما کر اور اس سے استدلال کرکے "قوم" کو تلقین کی ہے۔ کہ غیروں سے رشتہ داری کے تعلقات نہ رکھو۔ آپ کے آخری فقرہ کو ہم کیا کریں۔ ہم تو آپ کا عمل دیکھیں گے۔ پہلے آپ غیر احمدیوں کو فاسق مانتے ہیں۔ اور اب یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ مسلمان مشرکانہ رسوم وعقائد میں غرق ہیں۔ (مفہوم از بیان القرآن) اور اسی پر ان سے تعلقات کو منع بتلاتے ہیں۔ اگر میں نے اُسے پیش کر دیا۔ تو کونسا جرم ہوُا۔

۲۲۔ ہم پیر غلام فرید صاحب آف چاچڑاں کو مصدق مانتے ہیں۔ اشارات فریدی سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کے متعلق سوال پیش نہیں ہو سکتا۔ (مفصل دیکھو ریویو جلد ۶)

۲۳۔ آپ نے تسلیم کر لیا۔ کہ تحفہ گولڑویہ کی بجائے حضرت نے حقیقۃ الوحی میں سہو سے تریاق القلوب لکھدیا ہے۔ عدالت کی مسل میں حضور کا یہ بیان ۱۹۰۴ کو ہوُا ہے۔ اس کی نقل مصدقہ ہمارے پاس اس جگہ موجود ہے۔ غیر احمدیوں نے۔ روئداد مقدمات قادیانی مطبوعہ جہلم صلا؎ پر بھی اس بیان کو اسی طرح درج کیا ہے۔ اس لئے یہ تو فیصلہ ہو گیا۔ ہاں آپ کا یہ گمان کہ تحفہ گولڑویہ میں بھی وہی مذہب ہے۔ ہرگز درست نہیں۔ تحفہ گولڑویہ میں تو یہ لکھا ہے۔ کہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے دونوں بعثتوں پر ایمان رکھے۔ اور ہم دونوں فریق مانتے ہیں۔ کہ حضرت کی آمد دراصل آنحضرت صلعم کی ہی بعثتِ ثانیہ ہے۔ تو کیا بعثت اولیٰ کا منکر کافر اور بعثتِ ثانیہ کا منکر مومن ہوگا؟

۲۴۔ لیجئے آپ نے مکفر کو کافر مان لیا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں :۔

"جو شخص اس دعویٰ سے منکر ہے۔ وہ بہر حال کافر ٹھہرائے گا"۔ (حاشیہ براہین پنجم ص۶۸)

فرمائیے۔ اب بھی آپ حضرت کے منکروں کو اس فتوے سے مستثنےٰ کر سکتے ہیں۔

۲۵۔ ایک اور طریق پر سن لیجئے۔ حضرت نے فرمایا:۔

"اب واضح رہے۔ کہ اس زمانہ کے بعض موحدین کا یہ اعتقاد۔ کہ پرندوں کی نوع میں سے کچھ تو خدا تعالےٰ کی مخلوق۔ اور کچھ عیسےٰ کی مخلوق ہے۔ سراسر فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔ اور ایسا خیال رکھنے والے بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔ (حاشیہ ازالہ اوہام ص۲۹۸)

کیا آپ اس عبارت کو درست مانتے ہیں۔ اگر مانتے ہیں۔ تو آپ کو تسلیم ہوگا۔ کہ مسیح کے بیچ خلق الطیور کا عقیدہ رکھنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۲۶۔ پھر حضرت فرماتے ہیں:۔

"مجھے خدا نے اس تجدید کے لئے بھیجا ہے۔ کہ میں لوگوں پر ظاہر کروں۔ کہ ایسا خیال کرنا (کہ مسیح نے ہزارہا پرندے پیدا کئے۔ اور اس کی پیدائش کے وقت شیطان نے صرف اسی کو مس نہ کیا۔ ناقل) کفر اور صریح کفر اور سخت کفر ہے"
(تحفہ گولڑویہ ص۱۰ حاشیہ)

فرمائیے۔ آپ اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟

۲۷۔ پھر حضرت فرماتے ہیں۔ کہ میں قدم عیسےٰ پر آنیوالا موعود ہوں:۔

"وما کان لمؤمن ان یکفر به فانه کفر بکتاب اللّٰه و لا یفلح الکافر حیث اتی"۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۴)

کہ حضرت مسیح موعودؑ کا انکار دراصل قرآن مجید کا انکار ہے۔

اسی کے مطابق فرمایا ہے۔

"فکیف تکفر به أتکفر بالقرآن لا قوال شتی"۔ (خطبہ الہامیہ ص۶)

۲۸۔ پھر مسیح موعود پر ایمان کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:۔

"فلا تکفروا کل الکفر وتولوا الی اللّٰه الذی الیه ترجعون"۔ (خطبہ الہامیہ ص۹۲)

۲۹۔ میں حضرت کا یہ جواب لکھ چکا ہوں ۔کہ میرے نہ ماننے والے کا حکم وہی ہے۔
جو مولوی صاحبان آنے والے مسیح موعود کے منکر کا سمجھتے ہیں۔ آخر میں فرمایا۔
"پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں ۔جو آنے والا تھا" (ملفوظات احمدیہ حصہ ۲ صفحہ ۱۸۶ جلد ۱)
۳۰۔ شاید آپ تاویلات کی کوشش کرنے جائیں۔ اس لئے میں آپ کے اس طریق کو بند کرنے کے لئے لکھتا ہوں ۔کہ حضرت اقدس نے فرمایا۔
"جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)
حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ ایک شخص کو لکھتے ہیں۔ سائل کہتا ہے۔ کہ
"کیا مسیح موعود اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر برابر ہیں"
حضرت خلیفۂ اول فرماتے ہیں :۔
"آپ کفر دون کفر کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے کفر کے مساوات کا تذکرہ خط میں بہت فرمایا ہے۔ میاں صاحب! رسولوں میں تفاضل تو ضرور ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تلك الرسل فضّلنا بعضهم على بعض ابتدا پارہ تیسرا۔ جب رسل میں مساوات نہ رہی۔ تو ان کے انکار کی مساوات بھی آپ کے طرز پر نہ ہوگی۔ تو آپ ایسا خیال فرمالیں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کے مسیح کا منکر جس فتوے کا مستحق ہے۔ اس سے بڑھکر خاتم الانبیاء کے مسیح کا منکر ہے۔ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔ میاں صاحب! اللہ تعالےٰ مومنوں کی طرف سے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ ان کا قول ہوتا ہے لانفرق بين احد من رسله۔ اور آپ نے بلاوجہ یہ تفرقہ نکالا۔ کہ صاحب شریعت کا منکر کافر ہوسکتا ہے۔ اور غیر صاحب شرع کا کافر نہیں۔ مجھے اس تفرقہ کی وجہ معلوم نہیں۔ . . . . جن دلائل و وجوہ سے ہم لوگ قرآن کریم کو مانتے ہیں۔ انہی دلائل و وجوہ سے ہمیں مسیح کو ماننا پڑا ہے۔ اگر دلائل کا انکار کریں۔ تو اسلام ہی جاتا ہے" (بدر ۱۸ جولائی ۱۹۰۷ء)

۳۱۔ اگر اس سے بھی تسلی نہیں ہوتی۔ تو لیجیئے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا بیان پڑھ لیں۔ مولوی صاحب باقرار صالح مقدمہ کرم الدین میں مورخہ ۱۳؍ ۳ کو بطور گواہ استغاثہ بیان دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے اور اس کے مرید اس کو دعوے میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں۔"

اس بیان کی مصدقہ نقل ہمارے پاس موجود ہے۔ عندالطلب آپ دیکھ سکتے ہیں۔

۳۲۔ اس بیان سے نبوت حضرت مسیح موعود اور آپ کے مکذبین کے کفر کا ایک ساتھ فیصلہ ہو گیا ہے۔ کیا اب بھی آپ انکار کریں گے۔ مولوی صاحب کی صراحت قابل داد ہے

۳۳۔ حضرت اقدس تو پہلے ہی فرما چکے ہیں۔

"فآمن ولا تکن من الکافرین" (خطبہ الہامیہ)

کہ میرا انکار کر کے کافر نہ بنو۔

۳۴۔ پھر اسی مقدمہ کرم دین میں حضرت اقدس نے جو تحریری بیان بزبان انگریزی داخل کرایا۔ اس میں تحریر فرمایا ہے۔

"In Muslim religious writings a person who belies a person claiming to be a prophet, or one who relates a single false dream, is called a Kazzab, i.c liar

written statement of Mirza-
Ghulam Ahmad
Karam din versus mirza Ghulam Ahmad

under section 501, 502. I.P.C.

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت نے اپنے آپ کو بحیثیت رسول پیش کیا ہے۔ اور اسی بناء پر آپ کے منکر اور مکذب کو کذاب کہنا جائز قرار دیا۔ یہ عبارت بھی مسئلہ تکفیر کے لئے ایک مفید عبارت ہے۔ کیا آپ اس استدلال کو مانیں گے۔

۳۵۔ آپ کو زیادہ سوال اس شخص کا ہے۔ جو درمیانی حالت میں ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:-

"جو شخص ظاہر کرتا ہے۔ کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں۔ اصل میں وہ بھی ہمارا مکذب ہے۔ اور جو ہمارا مصدق نہیں۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں۔ وہ بھی مخالف ہے۔ ایسے لوگ در اصل منافق طبع ہیں۔ ان کا یہ اصول ہوتا ہے۔ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام ان لوگوں کا خلق سے تعلق نہیں ہوتا۔ بظاہر کہتے ہیں۔ ہم کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتے۔ مگر یاد رکھو۔ جو شخص ایک طرف کا ہوگا۔ اس سے کسی نہ کسی کا دل ضرور دکھے گا۔" (بدر ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء)

۳۶۔ ہم نے حضرت اقدس کو منہاج نبوت پر پیش کیا ہے یہی حضرت کا دعویٰ تھا اور اسی کے مطابق آپ کے منکرین کو بآسانی پرکھا جا سکتا ہے۔ اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ایسا ایمان نجات کے لئے ضروری ہے۔

۳۷۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک خط سے بھی جس کا عکس میں اس جگہ چھپا کرتا ہوں۔ یہ تمام باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر مسیح موعود نے آنا ہے تو بہر حال اس پر اسی طرح ایمان لانا ضروری ہے۔ جس طرح نبی پر۔ ان کے خط کا عکس درج ذیل ہے۔

"آپ نے جو استفسار حضرت خلیفۃ المسیح سے کیا ہے۔ اس کا جواب وہ خود ہی آپ کو دینگے۔ لیکن جس اصول پر آپ کا سوال مبنی ہے۔ وہ تو شاید بہت وسعت چاہتا ہے۔ کیوں اسی اصول کے معیار سے حضرت

اقدس مرزا صاحب کا معاملہ دیکھا جاوے۔ وہی اصول جناب رسالتمآب پر کیوں نہ حاوی ہو۔

زید تمام امور جو اسلام نے تعلیم کئے ہیں۔ بدیں خیال کہ ان میں رُوح اور راستی ہے۔ اور معقولیت سے باہر نہیں۔ قبول کرتا ہے۔ اور ان پر عامل ہے۔ لیکن وہ ان اصولوں کو خدا کی طرف سے الہام ہونا نہیں مانتا۔ اس لئے نبی کریمؐ کی رسالت کا قائل نہیں۔ ورنہ اس کا شعار اسلامی شعار ہے۔ آیا یہ امر اس کی نجات کے لئے کافی نہیں؟

میرے نزدیک تو دونوں باتیں یکساں ہی ہیں۔ اگر ایک شخص کی نجات کے لئے شعار اسلام کی پابندی کے علاوہ ایمان بالرسالت ضروری ہے۔ تو اگر کسی مسیح موعود نے آنا ہے۔ اور اس شخص کے متعلق کوئی وعدہ ہے۔ تو پھر اس شخص کے ظہور پر جو بہمہ نوع مسلمان ہے۔ اس ایک شخص پر جو خدا کے نزدیک مسیح ہے۔ اور اس کی شناخت اسی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح کسی نبی کی ہو سکتی ہے۔ ایمان لانا ضروری ہے۔ یا اس کے بالعکس اگر یہاں ایمان کسی ذات واحد پر لانا ضروری نہیں۔ کیونکہ اعمال و شعار کافی ہے۔ تو پھر وہاں بھی شخصی ایمان کی ضرورت نہیں شعار و اعمال کافی ہو نگے۔ آپ وسیع دل ہیں۔ اس لئے یہ لطیفہ لکھ دیا۔ کمال الدین"

۳۸۔ پھر حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"رہی یہ بات کہ ایسا شخص جو نماز پڑھتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ وہ مسیح موعود کے نہ ماننے سے ایماندار ہے یا کافر؟ اس کا جواب یہی ہے۔ کہ خدا کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی نہ ماننا موجب کفر ہے۔ جو شخص مثلاً نماز پڑھتا ہے۔ مگر کہتا ہے۔ کہ چوری کرنا اور زنا کرنا اور شراب پینا اور جھوٹ بولنا اور سؤر کھانا اور خون کرنا کچھ گناہ نہیں۔ وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس نے خدا تعالےٰ کے احکام کی تکذیب کی

اور ان سے انکار کیا۔" (بدر۔ ۲۶ر جون ۱۹۰۳ء)

۳۹۔ حقیقۃ الوحی میں حضرت کا اپنے انکار کو قسم دوم میں داخل کرنے سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ آپ کے منکر کفر کے مرتکب نہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ حضرت نے باربار یہ کیوں کہا۔ کہ چونکہ ان لوگوں نے مجھے کافر کہا ہے۔ لہذا کافر ہیں۔ سو میں بتا چکا ہوں کہ یہ مخالف کو ساکت کرنے کا ایک طریق ہے۔ کہ اس کو الزامی جواب دیا جائے۔

ہاں اس جگہ یہ بھی وہم نہ کریں۔ کہ حضرت تو فرماتے ہیں۔ کہ میرا انکار اس لئے کفر ہے۔ کہ میرے انکار سے اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلعم کا کفر لازم آتا ہے کیونکہ یہ تمام امور سمجھانے کے لئے ہیں۔ اور فی الواقعہ بھی سب انبیاء کا انکار اسی لئے قابلِ مواخذہ ہوتا ہے۔ کہ وُہ خدا کے حکم کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کو نہ ماننے والے اللہ تعالےٰ کی بغاوت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تمام انبیاء کے انکار کو کفر قرار دینے کی ہے

۴۰۔ حضرت اقدس نے اس احتیاط کو ہمیشہ اسی لئے اختیار فرمایا۔ تا لوگ یہ نہ کہیں کہ آپ یعنی حضرت مسیح موعود آنحضرت صلعم سے علیحدہ ہو کر نبی ہیں۔ اور حضور کی شریعت کو چھوڑتے ہیں۔ اسی لئے حضرت نے لفظ نبی کے استعمال میں ظلی بروزی کی قید ملحوظ رکھی تھی۔ تا کہ طریق حصول نبوت پر دلالت ہو۔ پس اس اصل کی روشنی میں جب آپ حضرت کی کتب پر نظر ڈالیں گے۔ تو آپ کو وہی کہنا پڑے گا۔ جو اہلِ قادیان کہتے ہیں۔

۴۱۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"وُہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں۔ جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ہزار ہا نشان دیکھکر جو زمین اور آسمان سے ظاہر ہوئے۔ پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں۔ کہ اگر میں مفتری نہیں۔ اور مومن ہوں۔ تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

۴۲۔ پھر اسی صفحہ پر فرمایا۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور

کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔"
گو یا ایک وجہ کفر حضرت کے نشانات کی تکذیب اور ایک وجۂ کفر آپ کو کافر قرار دینا ہے۔بہر حال نتیجہ ایک ہی ہے۔

۴۳۔ احمدیت کو آپ نے عین اسلام مان لیا۔ مگر یاد رہے۔ کہ وہ مثنوی کے قرآن در زبانِ پہلوی کی طرح نہیں۔ بلکہ آج صحیح اور اصل اسلام احمدیت ہی ہے۔

۴۴۔ آپ بار بار دائرہ اسلام کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر آپ نے دائرہ اسلام کی ابھی تک کوئی حقیقی تعیین نہیں فرمائی۔ مجدد الف ثانی کے مامور ہونے کے ہم قائل نہیں انھوں نے کب کہا۔ کہ خدا نے مجھے کہا ہے۔

جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

پھر انہوں نے کب الہاماً فرمایا۔

قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین۔

مشابہت تام نہیں۔

۴۵۔ ڈاکٹر عبد الحکیم حضرت اقدس پر افتراء کرتا تھا۔ وہ مجموعی چیز کہتا تھا۔ جس میں جہنمی جزء اعظم تھی۔ حضرت نے اس کا انکار فرمایا۔ مگر اپنے انکار کو کفر قرار دیا۔ اور ظاہر شریعت کے مطابق دوسرے لوگوں کو معذور قرار دینے کے باوجود اس کو لفظ کفر کی ذیل میں رکھا ہے

۴۶۔ ڈاکٹر عبد الحکیم یہی تو کہتا تھا۔ کہ:۔

"جو لوگ ہمیں صریحاً کافر نہیں کہتے۔ ان تمام کو کافر نہ سمجھا جائے۔ بلکہ حسن ظنی سے کام لیا جائے۔ اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہو سکے۔" (الذکر الحکیم ۱۲ ص ۳)

۴۷۔ مگر حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"بہر حال جبکہ خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک وہ قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

کہ اب میں اس شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلاء ہے
خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر تو یہ بات ہے۔ کہ ایسے شخص کو اپنی
جماعت میں سے خارج کر دیا جائے۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت
سے خارج کرتا ہوں۔ . . . . وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت
قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے
نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راستباز قرار دینا اس شخص کا کام ہے جس
کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔" (الذکر الحکیم ع۴)

بھائیو! حضرت اقدس کے ان الفاظ سے جو عبد الحکیم کے جواب میں آپ نے فرمائے۔ صاف عیاں ہے۔ کہ آپ کے نزدیک آپ کا انکار یقیناً یقیناً کفر ہے۔ خدا کے کھلے کھلے نشانوں کی تکذیب ہے۔ اس حقیقت کا انکار انسانوں کو بہت دور لے جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک غیر مبائع دوست غور کریں۔ کہ کیا وہ بھی آج وہی رویہ تو اختیار نہیں کر رہے۔ جو ڈاکٹر عبد الحکیم خاں نے اختیار کیا تھا۔

۴۸۔ فاسق کے معنوں کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔ فاسق یا کافر کے معنوں میں ہے۔ یا بدعمل بے دین کے معنوں میں۔ آپ اسے کن معنوں میں لیتے ہیں۔ ذرا غور کریں۔ اگر ہر مجدد کا انکار فسق ہے۔ تو مسیح موعود کا انکار کس درجہ کا ہوگا؟

۴۹۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ "آپ (حضرت) کا مکذب دوسرے الفاظ میں آپ کو مفتری کہکر کافر کہتا ہے۔" تو گویا آپ کے نزدیک تمام وہ کلمہ گو جو حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا کہتے ہیں کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ فرمائیے۔ آپ تصریح سے جواب کیوں نہیں دیتے۔

۵۰۔ میں نے تریاق القلوب کے حوالہ کا جواب مفصل دیدیا ہے۔ میں تو آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ کے نزدیک تمام غیر احمدی فرقے کافر یا فاسق ہیں۔
کافر اس لئے کہ وہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اور فاسق اس لئے کہ بقول آپ کے وہ مجدد کے منکر ہیں۔ بھلا بتلائیے۔ کہ اب صرف آپ محض اس بات پر ہی نہیں جھگڑ رہے

کو کافر حضرت کے دعوے کے انکار کے باعث نہیں۔ اور میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ کہ حضرت نے اپنے منکرین کو کافر قرار دیا ہے۔

۵۱۔ نامعلوم آپ حقیقۃ الوحی کے کھلے کھلے حوالجات پر غور کیوں نہیں کرتے۔ اب اس مرتبہ تو بہت سے مزید حوالجات بھی پیش کر دیئے ہیں۔ اور حضرت اقدس کی نبوت ثابت ہے۔ اس کی وجہ سے تو یہ مسئلہ حل شدہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہم اس پر بحث کی چنداں ضرورت نہیں جانتے۔ بہرحال حق واضح ہے۔ اب آپ مانیں یا نہ مانیں۔

۵۲۔ کسی کو بلا وجہ کافر کہنا ناجائز ہے۔ لیکن کسی نبی کے منکر کو ایسا کہنا ناجائز نہیں۔ آپ نے فقرہ "عذاب سے ڈراؤ۔ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھلاؤ" کہکر دل کا غبار نکالا ہے جناب من! اگر مسلمان تھوڑے ہیں۔ تو انہی میں اضافہ کرنے کے لئے تو مسیح موعود آئے تھے۔ اگر وہ پہلے ہی قرآن وحدیث کے مطابق مسلمان تھے۔ اور ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود کی کیا ضرورت تھی۔ وہ درحقیقت برائے نام تھے۔ غیر احمدی علماء حضرت اور حضور کے سچے اتباع کو کافر کہتے تھے اور بلا وجہ یہ کلمات ایسے لوگوں کے لئے ہیں۔ آپ ان کو ہم پر ہی استعمال کر رہے ہیں۔ اچھا خدا تعالٰے نے قیامت کا دن فیصلہ کے لئے رکھا ہوا ہے۔

۵۳۔ ہم تو وہی کہتے ہیں۔ جو حضرت اقدس نے فرمایا۔ جو واقعہ ہے۔ اچھا آپ حلفیہ بیان لکھیں۔ کہ آپ کے نزدیک جملہ فرقہائے مسلمانان قرآن وحدیث کے مطابق سچے اور واقعی مسلمان ہیں۔ اگر آپ ایسا حلفیہ بیان دے دیں۔ تو مانا جا سکتا ہے۔ کہ آپ سنجیدگی سے بحث کر رہے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے۔ کہ آپ یونہی بحث کر رہے ہیں۔

۵۴۔ میں کہتا ہوں۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود کے مقام کو ملحوظ رکھکر آپ کے منکرین کے متعلق قرآن وحدیث اور حضرت کا فیصلہ یاد رکھیں۔ اور اسی کی تبلیغ کریں۔ اسی میں ہر خیر ہے۔ والسلام

باقی پھر انشاء اللہ

خاکسار۔ ابوالعطاء جالندھری

مناظر جماعت احمدیہ از راولپنڈی ۲۵/۶/۳۷

بشارت احمد بقاء

نگران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

۳۷/۶/۲۵

عمرالدین احمدی۔ پریذیڈنٹ مناظرہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ راولپنڈی

۳۷ ۔ ۶ ۔ ۲۶

قاضی محمد نذیر پریزیڈنٹ

منجانب جماعت احمدیہ۔ راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تیسرا پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——————— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحث کفر و اسلام

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کیوجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا"۔ (تریاق)

۱۔ حضرات! اس بحث کا موضوع جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود کے دعوے سے انکار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس کا جواب میں نے حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ہی دیا۔ کہ نہیں ان میں ایک تحریر عنوان میں بھی درج ہے۔

مگر مولوی اللہ دتا صاحب نے بجائے اس کے کہ کوئی معقول دلیل بیان کرتے۔ بالکل دور از کار بحث میں وقت کو ختم کرنا چاہا ہے۔ میں ان کی ایک ایک بات کو لیتا ہوں۔

۲۔ نزول المسیح کی پیش کردہ عبارت قادیانی دوستوں کے متعلق ہے۔ جن کے سامنے صریح تحریرات پیش کی گئیں۔ اور وہ تکبر سے انکار کر رہے ہیں۔

۳۔ حقیقۃ الوحی ص۱۷۹ میں کفر دو قسم کا قرار دیا مسیح موعود کا کفر دوسرے قسم میں۔ مگر یہ اس وقت ختم ہو جاتا ہے۔ جب مخالف آپ کے مسلمان ہونے کا اشتہار دے دیں۔

۴۔ "فی الواقعہ مسیح موعود" نہ ماننے سے مطلب یہ ہے۔ کہ وہ مسیح موعود تو مانتا ہے۔ مگر جیسا حق ہے۔ نہیں مانتا۔ وہ ناقص احمدی ہے۔ یہاں بھی نفی کمال ہے۔

۵۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا۔ مسلم کا لفظ عام ہے۔ مومن اس میں خاص ہے۔ مومن کے مقابل فاسق رکھکر بتایا۔ کہ فاسق بھی مسلمان ہوتا ہے۔

۶۔ آیت "ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفاسقون" میں فسق سے مراد عہد شکنی ہے۔ کافر ہیں یا مسلمان۔ اس کا پتہ دیگر آیات سے ملتا ہے۔

۷۔ خود خلیفہ صاحب فرماتے ہیں "فسق کے معنے ہیں۔ خرج لمن الطاعۃ" (الفضل ۷ مئی ۱۹۳۷ء)

۸۔ مجدد الف ثانی اور حضرت مرزا صاحب کے آنے کے وقت مسلمان ایک ہی طرح کے تھے تو کیا وجہ ہے۔ کہ ایک کا منکر مسلمان اور دوسرے کا منکر کافر۔

۹۔ اگر مولوی نور الدین صاحب پہلے ہی مسلمان تھے۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ مسیح موعود سے پہلے بھی مسلمان موجود تھے۔ یہ آپ کا اقرار آپ کے سابقہ قول کی تردید ہے۔

حق بر زبان جاریست

۱۰۔ میں نے پیغام میں یہ لکھا تھا۔ کہ مشرکات سے نکاح کرنا مسلمانوں کے لئے ممنوع تھا۔ غیر احمدیوں کو مشرک نہیں کہا۔ میرے الفاظ ہیں :-

"میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ میں غیر احمدیوں کو مشرک اور کافر سمجھتا ہوں"

میں اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں۔ کہ میرا وہ مفہوم نہیں تھا۔ جو آپ لینا چاہتے ہیں نہ ہی یہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اگر آپ میرے سامنے اس قدر افتراء کر رہے ہیں۔ تو حضرت کی زندگی کے بعد آپ کا ان کے متعلق افترا سے کام لینا کونسا مشکل کام ہے۔

۱۱۔ جب گھر آکر تحفہ گولڑویہ کی بجائے تریاق القلوب لکھدیا۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ تریاق القلوب والی شان کو بھی آپ درست ہی مانتے ہیں۔ باقی تحفہ گولڑویہ کے صلا پر پہلے آپ کو اولیاء میں شامل کیا ہے۔ اور منکرین کو کافر نہیں فاسق (یعنی کمزور مسلمان) کہا ہے۔

۱۲۔ بعثت ثانیہ مجددیت ہے۔ اس لئے اس کا منکر کافر نہیں۔

۱۳۔ "پرندے بنانے کا عقیدہ صریح کفر ہے" یہ الفاظ ایسے ہیں۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ یہ حماقت جلاہا پن ہے۔ یہ نہیں ثابت ہوگا۔ کہ کوئی جلاہا بن گیا۔ وہاں بھی قایل کو کافر نہیں کہا۔

۱۴۔ خطبہ الہامیہ میں کہا۔ کہ اس پیشگوئی کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ اور میاں صاحب

کہتے ہیں۔ میرا انکار انبیاء کا انکار ہے۔ فیصلہ آپ خود کرلیں۔ اس قسم کے الفاظ سے کفر حقیقی ثابت نہیں ہوا کرتا۔ میاں صاحب کا حوالہ پہلے پرچہ میں ہے۔

۱۵۔ حقیقۃ الوحی صـ۱۶۳ پر لکھا ہے۔ کہ وہ لوگ جو قرآن کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور عمداً خدا کے نشانوں کو ردّ کرتے ہیں۔ یہ نہیں لکھا۔ کہ میرے دعوے کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔ وہاں آگے ہی یہ بھی ہے۔ کہ

"میں اب بھی اہلِ قبلہ کو کافر نہیں کہتا"

۱۶۔ کرم الدین کے فیصلہ میں کذاب کے لفظ سے کفر ثابت نہیں ہوتا۔ علم حدیث کی کتب آپ نے پڑھی ہونگی۔ بعض راویوں کو باوجود مسلمان سمجھنے کے کذاب اور اکذب الناس کے الفاظ سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔

۱۷۔ بدر ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء منافق کے متعلق ہے۔ ہم اس میں بحث نہیں کررہے۔ ہم تو یہ پوچھتے ہیں۔ کہ دکھائیے کہاں لکھا ہے۔ کہ دعوے سے انکار کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۱۸۔ بدر ۲۶ جون ۱۹۰۳ء کے خط میں خدا کے حکم کی تکذیب کو کفر قرار دیا ہے۔ اور نافرمانی کو فسق۔ مسیح موعود والے حکم کی تکذیب کفر ہے۔ مگر کسی کو مسیح موعود نہ سمجھنا کفر نہیں فسق (یعنی ناقص اسلام) ہوسکتا ہے۔ یہ تو آپ کے خلاف ہے۔ یہاں دعوے کے نہ ماننے والے کو کافر نہیں کہا۔

۱۹۔ مثنوی مولوی معنوی کا کیا جواب دیا ہے۔ غالباً آپ ہوش میں نہیں تھے۔ جس طرح اس کو قرآن کہنے سے لازم نہیں آتا۔ کہ اس کا منکر کافر ہے۔ ایسے ہی احمدیت کا حال ہے۔

۲۰۔ مجدد الف ثانی حدیث کے مطابق مجدد ہیں حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام اور ایام صلح میں مجددین کو مرسلین میں یا مامورین میں شامل کیا ہے۔ اور سنئے حضرت کہتے ہیں۔

"ہر ایک رسول یا نبی یا محدث مامور من اللہ جو دنیا میں آتے ہیں" (تریاق القلوب صـ۱۴۲)

معلوم ہؤا۔ محدث مامور ہو کر مجدد بنتا ہے۔

۲۱۔ آپ نے اپنے پرچہ میں صریح طور پر شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور آپ کے مضمون کا نصف سے زیادہ حصہ کاٹ دینے کے قابل ہے۔ اس کو پیش کرنے کا آپ کو کوئی حق نہ تھا۔ بحث مسیح موعود کی تحریرات۔ تقاریر اور ملفوظات پر ہے نہ کسی زید بکر عمر کے فتووں پر۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ:۔

۲۲۔ حکیم فضل الدین نے یہ فتوے دیا۔ یہ فتوے غلط ہے۔ اور خلاف شرائط۔

۲۳۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کا فتوے مکفر کے لئے ہے۔ مگر اس کا پیش کرنا نہ آپ کے حق میں ہے۔ نہ شرائط کے مطابق۔

۲۴۔ مولوی عمر الدین صاحب قبلہ اس وقت آپ کے مدمقابل نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ پرچہ نہیں پڑھتے۔ ان کا قول بھی مکفرین کے متعلق ہے۔ مگر خلاف شرائط پیش کیا جا رہا ہے۔

۲۵۔ مولانا نورالدین صاحب کا فیصلہ مسیح موعود کے خلاف ہو۔ تو مردود ہے یا یہ مانیئے کہ وہ حکم مکفر کے متعلق ہے۔ اس کو پیش کرنا خلاف شرائط ہے۔

۲۶۔ حکیم فضل الدین کون ہے۔ جس کا نمونہ ہمارے لئے حجت ہے؟ اس کا نمونہ صریح طور پر مسیح موعود کے خلاف ہے۔ اور اس کا پیش کرنا خلاف شرائط ہے۔

۲۷۔ فیصلہ حکم کا حوالہ پیش کرنا خلاف شرائط ہے۔ مگر آپ کے نزدیک اگر مسیح کے حواری یہودیوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو آپ کیوں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ باقی ہمارے نزدیک ایسا قول بالکل غلط ہے۔ کہ کوئی نبی کافر کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دے برخلاف اس کے مسیح موعود نے حکم دیا ہے۔

۲۸۔ مولوی نورالدین صاحب کے فتوے بدر ۱۸ر جولائی میں دعوے کے منکر کو کافر نہیں لکھا مگر اس کا پیش کرنا خلاف شرائط ہے۔

۲۹۔ عکس کے مقابل آپ نے عکس شائع کرنے میں شاید بہادری سمجھی۔ مگر یہ نہ سوچا۔ کہ یہ عکس مفید مطلب بھی ہے یا نہیں۔ جو دیکھے گا یہی کہے گا۔ کہ مولوی صاحب کو بالکل علم نہیں۔

کہ بحث کیا ہے۔ اور کیا لکھ رہے ہیں۔ خواجہ صاحب تو ماننا ضروری قرار دے رہے ہیں۔ یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جو دعوے کا منکر ہے۔ وہ کافر ہے۔ اور یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ غیر مکفر کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ یہ تحریر خلاف شرائط ہے۔

۳۰۔ مولانا محمد علی صاحب کا حوالہ نبوت آپ نے خلاف شرائط پیش کیا۔ بحث کفر و اسلام کی ہے۔ ہوش سے لکھا کیجئے۔

۳۱۔ کیا امتی نبی کا منکر امتی کافر ہے؟ جواب دیجئے۔

اول تو بحث نبوت فضول ہے۔ ورنہ امتی کافر ثابت ہوگا۔ یعنی مسلمان۔ نہ امتی نبی نبی ہو سکتا ہے، نہ امتی کافر کافر۔

۳۲۔ جناب مولوی صاحب! آپ کب تک اس طرح کی غلط بیانی کرتے رہیں گے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ پرچہ کا جواب دینے سے پیشتر پرچہ پڑھ لیا کرتا ہوں۔ حالانکہ

۳۳۔ "مسلمان نہیں ہے" پر میں نے پرچہ اول میں بحث کی ہے۔ آپ نے پھر بغیر پڑھے اسے پیش کر دیا۔ اور سوال کا جواب نہ دیا۔

۳۴۔ فقرہ ۱۹ بتاتا ہے۔ کہ آپ پرچہ نہیں پڑھتے۔ اس کا جواب پہلے پرچہ میں ہے

۳۵۔ فقرہ ۲۰ بتاتا ہے۔ کہ پرچہ نہیں پڑھتے۔ اس کا جواب پرچہ دوم میں آگیا ہے

۳۶۔ پرندوں کے بنانے کا حوالہ میں نے ہی پیش کیا۔ اور پرچہ اول میں پیش کیا۔ اس کو آپ نے پیش کیوں کیا۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے میری تشریح مندرجہ پرچہ اول نہیں پڑھی

۳۷۔ ملفوظات احمدیہ والے حوالہ کا جواب پرچہ دوم میں دے چکا ہوں۔ اس کو آپ نے پڑھا ہی نہیں۔ اور یونہی دوبارہ وہی عبارت پیش کر دی۔

۳۸۔ "ولاتکن من الکافرین" کا جواب پرچہ دوم میں دے چکا ہوں۔ مگر آپ نے اسے پڑھا ہی نہیں۔

۳۹۔ عبدالحکیم اور جہنمی ہونے والے اعتراض کا دندان شکن پچھلے پرچہ میں دیا جا چکا ہے آپ نے اُسے پڑھا ہی نہیں۔ اور یونہی حوالہ پیش کر دیا۔

۴۰۔ فاسق کو ہم کیا سمجھتے ہیں۔ یہ پرچہ اول و دوم میں ذکر ہے۔ مگر آپ کی بلا سے۔ آپ تو

چند الٹی سیدھی دور از کار اور مبحث کے خلاف تحریرات کو پیش کر دیتے ہیں۔ ذرا نہیں سوچتے کہ من چہ سرائم و طنبورۂ من چہ سراید۔

۴۱۔ نماز کے متعلق فتوے مندرجہ تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے۔ کہ مکفر مکذب متردد کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

اچھا جو مکذب مکفر اور متردد نہ ہو۔ اس کے پیچھے تو جائز ہوئی۔ مثلاً جو آپ علیہ السلام کو کافر نہ کہے۔ مفتری نہ ٹھہرائے۔ اور آپ کے اسلام میں تردد نہ کرے۔ وہ تو اہل ہوا۔ کہ اس کو امام بنایا جائے۔ مگر دعوے کا ماننا تو اس سے لازم نہیں آتا۔ دعوے کے انکار کرنے والے کو تو کافر نہیں کہا۔

ورنہ سر فضل حسین مرحوم کو یہ نہ کہتے۔ کہ اگر یہ لوگ کفر کا فتوے واپس لے لیں۔ تو میں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دے دونگا۔

۴۲۔ بدر ۲۳ر اپریل ۱۹۰۸ء کے حوالہ میں آپ نے بڑی خیانت کی ہے۔ وہاں "با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام" اور نیک بزرگ اور ولی اللہ کے الفاظ خطوط وحدانی میں ہیں۔ آپ نے خطوط وحدانی درج نہیں کئے۔ یہ الفاظ ایڈیٹر کے ہیں۔ اور ان کو مسیح موعود کے الفاظ قرار دینا سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں

۴۳۔ فتاوی مسیح موعود ص۲ کا حوالہ بلوچستان والے خط کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا تھا۔ اس کے مخالف ہے۔ حضرت کی یہ آخری تحریر واضح ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ فتوے ایڈیٹر کی زیادتی کا نتیجہ ہوا ہے۔ ورنہ میاں صاحب (خلیفہ صاحب) خود بھی تو مکہ میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اور یہ مولانا نور الدین صاحب کے زمانہ اور آپ کے حکم کے مطابق ہوا۔ ورنہ اگر کافر سمجھتے تو کبھی نہ نماز نہ پڑھی جاتی۔

۴۴۔ بدر ۴ر مئی ۱۹۰۷ء کا حوالہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے والا امام نہ ہو۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اُسے جماعت سے خارج نہیں کیا۔ اگر غیر احمدی کو کافر سمجھتے۔ تو ایسے احمدی پر بھی فتوے کفر لگا دیتے۔ خود فضل حسین کو جو کچھ کہا۔ وہ اس کی تشریح کے لئے کافی ہے

۴۵۔ آپ نے سر فضل حسین والے سوال کے جواب میں حضور کا ارشاد نقل کیا ہے

اس میں تو یہ ہے۔ کہ اگر تکفیر سے باز آجائیں"۔ تو ان کے ساتھ نماز جائز ہے۔ وہاں دعوے کا ماننا ضروری نہیں قرار دیا۔ آپ اصل مبحث سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ یہ تو میں بھی کہہ رہا ہوں۔ کہ مکفر کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ مگر جو ایسا نہ ہو اس کے پیچھے تو جائز ہے۔

۴۴۔ فضل احمد منٹگمری میں فوت ہوا۔ جنازہ بھی وہیں ہوا۔ قادیان میں لایا گیا۔ مگر وہ ان لوگوں کے ساتھ تھا۔ اور بعد از مرگ ان کے قبضہ میں تھا۔ جن کے متعلق حضور فرما چکے تھے۔ کہ

"کسی نیکی بدی رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شرکت نہیں رہے گی"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ص۱۱۱)

پس اس کے ساتھ تعلقات منقطع ہو چکے تھے۔ اس کا جنازہ پڑھنا تو بقول مسیح موعود "دیوثی" تھا۔ (دیکھئے مجموعہ اشتہارات)

۴۷۔ سرسید خود مکذب تھے۔ انہوں نے حضرت کو تمسخر کے طور پر کہا تھا۔ کہ تم پیر بن جاؤ۔ ہیں مرید اور دنیا کو لوٹیں۔ جو شخص تکذیب کرتا ہو۔ یعنی مفتری قرار دیتا ہو۔ اس کا جنازہ کس طرح پڑھا جا سکتا تھا۔

۴۸۔ حلفی گواہی جو آپ نے طلب کی ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ میر عابد علی شاہ صاحب آف بدوملہی نے حلفاً بیان شایع کرایا تھا۔ کہ حضور نے میری والدہ کا جنازہ پڑھا۔ باوجودیکہ آپ جانتے تھے۔ کہ وہ غیر احمدی ہے۔

پھر میرزا خدابخش صاحب مصنف عسل مصفےٰ نے بھی بیان شائع کیا تھا۔ کہ اس کے ماموں اور ان کی والدہ کا جنازہ حضرت صاحب نے باوجود اس علم کے کہ وہ غیر احمدی تھے۔ پڑھا۔

یہ حلفی بیان ردتکفیر اہل قبلہ میں شائع شدہ موجود ہیں۔

۴۹۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ فضل حسین کو جو جواب دیا۔ وہ الزامی تھا۔ مولوی صاحب! خوب غور کر کے فرمائیے۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر وہ الزامی جواب ہے۔ تو حقیقی جواب کہاں ہے۔ اور اگر الزامی ہے تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت کا اپنا یہ عقیدہ نہیں۔ فرمائیے۔ اس کا مطلب

تو یہ نکلا۔ کہ خود ان لوگوں کو کافر بھی نہیں کہتے۔ یہ مفہوم اگر آپ کے مطابق ہے۔ تو ظاہر فرمایئے

۵۰۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ آپ نے اپنے پرچہ میں تسلیم کیا ہے۔ کہ حضرت نے "کسی گونہ مصدق کے جنازہ کی اجازت دی ہے" پرچہ دوم

اگر یہ سچ ہے۔ تو فرمایئے۔ کہ اس کے لئے مسیح موعود ماننا یا بیعت کرنا تو ضروری نہ ٹھہرا۔ پھر یہ فرمان کیسا ہے۔ کہ جو حضرت کو دل میں سچا مانتا ہو۔ صرف بیعت میں توقف ہو۔ خواہ زبان سے بھی انکار کرے۔ کافر ہے۔

باقی کیا کسی نبی نے کبھی ایک گونہ مصدق کے جنازہ کی اجازت دی ہے۔

۵۱۔ پھر آپ تسلیم فرماتے ہیں۔ کہ تحفہ ندوہ والے حوالہ ——————

"سے مراد اس کا نام کے طور پر مسلمان ہوتا ہے۔ اور اس کی ہم تردید نہیں کرتے" پرچہ دوم

خوب! یہ نام کے طور پر مسلمان ہونے کی بھی ایک ہی کہی۔ فرمایئے تو کبھی کسی نبی نے اپنے منکرین کو نام کا مسلمان بھی کہا ہے۔ ایک آیت پڑھیئے۔

یاد رکھیئے۔ نبی کے منکرین تو نام کے طور پر بھی مسلمان نہیں ہوتے۔ وہ تو نام کے بھی کافر ہی ہوتے ہیں۔

۵۲۔ ایک امر یہاں آپ کے گوش گذار کر دوں۔ حضرت نے الہاماً اپنے مخالفین کو مسلمان قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں (الہاماً):۔

چو دورِ خسروی آغاز کردند

مسلماں را مسلماں باز کردند

اس میں بتایا ہے۔ کہ وہ پہلے مسلمان تھے۔ اب ان کو کامل مسلمان بنانا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ۔ اے ایمان والو۔ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔

یہاں مراد کامل ایمان ہے۔ پس حضرت کے منکر الہاماً مسلمان تھے۔

۵۳۔ مولوی نذیر حسین مکفر تھا۔ چاہیئے تھا۔ کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا

مگر اس کی وفات پر فرماتے ہیں:۔

"فانہ کان اول من کفرنی وآذانی وفرّ من النسوس۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ومات ناقصًا و لم یصیب حظًا من الکمل" (مواہب الرحمٰن ص ۱۲۷)

کہ اس نے میری سب سے پہلے تکفیر کی۔ اور ایذا دی۔ مگر آخر وہ ناقص ہو کر مرا۔ کمال کو حاصل نہ کر سکا۔ یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے۔ کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃً جاھلیۃ۔

۵۴۔ اور سنئے۔ حضرت فرماتے ہیں۔ دعوے کا منکر کافر نہیں۔ بلکہ

ہم کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مُہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ وار

معلوم ہوا۔ کہ وجہ کفر تکفیر ہے۔ اگر تکفیر سے رجوع کریں۔ تو ہم کافر نہیں کہیں گے۔

۵۵۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ میں قسم کھا کر کہوں۔ ہاں میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ہر شخص جو کلمہ گو ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے وہ چونکہ میرے پیارے مدنی آقا کا نام لیوا ہے۔ اس لئے اسلام کے اندر ہے۔ اور جو شخص اس کو اسلام سے خارج کہے۔ وہ جھوٹا اور کذاب اور دجال ہے۔ اور مسیح موعود کا دامن اس سے پاک ہے۔

۵۶۔ آپ کہتے تھے۔ کہ حضرت میرزا صاحب محمد حسین کو کافر تو سمجھتے تھے۔ صرف زبانی طور پر نہ کہتے تھے۔ تاکہ دل نہ دکھے۔

خدا کا خوف کیجئے۔ حضرت تو فرماتے ہیں۔

"اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی۔ کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا" (تریاق القلوب)

اگر حضرت نے بھی حاکم کے خوف سے اپنی عمارت کو گرا دیا۔ تو کیا مطلب ہوا۔ یہی کہ جس طرح محمد حسین کی ذلت ہوئی۔ اسی طرح آپ کی بھی ذلت ہوئی۔

ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ ایک فرنگی حاکم کے سامنے اپنے عقیدہ کے خلاف لکھ کر دے آئے

جس طرح محمد حسین نے لکھ کر دیا تھا۔

۵۷۔ جہنمی کی بحث میں یاد رکھئے۔ کہ جہنمی تو ایک احمدی بھی ہو سکتا ہے۔ ہماری بحث صرف اس پر ہے۔ کہ

حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کا انکار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یا نہیں؟

۵۸۔ "صاحب الشریعت کے ماسوا" جن لوگوں کا ذکر تریاق القلوب میں ہے۔ وہ ملہم اور محدث ہیں۔ اور کوئی جماعت نہیں۔ اور ان کا منکر کافر نہیں ہوتا۔

۵۹۔ اگر آپ یہ فرمائیں۔ کہ غیر احمدی چونکہ مسیح موعود کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی کافر سمجھینگے۔ تو یاد رکھیئے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تو یہ کہدیا ہے۔ کہ جب مسیح موعود نازل ہوگا۔ تو اس کے انکار کرنے والے کافر نہیں ہونگے۔ فرمائیے۔ اب تو آپ کے پاس انہیں کافر کہنے کی وجہ نہیں۔

۶۰۔ میں نے جس قدر حوالے دیئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ جائز ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ان میں ایک اور اضافہ کر لیجئے۔ حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں (آپ پھر کہیں گے کہ ادب سے نام نہیں لیتا۔ ناقل)

"ایک سوال غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک مشکل یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ بعض حوالے ایسے ہیں۔ جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک خط بھی ملا ہے۔ جس پر بعد میں غور کی جائیگی۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۱)

مگر یہ خط جس پر غور کا وعدہ تھا۔ اب تک غائب ہے۔ اور غور کا نتیجہ شائع نہیں کیا گیا۔ غالباً خط کو گم کر دیا گیا ہے۔ بہرحال اس سے ایک اور خط کا ثبوت ملتا ہے۔ جس میں غیر احمدی کے جنازہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ یہ شہادت "شهد شاهد من اهلها" کی مصداق ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جب بعض حوالے ایسے ہیں۔ جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ تو آپ یہ کیوں

کہتے ہیں۔ کہ حضرت کا دعویٰ کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

۶۱۔ نفی کمال کے لئے ایک اور حوالہ سُن لیجئے۔ اس میں آپ کے لئے ایک سخن گسترانہ بات بھی ہے۔

"جب ایک مرتبہ شرط قائم ہو چکی۔ تو اس کا عام عبارتوں میں لحاظ نہ رکھنا ایک گدھے کا کام ہے۔ نہ انسان کا۔" (انوار الاسلام صٰ۳۵)

پس جس طرح اس سے مراد یہ نہیں۔ کہ فی الواقع وہ انسان نہیں رہتا ہے۔ اسی طرح مسلمان نہیں سے مراد ہے۔ کہ وُہ کامل مسلمان نہیں۔ یہاں یہ مطلب ہے۔ کہ وہ شخص جو شرائط کی پابندی نہ کرے احمق ہے۔

۶۲۔ پادری سکاٹ سے حضرت کی وزیر آباد اسٹیشن پر ملاقات ہوتی ہے۔ یہ ملاقات مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۰۴ء کو ہوئی لکھا ہے۔

" پادری سکاٹ۔ آپ لوگوں میں تو بہت سے فرقے موجود ہیں۔

حضرت اقدس۔ مجھے تعجب ہے۔ کہ آپ اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ عیسائیوں میں کس قدر فرقے ہیں۔ جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور اصولوں میں بھی متفق نہیں۔ مسلمانوں کے فرقوں میں اگر کوئی اختلاف ہے۔ تو وہ فروعات اور جزئیات میں ہے۔ اصول سب کے ایک ہی ہیں۔" (الحکم ۲۴ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۴ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت کے نزدیک مسلمانوں کے دوسرے فرقے بھی اسلام سے خارج نہیں۔ بلکہ شجر اسلام کی مختلف فروع ہیں۔

۶۳۔ حضرت نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔ کہ

"جس کو میری تبلیغ پہونچ گئی ہے۔ گو وُہ مسلمان ہے۔ مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے۔ اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے۔ وہ آسمان سے قابل مواخذہ ہے۔" (دیکھو پرچہ اوّل)

جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے دعوے کا انکار یا وحی کا انکار کفر نہیں اور یہ امر اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

اب آپ کا آخری پرچہ ہے۔ جو یقیناً آپ کا آخری سانس ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا۔ کہ دور از کار بحثوں کو چھوڑ دیئے۔ کیا لوگ آپ کے پرچہ کو پڑھکر یہ نہ سمجھیں گے۔ کہ آپ موضوع سے الگ ہو رہے ہیں۔ خدا کے لئے اس سوال کا جواب دیجئے۔ کہ کہاں لکھا ہے۔ کہ

"میرے دعوے سے انکار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"

اگر آپ ایسا دکھا دیں۔ تو بحث ختم ہو جاتی ہے۔ ورنہ صاف اقرار کیجئے۔ کہ ہمارے پاس اس کا جواب نہیں۔ اب اس میں کیوں دوسری بحثیں لاتے ہیں۔ یاد رکھیئے۔ کہ بحث اس امر پر نہیں کہ

"کافر کہنے والا کون ہے"

بلکہ اس امر پر کہ حضرت کے دعوے کا انکار کرنے والا کون ہے۔ میں متعدد مرتبہ دکھا چکا ہوں تحریرات سے اور خطوط سے واضح کر چکا ہوں۔ کہ آپ کے دعویٰ کا انکار اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

عبد الحکیم کو جو آپ نے لکھا۔ کہ آپ سلسلہ سے ہی نہیں۔ بلکہ اسلام سے بھی خارج ہو رہے ہیں۔ یہی معنے رکھتا ہے۔ کہ اسلام سے خروج امر دیگر ہے۔

خدا کے لئے غور فرمائیے۔ اگر حضرت کے دعوے کا انکار کفر ہوتا۔ تو یوں ہرگز نہ کہتے کہ مجھے کافر کہنے والے کافر ہیں

بلکہ یہ کہتے۔ کہ میرے دعوے کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔ اب کیا آپ آخری پرچہ میں کوئی ایسا حوالہ پیش کریں گے؟ ورنہ قیامت تک آپ پر یہ دھبہ رہے گا۔ کہ جواب تو نہ دے سکے۔ صرف لغو جھگڑوں میں وقت ٹالنا چاہا۔

۴۷۔ تفہیمات ربانیہ کے متعلق آپ کے چیلنج کے جواب میں ہم اسی دن مناظرہ گاہ میں حوالہ پڑھنا چاہتے تھے۔ آپ نے پڑھنے نہ دیا۔ بلکہ شور مچایا۔ اب میں ان بحثوں میں اس کو لانا نہیں چاہتا۔ اس کا مطالبہ نواب مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا مصداق ہے۔

۴۵۔ آپ نے کہا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرے فیصلہ کے خلاف قوم کی رائے کی کچھ حقیقت نہیں۔ میں نے یہ حوالہ پیش کیا تھا۔ کہ حضرت امیر ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"قوم کے فیصلہ کے خلاف ہر بات کو رد کر دو" (دیکھو پرچہ خلافت)

میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ کہ اگر آپ حضرت امیر کا کوئی ایسا حوالہ دکھا سکیں۔ کہ میری رائے کے خلاف قوم کے فیصلہ کو رد کر دو" تو دکھایئے۔ اسی پرچہ میں دو منٹ زائد دے کر درج کر دیجئے اور نقد انعام مبلغ بیس روپے کا وصول کیجئے۔ اس کے لئے زیادہ تصفیہ کی کیا ضرورت ہے۔

۶۶۔ ان حضرت نے مباہلہ کرنے والے کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جب تک کہ اس نے کافر نہیں کہا۔ لیکن یہ تو دکھایئے۔ کہ صرف دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہا ہو۔

۶۷۔ مولوی صاحب! میں آپ سے پھر کہونگا۔ کہ خدا سے شرماؤ۔ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تقدس کا مت دکھلاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں۔ ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ۔ اور کافروں کی تعداد کو نہ بڑھاؤ۔ اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں۔ تو اپنی ہی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو۔ اور فتنہ انگیز تقریروں سے باز آؤ" (ازالہ ص۵۹۷)

خدا کے لئے مسیح موعود کے مذہب کو برباد نہ کیجئے۔ اور تکبر سے اس کی باتوں کو صرف خلیفہ کی خوشنودی کی خاطر رد نہ کیجئے۔ ورنہ یاد رکھیئے۔ کہ خدا کے نزدیک آپ پر ہم نے خوب اتمام حجت کر دیا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ اس کفر کے بت کو ہم نے ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔

۶۸۔ آپ غیر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہیں۔ اور پھر اپنے نمائندوں کو اسمبلی میں بھیجنے کے لئے انہی کافروں سے ووٹ کا بھیک مانگتے ہیں۔ صاف کہئے۔ آپ کو کیا حق ہے کہ کافروں سے ووٹ طلب کریں۔ آپ کے غلو کو دیکھکر تو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ شاید کوئی ایسا وقت آجائے۔ جب آپ اپنے جداگانہ انتخاب کے لئے بھی درخواستیں دے دیں۔

۶۹۔ پیر غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کے متعلق میری بات کا کیا جواب ہے؟

(ا) کیا انہوں نے بیعت کی۔ اور کی تو کب؟

(ب) کس کتاب۔ رجسٹر یا اخبار میں فہرست مبایعین میں اس کا نام درج ہے؟

(ج) اگر بیعت نہیں کی۔ تو مسلمان کیسے ہوئے۔ آپ کا تو عقیدہ ہے۔ کہ

"تمام وہ مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

ان کو آپ کیسے مسلمان کہیں گے

۷۰۔ "اے بھلے مانس مولویو! نہیں ایک دن موت نہیں آئے گی۔ جو شوخی اور چالاکی کی راہ سے سارے جہان کو کافر بنا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو تمہیں السلام علیکم کہے۔ اس کو یہ مت کہو۔ کہ لست مومنًا یعنی اس کو کافر مت سمجھو۔ وہ تو مسلمان ہے۔" (اتمام الحجۃ صفحہ ۲۳)

یہ گالیاں نہیں۔ ان کو حضرت مسیح موعود نے آپ جیسے کفر باز مولویوں کے لئے پیش کیا ہے۔ جن کا شیوہ ہے۔ کہ

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے ہم بھی کوئی بے کار نہیں ہیں

۷۱۔ "خدا کے لئے شرم کرو!" اور یاد رکھو۔ کہ فیصلہ کا دن قریب ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساٹھ کروڑ نام لیواؤں کو کافر کیوں قرار دے رہے ہو۔

۷۲۔ میں نے پوچھا تھا۔ کہ عبدالحکیم والے خط اور تریاق القلوب کے حوالہ میں سے کونسا محکم ہے۔ اور کون سا متشابہ۔ آپ نے اس کا جواب کیسے دیا ہے۔ کچھ ہوش کر کے میری بات کو پہلے سمجھ تو لیجئے۔

۷۳۔ بلاد عربیہ میں جا کر آپ "دِمشق" تو سیکھ آئے۔ مگر قرآن اب تک آپ کو سمجھ نہ آیا۔ بالخصوص فاسق کے متعلق آپ کی تفسیر قابل داد ہے۔ کیا میرے جواب پر آپ کچھ لکھنے کی جرأت کریں گے۔

۷۴۔ آپ پرچہ پڑھنے کے بغیر جواب لکھتے ہیں۔ میرا یہ دعوےٰ ہے جس کے دلائل میں نے دے دیئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اب آپ پر خوب "بوجھ" پڑا ہے۔ یوں کیجئے۔ کہ اپنے ساتھی مولوی صاحبان کو کہئے۔ کہ دعا کریں۔

"رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ"

اور خود پرچہ لکھیں۔ شاید یہ بوجھ کم ہو جائے۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ اس وقت تقدیر ہی آپ کے خلاف ہے۔ جو آپ کے قلم کو ہی توڑ چکی ہے۔ بحث کو آپ سمجھ ہی نہیں سکے۔ اصل بات کی طرف

نہیں آتے۔ اور گھبرائے ہوئے انسان کی طرح معلوم ہو رہے ہیں۔

الغریق یَتَشَبَّثُ بالحشیش

کا نظارہ آپ کے پرچہ سے معلوم ہو رہا ہے۔ کہ بحث کچھ ہے اور کہہ کچھ رہے ہیں۔

۵/۔ سنیئے میں نے لکھا تھا۔ کہ

(ا) ایک مقام دکھاؤ۔ جہاں لکھا ہو۔ کہ دعوے سے انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(ب) میں نے بتایا تھا۔ کہ حضرت کا مقصد مرض تکفیر کو دُور کرنا تھا۔ وُہ مسلمانوں کو بڑھانے کے لئے آئے تھے۔ مگر آپ گھٹا رہے ہیں۔

(ج) گورداسپور کی عدالت میں اقرار کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ کافر نہ کہے۔ تو میں نہیں کہتا۔ (دعویٰ ماننا شرط نہیں)

(د) حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰ میں صرف مکفرین کو کافر کہا۔ ایسے ہی فضل حسین مرحوم والی گفتگو میں۔

(ہ) کیا کسی نبی نے کہا۔ کہ میرے دعویٰ کا منکر تو مسلمان ہے۔ مگر کافر کہنے والا کافر ہے۔

(و) ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا افترا پیش کیا۔ حضرت کا جواب لکھا۔

(ز) اپنے منکر کو حضرت نے گناہ گار کہا۔ اور آنحضرت صلعم کے منکر کو کافر

(ح) اسلام سے خارج ہونا۔ اور احمدیت سے خارج ہونا ایک بات نہیں۔ اس کے دلائل دیئے۔

(ط) جنازوں کے متعلق چار فتوے پیش کر چکا ہوں۔ کہ غیر مکفر کا جنازہ پڑھ لو۔

(ی) نماز کا فتوے پیش کر چکا ہوں دیکھو جواب خط بلوچستان (پرچہ اول)

(ک) حج کے لئے فتوے درج کر چکا ہوں۔ کہ وہاں غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے۔

(ل) خود میاں صاحب کا عمل بتا چکا ہوں۔ کہ مکہ میں میاں صاحب غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔

(م) یہ لکھ چکا ہوں۔ کہ جو فتوے حضرت کے منکرین کے لئے ہے۔ وہی دوسرے خلفاء کے منکرین کے لئے ہے۔

(ن) "وہ مسلمان نہیں" کی واضح تشریح پہلے پرچہ میں کر چکا ہوں۔

(ق) تمام انبیاء یہی سکھانے آئے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی) کے حوالہ سے لکھ چکا ہوں۔ کہ کلمہ طیبہ اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ جس کا اقرار کرنے والا کافر نہیں ہو سکتا۔

(ر) پیر غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کا حوالہ دیا۔ کہ ان کو لکھا۔" اے فرید وقت در صدق وصفا"

(ش) آپ کے سامنے تحفہ ندوہ کا حوالہ بار بار رکھ چکا ہوں۔

(ت) وزیر آباد اسٹیشن پر پادری کی گفتگو درج کر دی ہے۔

(ض) یہ لکھ چکا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو تکفیر نہیں کرتے۔ حضرت نے ان کو اپنی ہی مذہب میں شامل کیا ہے۔ (بحوالہ الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۲ئ)

(ذ) یہ بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ حضرت نے حجۃ اللہ تقریر میں ۱۹۰۸ئ کے اندر یہ فرمایا ہے۔ کہ ان کا منکر کافر نہیں۔ بلکہ خدا اور رسول کا سچا تابعدار نہیں ہے۔

(غ) اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالجات میں درج کر چکا ہوں۔ جن سے حضرت کا مسلک صاف عیاں ہے۔ خدا کے لئے اپنے آخری وقت میں ہی اسکا جواب دے دیجئے۔ ورنہ معلوم ہوگا۔ کہ آپ بالکل حضرت اقدس کے مذہب کے خلاف چل رہے ہیں۔

۷۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ میں اس وقت آپ سے اس بات پر گفتگو کرنے نہیں آیا۔ کہ آپ میرے سامنے نبوت کا مسئلہ حل کریں۔ یا یہ کہ زید۔ بکر۔ عمر کی تحریریں پیش کریں۔ مجھ پر اس وقت حضرت مسیح موعود کی تحریرات حجت ہیں۔ اور حسب شرائط میں ڈائریوں اور تقریروں کو اس طرح مانتا ہوں۔ کہ وہ اصل تحریرات کے خلاف نہ ہوں۔ ورنہ وہ بھی قابل ردّ ہوں گی۔ پس حضرت کی کھلی کھلی تحریرات کے خلاف میں کسی شخص کے فتوے کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ خواہ وہ مولانا نورالدین صاحب ہوں یا حکیم فضل الدین۔ میں صرف حضرت مسیح موعود کے مذہب کو ان کی اپنی ہی تحریرات وتقاریر سے ثابت کر رہا ہوں۔ اور یہی مطالبہ آپ سے کرونگا۔ کہ آپ بھی خدا کا خوف کر کے اسی شرط پر قائم رہیئے۔ شرائط کی خلاف ورزی آپ کی کمزوری پر دلالت کر رہی ہے آپ کو چاہیئے۔ کہ ان واقعات پر غور کریں۔ اور سوچیں کہ کیا حضرت مسیح موعود کے فیصلہ پر کسی اور کا

فیصلہ مقدم ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر آپ کس حیثیت سے اور غیر متعلق باتیں پیش کر رہے ہیں۔ اگر ابکے بھی آپ نے وہی وطیرہ اختیار کیا۔ تو میں یہی کہونگا۔ کہ آپ بالکل مسیح موعود علیہ السلام کے کسی فتوٰے کے مطابق نہیں۔ جو انہوں نے انوار الاسلام میں درج کیا ہے۔ اس لئے آخری وقت میں اصل امور کو درج کیجئے۔ کسی اور کو ہاتھ نہ لگائیے۔ یاد رکھیئے۔ کہ تمام مسلمانوں کو کافر کہنا ایک جرم عظیم ہے۔ اور آپ اس کے مرتکب ہو کر مسیح موعود کی توہین کر رہے ہیں۔ آپ اس کے بغیر بھی تبلیغ کر سکتے ہیں۔

مگر میں آپ کو بتا دوں۔ کہ تبلیغ اور تکفیر دو متضاد چیزیں ہیں۔ آپ اگر تکفیر سے کام لیں۔ تو تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اگر تبلیغ کرتے ہیں تو تکفیر بے معنے ہے۔

اس لئے یاد رکھیئے:۔

"کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام اے اخی
گر تو داری خوف حق رد بیخ کفر خود برار
گر کنی تکفیر قومے خود چہ کارے کردہٗ
اگر مردی جہود ے را باسلام اندر آر"

خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں۔ کہ اس ارشاد کی قدر کرو۔ مسلمان بناؤ۔ اور کافر نہ بناؤ۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اور اسی میں رضائے الٰہی ہے ورنہ مکفر مولوی تو پہلے بھی کم نہ تھے آپ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

اختر حسین گیلانی

مناظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی
۲۶/۶/۳۷

عبد القادر نگران از طرف
جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۶/۶/۳۷

عمر الدین احمدی پریذیڈنٹ مناظرہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ راولپنڈی ۲۶/۶/۳۷

قاضی محمد نذیر پریذیڈنٹ مناظرہ
منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی

جماعت احمدیہ کا تیسرا جوابی پرچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحث کفر و اسلام

واللہ ہمچو کشتیٔ نوحم ز کردگار
بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم
ایں آتشے کہ دامن آخر زماں بسوخت
از بہرہ آتش بجد اانہر کوثرم

(مسیح موعود علیہ السلام)

۱۔ معزز ناظرین! آپ نے مخالف مناظر صاحب کا اشتعال انگیز پرچہ سنا۔ اس کی نقلیات کو بھی سنا۔ آپ حیران ہوں گے۔ کہ ان باتوں سے کوئی دینی مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں آپ کے دعوے پر اعتراض کروں۔ آپ مدعی ہیں۔ اور میں معترض۔ میرا کام اعتراض کرنا ہے آپ اعتراضات سے ناراض ہو کر ایسے امور پر اتر آئے۔ جس کی شریف مناظروں سے توقع نہیں کی جاتی۔ مگر تاہم یہ باتیں ہمیں صحیح راستہ سے دور نہیں کر سکتیں۔

۲۔ زیر بحث امر یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے منکر کون ہیں؟ ان میں سے ایک قسم کافر کہنے والوں کی ہے۔ مگر میرے مخالف مناظر گھبرا کر لکھتے ہیں۔ کہ بحث اس امر پر نہیں۔ کہ کافر کہنے والا کون ہے؟ اچھا کیا وہ منکر نہیں؟

۳۔ میں نے منکروں کی قسمیں بتا کر پہلے ہی حضرت کا اصولی جواب پیش کر دیا تھا۔ مگر چونکہ غیر مبایع مناظر کو اپنا مایۂ ناز مسئلہ گرتا ہوا نظر آیا۔ اس لئے وہ ایسا رنگ اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ جو اس نے کیا ہے۔

۴۔ محض انکار اور تکذیب کرنے والوں کے متعلق مخالف مناظر دو قسمیں کرتا ہے۔ لیکن حضرت

فرماتے ہیں :-

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

ہاں اس جگہ ایک ضروری بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ خود آپ کے نزدیک مکذب و مکفر کافر ہیں۔ اور محض انکار کرنے والا فاسق ہے۔ پھر آپ کیونکر مکذبین کے کفر کو فسق کے معنوں میں لے سکتے ہیں۔ اگر ان کے نام میں حقیقی فرق نہ ہوتا۔ تو دو ناموں کی کیا ضرورت تھی۔ ذرا اس کا جواب تو دیں۔

۵۔ آپ نے محض غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ کہ میں آپ کے پرچوں کو پڑھنے کے بغیر جواب لکھتا ہوں۔ پرچے چھپ جائیں گے۔ اہل انصاف اس کا اندازہ بخوبی کر لیں گے۔ اور آپ کی تہذیب کا بھی نمونہ دیکھ لیں گے۔

۶۔ آپ نے بار بار تحدی کی ہے۔ کہ منکر کے لئے کافر کا لفظ دکھایئے۔ میں پہلے بھی جواب دے چکا ہوں۔ اب پھر جواب لکھتا ہوں۔

(الف) حضرت نے فرمایا۔ کہ "مولویوں سے جا کر پوچھو۔ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنے والا ہے۔ اس کو جو نہ مانے گا۔ اس کا کیا حال ہے۔ پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں۔ جو آنے والا تھا" (سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ا صفحہ ۱۸۶)

آپ لوگ آج مستقل نبی اور ظلی نبی کا فرق کرتے ہیں۔ کیا حضرت کو اس کا علم نہ تھا۔ کیوں نہ حضرت اقدس نے دونوں کے مکذبوں اور منکروں کے کفر میں فرق فرمایا۔

(ب) حضرت نے صراحتاً فرمایا :-

"خدا تعالے نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(الذکر الحکیم صفحہ ۴ و حقیقۃ الوحی)

اور اسی امر کے انکار کے باعث حضرت نے عبد الحکیم خان کو جماعت سے خارج فرمایا۔ کیا آپ بھی اسی راستہ کو اختیار نہیں کر رہے۔

۹۔ (ج) حضرت نے مسیح موعود کے انکار کو بڑی وضاحت سے کفر قرار دیا ہے۔ اور دونوں قسم کے کفر کے متعلق فرمایا:۔

"حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

"جو شخص مجھے نہیں مانتا" کلیہ ہے (اور یہ حکم عام ہے۔ مگر آپ انکار پر کمربستہ ہیں۔

۱۰۔ (د) حضرت نے اپنے منکر کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

"اس لئے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

۱۱۔ (ذ) فرمایا:۔

"جو شخص اس دعوے سے منکر ہے۔ وہ بہرحال کافر ٹھہرائے گا" (حاشیہ براہین پنجم ص ۶۴)

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت کا منکر مومن نہیں۔ اس جگہ عقیدہ کا ذکر ہے۔ اور حضرت کے دعوے کو قبول نہ کرنے کا ذکر ہے۔ اس لئے کامل وناقص کا فرق آپ کے ذکر کردہ معنوں میں مراد لینا غلط ہے۔

۱۲۔ (س) پھر حضرت نے فرمایا۔ کہ:۔

"اب مجھ کو بتلایا گیا ہے۔ کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ اور اس کو اہل قبلہ اور کلمہ گو اور عقائد اسلام کا معتقد پاکر پھر بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا۔ وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے"

کیا آپ لوگ اسی تحریر کے مطابق ان تمام لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج مانتے ہیں جو حضرت کے منکر ہیں۔

۱۳۔ میں نے آپ سے دائرہ اسلام کی تعریف پوچھی تھی۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کی تحریر پیش کی تھی۔ کہ اہل توحید محض لاالٰہ الا اللہ کہنے والے دائرہ اسلام میں ہیں۔ تو کیا برہمو مسلمان ہیں۔ کیا صرف حضرت مسیحؑ کا انکار کرنے والا مسلمان ہے؟

۱۴۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ میرے انکار کا نتیجہ

"آخر یہ ہوگا۔ کہ اس پیشگوئی کو بھی ایک جھوٹی پیشگوئی قرار دیں گے۔ اور نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کو دروغ گو سمجھ لیں گے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۲۲۴)

کیا اب بھی آپ لوگ جو لفظ پرستی سے بھاگنے کا دعوے رکھتے ہیں۔ یہی کہتے رہیں گے۔ کہ حضرت نے منکرین کے لئے لفظ کفر استعمال نہیں فرمایا۔

میں نے آپ کو متعدد حوالے دکھا دیئے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ آپ آخر تک یہی کہتے جائیں گے۔ کہ "ایک ہی حوالہ دکھاؤ" کیونکہ جب انسان نے نہ ماننا ہو۔ تو اس کا یہی طریق ہے

۱۵۔ بے شک اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔ مگر کیا اسے فاسق کہنا چاہیئے؟ آپ لوگ پھر کلمہ گوؤں کو کیوں فاسق کہتے ہیں۔ حضرت نے جن کے لئے یہ لفظ فرمائے ہیں۔ اسے "معتقد عقائد اسلام" قرار دیا ہے۔ کیا آپ مانتے ہیں۔ کہ غیر احمدیوں کے سب عقائد اسلامی عقائد ہیں۔ اور کیا وہ سچے مسلمان ہیں۔ قرآنی شرائط ایمان ان میں پائی جاتی ہیں۔ اچھا بتلایئے کہ اگر کوئی کلمہ گو:۔

۱۔ حضرت مسیح ناصری کو کاذب کہے۔ تو مسلمان ہے؟

۲۔ فرشتوں کا منکر ہو۔

۳۔ یا دوسرے کلمہ گو کو بلا وجہ شرعی کافر قرار دے۔

۴۔ یا دوسرے کلمہ گو مومن کو قتل کر دے۔

۵۔ یا حضرت مسیح موعود کو دجال۔ کذاب اور ملعون کہے۔

۶۔ یا وہ ختم نبوت کا منکر ہو۔ جیسا کہ آپ لوگ غیر احمدی مسلمانوں کو مانتے ہیں۔

فرمایئے۔ ان تمام صورتوں میں آپ لوگ اس کلمہ گو کو مسلمان مانتے ہیں؟ ذرا وضاحت سے جواب دیجئے۔

۱۶۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔ کہ:۔

"جن میں خود ان کے ہاتھ سے انکی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۶۵)

۱۷۔ آپ نے پیر غلام فرید صاحب کے متعلق پھر لکھا ہے۔ وہ تو مصدق تھے۔ دیکھئے۔

غیر مبایعین خواہ وُہ لاکھ میں سے ایک ہوں۔ ہم ان کو احمدی کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ بیعت ان معنوں میں نہیں کرتے۔ اعلانِ ایمان بھی ایک قسم کی بیعت ہے۔ غلام فرید صاحب علانیہ مصدق تھے۔ چنانچہ اس تصدیق کا انہوں نے لوگوں کے سامنے بھی اظہار فرمایا۔ (اشاراتِ فریدی) حضرت کو بھی خط لکھدیا جس میں لکھا:۔

"موقن بانّك من عباد الله الصالحين وفي سعيك المشكور مثاب

وقد اوتيت الفضل من الملك الوهاب" (سراج منیر)

پھر آپ کو معلوم ہے۔ کہ نجاشی مسلمان تھا۔ یا نہیں۔ اس نے کب بیعت کی تھی۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھایا یا نہیں؟ ملہمین کا اور معاملہ ہے۔ ان کو خدا براہِ راست بھی اطلاع دے دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہری بیعت ضروری نہیں ہوتی۔

۱۸۔ کفر دون کفر۔ یہ اعمال و عقائد کے لئے الگ الگ ہے۔ ہر جگہ ایک معنے درست نہیں۔ کیا جو خدا کا ہی انکار کرے۔ یا ایک رسول کا انکار کرے۔ یا جبرئیل کا انکار کرے۔ یا کتاب الٰہی کا انکار کرے۔ وہ سب ایک مرتبہ پر ہیں۔

۱۹۔ آپ نے مفتی محمد صادق صاحب کا خط پیش کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کا بدر ۹ مارچ ۱۹۰۶ء میں خط جو حضرت اقدس کی موجودگی میں لکھا۔ شائع ہوا ہے اس میں آپ نے لکھا ہے:۔

"حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالےٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے۔ اس کا کیا حشر ہوگا۔ آپ ہی تبلائیے۔ مگر انصاف شرط ہے۔"

اب تبلائیے۔ کہ مفتی صاحب کا کیا مذہب ہوا۔

ہاں آپ نے مکفرین کے ذیل میں میرے پیش کردہ حوالجات اور فریقین کے عمل اور عقیدہ کے اثبات کو گذشتہ تحریرات کی رُو سے خلاف شرائط کہا ہے۔ جو آپ کی بھول ہے۔ یہ "بوجھ" کی دلیل ہے۔

۲۰۔ آپ نے بالکل غلط لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ بنصرہٖ:۔

"غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہے"
ایک مرتبہ حضرت میر ناصر نواب صاحب کے کہنے سے اور فتوے کا ذکر کرنے سے ایسا کیا۔ مگر نماز کا اعادہ فرمالیا۔

۲۱۔ حضرت عیسےٰؑ کے پرندوں کا خیال مشرکانہ ہے۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ:۔
"سینکڑوں علماء اور بیسیوں محدثین عظام" کا یہی مذہب تھا۔ بالکل غلط ہے آپ اس قسم کے پرندوں کے متعلق صرف دس دس علماء اور محدثین کا ہی مذہب بتادیں۔

حضرت فرماتے ہیں:۔
"یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ عمل ترب تھا۔ جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔" (ازالہ ص۱۳۴ طبع پنجم)

اور سچ مچ کے پرندے بنا دینا ہرگز علماء عظام کا عقیدہ نہ تھا۔ وہ تو معمولی سافنی کام اسے سمجھتے تھے۔ اور یہی عمل الترب تھا۔ دیکھو (البحر المحیط جلد ۲ ص۴۶۶)

۲۲۔ جو علماء مکفرین کے ساتھ مل کر سب وشتم نہ کریں۔ حضرت نے الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۴ء میں اُسے "اپنی مذہیں" فرمایا ہے۔ اس سے مراد کفر و اسلام نہیں۔ بلکہ حضرت نے مخالفین اور غیر مخالفین کے دو گروہ کئے ہیں۔ جو عملی طور پر مخالفت کرتے تھے۔ یا نہ کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں بہت سے مشرک قبائل آنحضرتؐ کے ساتھ مل گئے تھے۔ حضرت مسیح نے بھی فرمایا ہے۔ جو میرا مخالف نہیں۔ وہ میرے ساتھ ہے۔

یہ عمل مخالفت کی نفی ہے۔ نہ کفر و اسلام کا سوال

۲۳۔ آپ نے سر فضل حسین صاحب کی گفتگو سے حقیقۃ الوحی کی نص کو باطل کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ آپ اس گفتگو کو ڈائری مانتے ہیں۔ اور معلوم ہے۔ کہ تحریر کے خلاف ڈائری آپ کے نزدیک بھی حجت نہیں۔

نیز میں بتا چکا ہوں۔ کہ کسی کا کافر بننا بالکل اور ہے۔ اور کسی کو کافر کہنا بالکل علیحدہ امر۔ کیا ہم ہر کافر کو خواہ وہ یہودی ہو جا جا کر کہتے پھرتے ہیں۔ کہ تو کافر ہے۔ یا آپ لوگوں کو فاسق فاسق کہتے پھرتے ہیں؟

۲۴۔ ہمارے مذہب اور عقیدہ میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ آپ نے خطبہ مندرجہ الفضل ۲۶ر اپریل ۱۹۳۵ء کو اپنی اور اپنے امیر قوم کی فتح قرار دیا ہے۔

آئیے فیصلہ آسان ہے۔ ہم لکھے دیتے ہیں۔ کہ ہمارا کفر و اسلام کے متعلق وہی مذہب ہے۔ جو اس خطبہ میں ذکر ہوا ہے۔ آپ بھی لکھدیں۔ کہ آپ کا بھی وہی مذہب ہے۔ جو اس خطبہ میں لکھا گیا ہے۔ اگر آپ ایسا نہ کریں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ آپ محض غلط طریق کا اختیار فرما رہے ہیں۔

۲۵۔ مولوی محمد علی صاحب نے احمدیت کو اسلام سے وہی نسبت بتائی۔ جو عیسائیت کو یہودیت سے تھی۔ آپ چشم بددور استدلال فرماتے ہیں۔ کہ پھر تو انہوں نے خود کو عیسائی بنا کر کافر کہدیا۔ حالانکہ واضح بات ہے۔ کہ عیسائی حضرت عیسٰےؑ کے آنے کے وقت کافر نہ تھے۔ وہ تو کافر بعد میں ہوئے ہیں۔

۲۶۔ الہامات میں لفظ کافر موجود ہے۔ آپ اس کی کوئی معقول تاویل نہیں کر سکے۔ یاد رکھیئے۔ کہ جب ایمان کفر کے مقابل پر ہوگا۔ اس کے معنے لغوی کفر نہیں ہونگے۔ ان الذین اٰمنوا ثم کفروا۔ نیز فآمن دلا تکن من الکافرین (خطبہ الہامیہ) کا بھی آپ کوئی جواب نہیں دے سکے۔ بعد میں یا معشر المسلمین انا تو بتاتا ہے۔ کہ نام کے مسلمانوں کو حضرت کہتے ہیں۔ کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ گے۔ تو کافر ہو جاؤ گے۔ ہاں تو آیتِ قرآنی وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا میں جو حضرت اقدس کو بھی الہام ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ لوگ مجازی معنے لے سکتے ہیں۔ عجیب قوم ہے۔ کہ ہر صداقت کے انکار کے لئے لفظ مجاز کی آڑ لے لیتی ہے۔

۲۷۔ ماموروں کا انکار شقاوت ہے۔ مگر خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کا انکار تو سب سے بڑی شقاوت ہے (الہدیٰ صلا) لہذا خاتم الاولیاء کے منکر بھی کافر ہونگے۔ آپ نے اصل عبارت پر غور نہیں فرمایا۔ ذرا غور کر کے جواب دیں۔

براہین کا حوالہ غلط نہیں درست ہے۔ وہ طبع دوم ہے۔ میں پرچہ میں صاف لکھ چکا ہوں "طبع دوم"۔

۲۸۔ حضرت معاویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت کے منکر نہ تھے۔ ورنہ بتلایئے۔ کہ آیت قرآنی ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون کا کیا مطلب ہوگا۔

۲۹۔ ہم تریاق القلوب اور حضرت کے خط بنام عبدالحکیم میں وہی تطبیق مانتے ہیں۔ جو حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی میں ذکر فرمائی ہے۔ اس جگہ محکم و متشابہ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

۳۰۔ آپ نے مسلمانوں کے بہتّر فرقے مانے اور ان میں تکفیر بھی۔ تو گویا آپ سب کو ہی کافر سمجھتے ہیں۔ اور افسوس کہ حلف گول مول الفاظ میں ہی کھا جاتے ہیں۔ کیا صاف کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ کے نزدیک مسلمانوں کی تکفیر کرنے والے ہاں حضرت اقدس کے مکفر و مکذب سچے مسلمان ہیں؟

۳۱۔ آپ نے جذبات کو ابھارنا چاہا ہے۔ کیا آنحضرت صلعم کے ماننے کو ضروری قرار دینے سے خدا تعالےٰ کی ہتک ہے؟ اگر نہیں۔ تو حضرت اقدس پر ایمان کو ضروری کہنے سے آنحضرت صلعم کی ہتک کیسے ہوتی ہے؟ کیا آپ مسلمانوں کو فاسق کہکر آنحضرت کی توہین کرتے ہیں۔ یاد رکھیں۔ کہ بغیر حکم خداوندی تو بقول مولوی محمد علی صاحب

"کسی شخص کو فاسق کہہ دینا آسان بات نہیں۔ یہ بڑا خطرناک فتویٰ ہے"۔

(دیباچہ موعودہ خلافت صـ)

۳۲۔ حضرت کے شعر

گر تو داری خوف حق رو بیخ کفر خود بر ار

میں تو حضرت نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا ہے۔

۳۳۔ تفہیمات ربانیہ کے حوالہ کے متعلق آپ سے تحریری جواب کا تصفیہ ہوا تھا۔ اور آپ لوگوں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ لکھکر بھیجدینگے۔ مگر بعد میں آپ کو سمجھ آگئی۔ آپ اس خفت کو نہ چھپائیں۔ مولوی عمرالدین صاحب بھری مجلس میں کہہ چکے ہیں۔ کہ اس جگہ وہی لکھا ہے۔ جو میں (خاکسار) کہتا تھا۔

۳۴۔ آپ آخری پرچہ میں ایک تو بدزبانی نہ کریں۔ اس پرچہ کی بدزبانی کو خدا کے سپرد

کرتا ہوں۔ دوسرے غلط واقعات بالکل نہ بیان کریں۔ جیسا کہ ایک آخری پرچہ میں آپ انجمن کے ممبروں کی اکثریت کو خلافت کے خلاف ثابت کرنے کے لئے کر چکے ہیں۔ مولوی محمد احسن صاحب تو اس وقت مخالف تھے۔ بلکہ پہلے محرک تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب موجود نہ تھے۔ ان کے مولوی صدر الدین صاحب قائم مقام تھے۔ پس اکثریت انکار کی طرف نہ تھی۔ ایسا ہی ہوائی جہازوں وغیرہ کے غلط واقعات نہ ذکر کریں۔ براہ مہربانی موضوع کے اندر رہیں۔

۳۵۔ حقیقۃ الوحی میں دو قسم کے کفر کو قائل کار ایک قرار دیا ہے۔ یا نہیں؟ کیا اس سے کفر لازم نہیں آتا؟

فی الواقع مسیح موعود ماننے کا مدعا تو واضح ہے۔ جو ایسا نہ مانتا ہو۔ وہ بالکل احمدی نہ ہوگا۔ باقی مسیح موعود کے ماننے سے اگر مجازی مراد لیں۔ کامل انسان تو اور بات ہے۔ لیکن آپ تو الفاظ کا تتبع کر رہے ہیں

۳۶۔ کمن کان فاسقًا میں فاسق کو مومن کے مقابلہ پر رکھکر بتایا ہے۔ کہ اس جگہ وہ غیر مومن ہے۔

۳۷۔ ھم الفاسقون (المائدہ) میں عہد شکن کہا۔ کہ مسیح کے اور انجیل کے منکر فاسق یعنی عہد شکن ہوں گے۔ کیا یہ عہد شکنی بمعنے کفر نہیں؟

۳۸۔ فسق لغوی خروج عن الطاعۃ ہوتا ہے۔

۳۹۔ تعجب ہے۔ کہ آپ اگر الفضل کے حوالے پیش کریں، انوار خلافت پیش کریں۔ تو شرائط کے اندر۔ لیکن اگر میں خواجہ صاحب کے خط کا عکس پیش کردوں۔ تو خلاف شرائط۔ تلک اذًا قسمۃ ضیزٰی۔

اس خط سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت کا ماننا مثل انبیاء ضروری ہے۔ اس کے بالمقابل کفر ہوا کرتا ہے۔ کیا آپ خواجہ صاحب کے خط کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور حضرت کو نبی مانتے ہیں؟

۴۰۔ حضرت اقدس مامور تھے۔ لوگوں کے انکار سے ان لوگوں کا کفر ظاہر ہو جائے گا۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں۔ کہ ہر مجدد مامور نہیں۔ مامور صرف انبیاء ہوتے ہیں۔ بتاؤ کہ ۱۹۰۱ء کے بعد

حضرت نے کہاں لکھا ہے۔ کہ محدث مامور ہوتا ہے۔

۴۱۔ بے شک لوگ مثل حضرت مولانا نور الدین اعظم بھی موجود تھے۔ مگر اس سے کیا ثابت ہؤا۔ وللاکثر حکم الکل ہے۔ اور النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا ہے۔

۴۲۔ آپ نے جو اخبار پیغام صلح میں غیر احمدیوں سے تعلقات رشتہ داری کی ممانعت کے الفاظ لکھے ہیں۔ ذرا ان کو اس جگہ درج کردیں۔ ہاں وہ آیت قرآنی بھی بتادیں جس سے استدلال کیا ہے۔ جھنجلا کر گالیاں دینے سے کیا بنتا ہے۔ آپ مطبوعہ چیز کا انکار نہیں کرسکتے۔ میرا خیال ہے۔ کہ آپ کا ضمیر اب آپ کو اس آرٹیکل پر ملامت کررہا ہے۔

۴۳۔ تحفہ گولڑویہ میں دونوں بعثتوں پر ایمان فرض بتایا ہے۔ بتلایئے۔ آپ نے اس کا کیا جواب دیا۔ کیا وہاں لکھا ہے۔ کہ بعثت ثانیہ مجددیت ہے۔ یہ عجیب بعثت ہے۔ کہ نبوت کی بجائے مجددیت رہ جائے۔

۴۴۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مامور نہیں۔ لہٰذا ان کے قول کی وہی تشریح ہوگی۔ جو موقعہ کے مناسب ہوگی۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جو میرے امیر کی نافرمانی کرتا ہے میری کرتا ہے۔ اور جو میری نافرمانی کرتا ہے۔ وہ خدا کی کرتا ہے۔ ہر جگہ کے مناسب حال معنے لئے جایا کرتے ہیں۔

۴۵۔ مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ لکھایا ہے۔ کجا حدیث کا واضع کذاب اور کجا مدعی نبوت کا مکذب کذاب۔ اچھا یہ تو بتلایئے۔ کہ مدعیٔ نبوت کے مکذب مومن ہوتے ہیں؟

۴۶۔ بدر ۲۴ر اپریل ۱۹۰۳ء میں منافقین اصطلاحی کے متعلق نہیں۔ بلکہ لکھا ہے

"ایسے لوگوں کی نسبت ذکر ہؤا۔ جو نہ مکفر ہیں نہ مکذب"

کیا ایسے لوگ منافق اصطلاحی ہوتے ہیں۔ حضرت نے ان دونوں طرف رہنے والوں کے متعلق وہ فرمایا۔ جو ذکر ہوچکا ہے۔

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

بریکٹ میں ہے۔ اسے بریکٹ میں کرلیں۔ یہ دراصل ان کی دوغلی حالت کی تمثیل ہے جس کے

حضرت نے بطور شرح فرمایا ہو۔ یا ایڈیٹر نے لکھدیا ہو۔ ایسی باتوں پر تحریف کہنا تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہے۔

۴۷۔ آپ کے نزدیک "مسیح موعود نہ سمجھنا کفر نہیں"۔ مگر حضرت حقیقۃ الوحی میں انکار کرنے والوں کو کفر کا مرتکب تبلاتے ہیں۔

۴۸۔ مثنوی مولوی معنوی کا جواب دے چکا ہوں۔ آپ ذرا توجہ سے ملاحظہ فرمایا کریں۔

۴۹۔ تریاق القلوب میں حضرت نے تشریعی نبوت کا انکار کیا ہے۔ اور اسی لئے اپنی نبوت سے انکار فرمایا۔ اور اسی لئے اپنے محض انکار کے لئے فرمایا۔ کہ اس سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔ لیکن جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے بتصریح بتا دیا ہے کہ آپ غیر تشریعی نبی ہیں۔ تو آپ نے حقیقۃ الوحی میں یہ جواب نہ دیا۔ اگر حضور یہی جواب دیتے۔ تو یوں کہدیتے۔ کہ میرا منکر کافر نہیں۔ میری دعوت کسی کو پہونچے یا نہ پہونچے۔ وہ برابر ہے۔ اگر یہی بات ہوتی۔ تو اس قدر تفصیلی جواب اور اپنے منکر کو کافر اور خدا و رسول کا منکر قرار دینے کی کیا ضرورت تھی؟

۵۰۔ آپ نے جنازہ کے لئے "زید و بکر" کا فتوے پیش کیا تھا۔ اب جب ہم نے حضرت خلیفۃ اول۔ جماعت احمدیہ کا دستور العمل آپ کے سامنے رکھدیا۔ تو لاجواب ہو کر ناراض ہو رہے ہیں۔ آپ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے فتوے کا بھی ذکر کر جائیں اور ہم حضرت اقدس کے اخص صحابہ اور حضور کے زمانہ کے فتاوی کو بھی ذکر نہ کریں۔

۵۱۔ مولوی محمد علی صاحب کا فتوے واضح ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ وہ مکفر کے لئے ہے لیجئے اور سنیئے لکھا ہے۔

"اکثر لوگ دعوے ایمان کا کرتے ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں ایمان نہیں۔۔ اس لئے بے شک ایک نبی کی ضرورت ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسا ہی ایک نبی اس وقت بھی خدا تعالےٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ لیکن لوگوں نے اسی طرح اس کا انکار کیا۔ جیسا کہ پہلے نبیوں کا۔ کاش کہ یہ لوگ اس وقت

غور کرتے۔ اور سوچتے کہ کیا وہ نشان ان کو نہیں دکھلائے گئے۔ جو کوئی انسان نہیں دکھلا سکتا۔ اور کیا وہ اسی طرح ہر گناہ سے نجات نہیں دیتا جس طرح پہلے نبیوں نے دی۔ اور ایک ہمہ علم اور ہمہ طاقت ہستی کے متعلق وہی یقین ان کے دلوں میں نہیں پیدا کرتا۔ جو پہلی امتوں میں پیدا کیا گیا۔ ایسا نبی میرزا غلام احمد قادیانی ہیں" (ریویو جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۲۴۷ و ۲۴۸)

اس عبارت سے کفر غیر احمدیان بوضاحت ثابت ہے۔

۵۲۔ پھر مولوی صاحب تمام نبیوں کے انکار کی اصل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"پس ہمارا آخری جواب اس سوال کا کہ آیا ہم ایمان رکھتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ ہم اسی وقت ایمان کا دعوے کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھ کر جو اللہ تعالٰے نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں۔ خدا تعالٰے کی ہستی پر کامل یقین رکھتے ہوں۔ اگر یہ نہیں۔ تو پھر ہمارا ایمان ہمارے منہ کی ایک بات ہے۔ جو محض لاف ہی لاف ہے۔ اور جس کی اصلیت کچھ نہیں" (ریویو جلد ۳ صفحہ ۱۱)

۵۳۔ پھر جناب مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے۔ کہ جو اعتراض اس پر کیا جائے گا۔ وہ سارے نبیوں پر پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ (مراد حضرت اقدس۔ ناقل) کو رد کرتا ہے۔ وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے" (ریویو جلد ۵ صفحہ ۴)

کیا آپ ان تصریحات کے باوجود ہمیں کہتے رہیں گے۔ کہ مولوی صاحب کا فتوٰے مکفر کے متعلق ہے وبس۔ ذرا خدارا غور فرما دیں۔ آخر مرنا ہے۔ خدا کے سامنے جانا ہے۔ آپ کب تک اپنی باتوں سے لوگوں کو مغالطہ میں رکھ سکیں گے۔

۵۴۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ:-

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے۔

اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری جو یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کا باپ تھا۔ وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ایسے لوگوں کا خدا مُردہ ہے۔ ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بلا باپ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔" (الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۱ء) میں یہ حوالہ دائرہ اسلام کی تشریح کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ نے ابھی تک دائرہ اسلام کی کوئی تعریف بیان نہیں فرمائی۔ شاید آخری پرچہ میں اس قسم کی باتیں لکھدیں۔ تاکہ فریق ثانی کو جواب کا موقعہ نہ ملے۔ بہرحال آپ اس عبارت پر غور کریں۔ اور بتلائیں۔ کہ وہ لوگ جو حضرت مسیحؑ کو بلا باپ مانتے ہیں جن میں آپ کے امیر قوم جناب مولانا محمد علی صاحب بھی شامل ہیں۔ وہ کس دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

خدارا ناراض ہو کر نہیں بلکہ معقول جواب دیں۔

۵۵۔ مولوی عمر الدین صاحب آج مدمقابل نہیں۔ مگر اس مقررہ مناظرہ میں ضرور مدمقابل ہیں۔ اور ان کا قول واقعات کے رنگ میں ہے۔ اس لئے پیش کیا ہے۔

۵۶۔ ہاں آپ نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے الٰہی حکم کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ شاید اب آخری پرچہ میں لکھیں گے۔ تاکہ جواب الجواب نہ دیا جا سکے۔ اس سے آپ کی کمزوری ظاہر ہے۔

۵۷۔ آپ نے بعض امور کو دُہرایا ہے۔ اور شاید آخری پرچہ میں بھی دُہرائیں۔ مگر آپ دیکھ لیں۔ کہ میں آپ کی ہر بات کا مفصل جواب دے چکا ہوں۔ باوجودیکہ میرا کام آج اعتراض کرنا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کا "جواب نہیں دیا" کہتے رہنا حقائق کو بدل نہیں سکتا۔

۵۸۔ مکذب۔ مکفر۔ متردد سے مراد تمام غیر احمدی ہیں۔ متردد سے حضرت کے اسلام میں متردد مراد نہیں۔ بلکہ حضور کے دعوے کی تصدیق میں متردد مراد ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا۔ کہ تمہیں مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں سے بکلی علیحدہ رہنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ آپ عبارت کی غلط تاویل نہ کریں۔

۵۹۔ حضرت کا لڑکا فضل احمد منٹگمری میں فوت ہوا۔ تو کیا آپ جنازہ غائب نہ پڑھ سکتے

تھے۔ فضل احمد بُرا بولنے والا نہ تھا۔ دنیا دی رنج وراحت اور شادی و ماتم اور ہے۔ اور جنازہ کی ادائیگی اور۔

۶۰۔ سرسید کو مکذب بھی آپ نے تاویل سے بنایا ہے۔ بہرحال آپ نے تکذیب کے دائرہ کو وسیع کر لیا ہے۔ ایسی تکذیب تو ہر نہ ماننے والا کرتا ہے۔ ورنہ کیوں نہیں مانتا۔

۶۱۔ میر عابد علی شاہ صاحب کی گواہی اکیلی ہے۔ اور اس گواہی کا خود کوئی ثبوت نہیں نیز یہ کہ حضرت کو نبصر یح بتا دیا گیا ہو کہ مرنے والی غیر احمدی ہے۔ یہ بھی ثابت نہیں۔

۶۲۔ گو نہ مصدق کے جنازہ کی اجازت کے لئے نجاشی کی مثال اور پہلی اور امثلہ موجود ہیں۔ بیعت سے مراد اعلان ایمان یا اقرار صداقت بھی ہے۔

۶۳۔ یہودی لفظ لغت کی رُو سے اچھا ہے۔ نصرانی بھی۔ قرآن نے انہی الفاظ سے ان کو یاد کیا۔ مگر حقیقت کے بیان کرتے وقت بتا دیا۔ کہ وہ نہ یہودی ہیں۔ نہ نصرانی۔

۶۴۔ "مسلماں را مسلماں باز کردند" سے بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ پہلے آنحضرت کے زمانہ میں مسلمان تھے۔ پھر اسلام سے نکل گئے۔ برائے نام رہ گئے۔ اب دورِ خسروی میں پھر مسلماں را مسلماں باز کردند ہوگا۔ یہ تو ہماری تائید ہے۔ اگر وہ حقیقی مسلمان تھے۔ تو انہیں مسلمان کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔

۶۵۔ مات ناقصًا سے ناقص الایمان مراد نہیں۔ بلکہ اس کا ہر قسم کے کمال کے مقابلہ میں ناقص مرنا مراد ہے۔ ورنہ مکفرین کو تو آپ لوگ خود بھی کافر کہتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

۶۶۔ آپ سے حلف کا مطالبہ یوں ہے۔ کہ مسلمانوں کے منکرِ ہاں مسیح موعود کے منکر کو آپ سچ مچ مسلمان مانیں۔ کیا آپ ایسا مانتے ہیں؟ لفظی مسلمان تو سب ہی مانتے ہیں۔

۶۷ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تمام خطوط اور حوالجات پر غور فرما لیا ہے۔ اس کے بعد حضور کا یہی مذہب ہے۔ کہ غیر احمدی کا جو کھلا کھلا غیر احمدی ہو۔ اور اس میں کوئی شائبہ احمدیت کے خصوصی مسائل و اعمال کا نہ ہو۔ اور نہ وہ تصدیق کرتا ہو۔ جنازہ جائز نہیں۔

۶۸ "گدھوں" کے متعلق حوالہ کا کوئی جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ آپ کی طنز کو پڑھنے والے سمجھیں گے۔

۶۹۔ تحفہ ندوہ۔ تریاق القلوب سب کا جواب دے چکا ہوں۔ انکار کو وجہ کفر دکھا چکا ہوں
آپ یونہی گالیوں پر نہ اُتر آئیں۔

۷۰۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق میں جو کچھ اپنے پرچہ میں لکھ چکا ہوں۔ اس کو ہر میدان میں ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ کسی کو ثالث مقرر کرکے اس کے پاس بیس روپے جمع کرادیں۔ اور مجھے ثالث کی طرف سے تحریر بھجوادیں۔ میں اس کے پاس تحریری ثبوت اور اپنا دعویٰ پرچہ سے نقل کرکے بھیجدونگا۔ ہاں ثالث منصف اور عالم اور غیر جانبدار ہو۔ کیا آپ کو منظور ہے یا یونہی پچھلی ندامت کو دھونا چاہتے ہیں۔

۷۱۔ اسمبلی میں ہمارے نمائندوں پر آپ کو کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ اچھا اگر ہمارا حق نہیں تو آپ کا کیا حق ہے۔ جبکہ سب علماء اور لیڈر آپ کو بھی کافر کہتے ہیں۔ بھلا فاسقوں سے بھیک مانگ کر اسمبلی میں جانا جائز ہے؟

یاد رہے۔ کہ حکومت برطانیہ کے نزدیک سچے مسلمان کی وہ تعریف نہیں۔ جو اسلامی شریعت میں ہے۔

۷۲۔ بلادِ عربیہ میں جانے اور دمشق سیکھ آنے کا بھی آپ طعنہ دیتے ہیں۔ کیوں؟ میں تو آپ سے اصولی باتیں کرتا ہوں۔ آپ ذاتی۔ دیکھ لیں اس میں کس کی کمزوری ہے۔

۷۳۔ جناب مناظر صاحب! میں نے بفضلہٖ تعالےٰ آپ کی تمام باتوں کا جواب دیدیا ہے اور آپ کے تمام استدلالات کو توڑ دیا ہے۔ مگر میرے مطالبات قائم ہیں۔

۱۔ حضرت اقدس نبی ہیں۔ ان کے منکروں کا حکم انبیاء کے منکروں کا ہوگا۔

۲۔ حضرت اقدس مسیح موعود ہیں۔ ان کے منکروں کا حکم مسیح موعود کے منکروں کا ہوگا۔ آپ نے اس کا کیا جواب دیا۔

۳۔ حضرت نے صاف فرمایا ہے۔

"ہر شخص جس کو میری دعوت پہونچی۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں" (حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)

پھر فرمایا ہے:۔

رکافر کہنے والا بہرحال منکر بھی ہوگا۔ اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے وہ

بہرحال کافر ٹھہرائے گا۔" (براہین پنجم)

ان کو ملا کر صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حضرت کا منکر کافر ہے۔

مکذب کو تو آپ خود کافر مانتے ہیں۔

۴۔ مولوی محمد علی صاحب کے حوالجات آپ کے ذمہ ہیں۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول

حضرت مفتی صاحب خواجہ صاحب کے تمام بیانات جو اس معاملہ میں بالکل صریح ہیں

آپ کے ذمہ ہیں

آپ اگر حضرت کو مانتے ہیں۔ تو پورے طور پر مانیں اس لئے میں کہتا ہوں۔ کہ حضرت

کے مقام کو شناخت کریں۔ حضرت فرماتے ہیں:۔ کہ میرے چھوڑنے سے

"میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا

پڑے گا۔ پھر سوچو۔ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا

خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ حق یہی ہے۔ کہ جو مجھے چھوڑے گا۔ اور

میری تکذیب کرے گا۔ وہ زبان سے نہ کرے۔ مگر اپنے عمل سے اس نے

سارے قرآن کی تکذیب کر دی۔ اور خدا کو چھوڑ دیا۔" (الحکم ۷ مارچ ۱۹۰۶ء)

۴۷۔ کیا آپ اس کے بعد بھی صداقت اور حقانیت کا انکار کرتے ہیں ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا

نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

۷۵۔ حضرت فرماتے ہیں ؎

واللہ ہمچو کشتیٔ نوحم زِ کردگار

بے دولت آنکہ دور بماند زِ لنگرم

خاکسار ابوالعطاء جالندھری مناظر جماعت احمدیہ

از راولپنڈی ۲۶/۶/۳۷

بشارت احمد بقاء

نگران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۶/۶/۳۷

اسماء معاونین

۱۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر

۲۔ مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل

۳۔ شیخ عبدالقادر صاحب مولوی فاضل

۴۔ چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے۔

۵۔ قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل منشی فاضل

عمرالدین احمدی پریزیڈنٹ مناظرہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

قاضی محمد نذیر پریزیڈنٹ مناظرہ ۲۶/۶/۳۷

منجانب جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۶/۶/۳۷

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا چوتھا پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

بحث کفر و اسلام

موضوع بحث

کیا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا انکار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کیوجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (از مسیح موعودؑ)

ا۔ جناب مولوی صاحب! آپ نے پھر اصل مبحث سے الگ ہو کر دور از کار امور پیش کرنا شروع کر دیئے۔ مولانا محمد علی صاحب کے حوالجات پیش کر کے ثابت کرنا چاہا۔ کہ آپ نبی مانتے تھے وغیرہ سنیئے۔ حضرت مولانا نے لکھا تھا۔

The word prophet is used here not in the strict terminology of the Muslim law. The Holy prophet Mohammad may peace & blessings of God be upon him, being the last

of the prophet in that sense, but in the broad sense of one endowed with the gift of prophesy by divine inspiration, a gift which is promised to every true muslim by the Quran.

ترجمہ:- لفظ پرافٹ (نبی) اسلامی اصطلاح کے معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ان معنوں کے لحاظ سے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ ہاں یہ لفظ اپنے وسیع معنوں میں استعمال ہؤا ہے جس سے وہ شخص مراد ہے۔ جس کو الہام الٰہی کے ذریعہ پیشگوئیوں کے انعام سے سرفراز کیا گیا ہو۔ اور یہ انعام ہے جس کا وعدہ قرآن کریم نے ہر ایک سچے مسلمان کے ساتھ کیا ہے۔ (ضمیمہ رسالہ تبدیلئ عقائد مولوی محمد علی صاحب صنہ)

(یہ رسالہ قادیانی جماعت نے خود شائع کیا ہے)

اس سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ لفظ پرافٹ کن معنوں میں سیدنا حضرت امیر استعمال کرتے تھے۔

کافر کہنے والے منکر ہیں۔ مگر ہم ان منکرین کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ جو صرف دعوے کا انکار کریں۔

۲۔ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے۔ میں پہلے بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ نہ ماننے والے سے مراد مکذب ہیں۔ جو واقعی بالواسطہ کافر کہتے ہیں۔ اور ان پر ایک ہی فتوے ہے۔

۳۔ یہ کفر دون کفر ہے جس کی میں تشریح کر چکا ہوں۔

۴۔ ٹھیک ہے۔ کہ وہی مسیح اور مہدی ہیں۔ لیکن اگر مخالف مولوی مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب کہیں۔ کہ مسیح کا منکر کافر نہیں۔ تو کیا کرو گے۔

اُس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان پر الزام قائم کر رہے ہیں۔ ورنہ منکر کو کافر نہیں کہتے

۵۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ "جو شخص مجھے نہیں مانتا" کلیہ ہے۔ مولوی صاحب مجھے آپ کے علمی تبحر اور آپ کی اس غلطی پر افسوس ہے۔ اگر یہ کلیہ ہے۔ تو کیا جنہوں نے نام بھی نہیں سُنا۔ وہ بھی تکفیر کر رہے ہیں۔ یہ آپ کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کا اعتراض تو پھر درست ہؤا۔ جو شخص اس

دعوے سے منکر ہے (یعنی محمد حسین بٹالوی - ناقل) وہ بہرحال کافر ٹھہرائیگا" کا جواب لکھ چکا ہوں یہ خاص شخص کے متعلق ہے - ورنہ ہر شخص جس نے انکار کیا کافر نہیں ٹھہراتا - ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں - جو دعوے کو نہیں مانتے تھے - ان کی فہرست تریاق القلوب میں دیکھئے حضرت تو کفر سے الگ ہونے کے لئے صرف تکفیر سے بیزاری شرط قرار دیتے ہیں - جس کے بعد ان کے پیچھے نماز بھی جائز ہے -

۶ - دائرہ اسلام سے خارج تو ان کو کہا - جو کسی مسلمان کو کافر کہیں - اور اس کا مطلب یہ ہے - کہ حقیقت اسلام سے بے بہرہ ہیں - جیسا کہ ازالہ اوہام کے حوالہ سے ثابت کر چکا ہوں کہ چڑیاں بنانے کے عقیدہ رکھنے والوں کو بھی یہی کہا -

پس یہاں دعوے کا انکار کرنے والوں کی بحث نہیں -

۷ - تحفہ گولڑویہ کا یہ ارشاد کہ "آخر وہ لوگ آنحضرت کو دروغ گو سمجھ لیں گے" بتاتا ہے کہ جب وہ سمجھ لیں گے - وہ کافر ہوں گے - مگر اب تک نہیں سمجھا - ورنہ یوں کہتے - کہ اب بھی ایسا سمجھتے ہیں -

۸ - مولانا محمد علی صاحب نے حضرت مولانا نورالدین کے ارشاد کے مطابق ٹریکٹ لکھا جس میں بتایا - کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا اول امر ہے - اس لحاظ سے واقعی ہر موحد ہمارے ساتھ ہے - مگر اسلام یہی نہیں - بلکہ اقرار رسالت ضروری ہے -

۹ - آپ پوچھتے ہیں - کہ مسیح کو کاذب کہنے والا کلمہ گو کیسا ہے -

حضرت کلمہ گو ہو کر کوئی مسیح کو کاذب نہیں کہہ سکتا - کیا کوئی ایسے لوگ قادیان میں پیدا تو نہیں ہو گئے -

۱۰ - کلمہ گو فرشتوں کا منکر نہیں ہو سکتا -

۱۱ - کلمہ گو اگر دوسرے کلمہ گو کو کافر قرار دے - تو کافر قسم دوم ہوتا ہے - اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں جب تک کہ کلمہ طیبہ کا مقر ہے -

۱۲ - کلمہ گو اگر کلمہ گو کو قتل کرے - تو وہ گنہگار اور کافر قسم دوم ہے - مگر مسلمان ہے - دائرہ اسلام کے اندر ہے - ورنہ حضرت علی اور حضرت معاویہ پر آپ کو فتوے کفر لگانا پڑے گا -

۱۲۔ ختم نبوت کا منکر کلمہ گو قادیانی جماعت کی صورت میں ہو۔ تو مسلمان کیونکہ وہ ماوّل ہے اور اگر بہائی جماعت کی صورت میں ہو۔ تو کافر۔ کیونکہ وہ نئی شریعت کے قائل ہیں۔ گو محمد رسول اللہ کو سچا مانتے ہیں۔ مگر خود اسلام سے الگ ہیں۔ اور مسلمان نہیں کہلانا چاہتے۔

۱۴۔ جن لوگوں کے ہاتھوں وجہ کفر پیدا ہوئی۔ وہ وجہ کفر تکفیر ہے۔ نہ انکار دعویٰ چنانچہ حقیقۃ الوحی میں ہے۔

"وہ مجھے مفتری قرار دے کر کافر ٹھہراتا ہے۔" یہ وجہ کفر ہے۔

۱۵۔ نجاشی مسلمان ہو چکا تھا۔ بیعت کرنا ضروری نہ تھا۔ صرف اقرار رسالت کرنا ضروری تھا۔ مگر آپ مسیح موعود کی بیعت ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور اس شخص کو جو بیعت میں توقف کرتا ہے۔ خواہ زبان سے تصدیق کرے۔ کافر کہتے ہیں کا حوالہ گذر چکا ہے۔

اس لئے پیر غلام فرید صاحب کو آپ کے نزدیک کفر میں ہی رہنا پڑا۔

۱۶۔ مفتی صاحب کا دوسرا حوالہ نبوت کے متعلق صریح غلط بیانی ہے۔ میں نے فتویٰ پیش کیا ہے۔ جو ۱۹۰۲ء کا ہے۔ آپ ۱۹۰۶ء کے حوالہ سے اس کو رد کر رہے ہیں

سبحان اللہ!

۱۷۔ الحمد للہ کہ آپ مان گئے۔ کہ میاں صاحب نے میر ناصر نواب صاحب کے کہنے پر کعبہ میں نماز غیر احمدی کے پیچھے پڑھی۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ دُہرائی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ جب پڑھی۔ اس وقت تو مسلمان ہی سمجھتے تھے۔

۱۸۔ دس علماء و محدثین کا اقرار دکھایا جائے۔ کہ وہ حضرت عیسےٰ کے خلق طیر کے قائل تھے۔ آج کسی اہلحدیث عالم سے یا اہل السنت والجماعت کے عالم سے پوچھئے۔ مولوی ثناء اللہ اور کفایت اللہ سے پوچھئے۔ سب کا یہی مذہب ہے۔ تفسیر جلالین۔ تفسیر بیضاوی۔ درمنثور میں یہی عقیدہ لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو ان کی واقفیت نہیں۔

۱۹۔ سر فضل حسین والی گفتگو کا جواب دینے سے آپ عاجز رہے۔ اور کہتے ہیں کہ وہ ڈائری ہے۔ جی ہاں ڈائری تو ہے۔ مگر شرائط مناظرہ کی رُو سے آپ کے لئے حجت

ہے۔ میں اُسے حقیقۃ الوحی کے مطابق سمجھتا ہوں۔

۲۰۔ ہم لوگوں کو فاسق فاسق نہیں کہتے۔ میرے نزدیک تو قادیانی جماعت بھی جو حضرت مسیح موعود کی صحیح خلیفہ انجمن کی خلافت کی منکر ہے۔ فسق کر رہی ہے۔ فاسق ایک لاہوری جماعت کا احمدی بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی تشریح کر چکا ہوں۔

۲۱۔ حضرت عیسےٰ کے آنے کے وقت عیسائی کافر نہ تھے۔ مگر سوال یہ ہے۔ اب تو کافر ہیں۔ یوں تو یہودی بھی کسی وقت کافر نہ تھے۔ مثال دینا مقصود ہے۔ کفر جتانا مقصود نہیں حضرت مولانا محمد علی صاحب نے کبھی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کی۔

۲۲۔ نام کے مسلمانوں کو مسلمان کہا ہے۔ ٹھیک ہے۔ مگر نبی کے مخالف تو نام کے مسلمان بھی نہیں ہوتے۔

۲۳۔ الہدیٰ کے حوالہ میں شقاوت والے فتویٰ کے بعد لکھا ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو بغض و عناد میں اور تکذیب میں حد سے گذر گئے ہیں۔

۲۴۔ آپ خود ہی تو کہتے ہیں۔ کہ خلافتِ علیؓ برحق تھی۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ کیا حضرت معاویہ نے اسے تسلیم کیا۔

۲۵۔ عبد الحکیم والے خط اور تریاق القلوب میں تضاد اور تطبیق والے سوال کا آپ جواب نہیں دے سکے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیوں صاحب سوال حقیقۃ الوحی میں ہو چکا ہے یا نہیں؟ پھر حضرت نے کس کو محکم قرار دیا ہے۔ تریاق کو یا عبد الحکیم والے خط کو۔

۲۶۔ میرے نزدیک تریاق کو محکم قرار دیا ہے۔ تشریح پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

۲۷۔ کسی شخص کو فاسق کہنا آسان بات نہیں۔ درست ہے۔ یہ مولانا محمد علی صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے۔ مگر منکرینِ خلافت انجمن کو کہا نہیں؟ وہ آیت قرآنی کے ماتحت کیا ہیں؟

۲۸۔ گر تو داری خوفِ حق رو بیخ کفرِ خود برار میں "بیخ" کا لفظ تکفیر کی بیماری کے لئے ہے۔

۲۹۔ تفہیمات کے حوالہ کا مطالبہ کا جواب آپ نے سُنا نہیں۔ اور اب آپ اپنے ساتھیوں کے ذریعہ اس دن ہال میں فساد ڈالوانے کی کوشش کرتے رہے ہے۔ تا پبلک پر حقیقت واضح نہ ہو۔ مولانا عمر الدین کا خیال اپنا ہے۔ میں مناظر تھا۔ میرا خیال وہی ہے۔

۳۰۔ کمن کان فاسقًا کی آپ نے یہ کیا تفسیر کی۔ کیا میری تفسیر کو پڑھا بھی ہے۔ خدا کا خوف کیجئے۔ آپ کے اسی جواب کا تو اس میں جواب دے چکا ہوں۔ یہ آپ کی تفسیر نویسی کا اور نمونہ ہے۔ اور نیز اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ نے میرا جواب نہیں پڑھا۔

۳۱۔ خواجہ صاحب نے اگر بفرض محال کہیں لفظ نبی استعمال کیا ہے۔ تو ان معنوں میں جو ریویو کے حوالہ سے درج کر چکا ہوں۔ اگر اس کے خلاف ہے۔ تو مجھ پر حجت نہیں۔

۳۲۔ دوسری بعثت مجددیت کی ہے۔ جس طرح یوشع بن نون کے مقابل ابوبکر صدیق خلیفہ تھے نبی نہ تھے۔

۳۳۔ آپ کے "خلیفۃ المسیح" "مامور نہیں"۔ میں نے تو ادبی لحاظ سے ان کا قول پیش کیا تھا۔ کہ قسم کے الفاظ سے کفر اور اسلام سے خروج ثابت نہیں ہُوا کرتا۔

میرے جواب کو پھر پڑھ لیجئے۔

۳۴۔ مدعی نبوت کے مکذب مومن نہیں۔ مگر حضرت علیہ السلام مدعی مجددیت ہیں۔ آپ کے مکذب اسلام سے خارج نہیں۔

۳۵۔ آپ نے مان لیا۔ کہ ممکن ہے۔ ایڈیٹر نے بطور شرح با مسلمان اللہ۔ بابرہمن رام رام کے الفاظ لکھے ہوں۔ یا نیک۔ ولی اللہ وغیرہ لفظ اپنی طرف سے بڑھائے ہوں۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو آپ نے تحریف کیوں کی۔ اور کیوں اصل خطوط وحدانی کو نقل نہیں کیا۔

۳۶۔ مثنوی مولوی معنوی کا جواب میں نے جو دیا ہے۔ اس کو پھر پڑھیئے۔ اگر مثنوی کا انکار کفر نہیں۔ تو حضرت کے الہام کا انکار بھی کفر نہیں۔

حضرت نے خود فرمایا ہے۔ کہ اگر قرآن بھی دوبارہ نازل ہو۔ تو اس کی وہ حیثیت نہیں

ہوگی۔ جو اصل قرآن کی ہے۔

الہدیٰ ص۳۳ پر ہے۔

"ولیس شان وحی الاولیاء کمثل شان وحی القرآن وان اوحی الیھم کلمۃ من کلمات القرآن"

پس معلوم ہوا۔ کہ اگر وہ بارہ عین قرآن بھی ظاہر ہو۔ تو اس کا انکار کفر نہیں۔

۳۷۔ مسیح کے باپ کے عقیدہ کے متعلق حضرت کہتے ہیں۔ کہ جو کہے خدا "ایسا نہیں کرسکتا" وہ کافر ہے۔ اور کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں۔ یہ دہریوں کا عقیدہ ہے۔

۳۸۔ مولوی محمد الدین صاحب آپ کے مدمقابل نہیں۔ نہ ہی وہ اس بحث میں آپ کے سامنے ہیں۔ ان کا قول مناظرہ میں مجھ پر یا کسی پر حجت نہیں۔ بالخصوص جبکہ وہ آپ کے ہم عقیدہ تھے۔

باقی میں نے عرض کردیا۔ کہ اصولاً وہ بھی آپ کے ہی خلاف ہے۔

۳۹۔ "مکذب، مکفر، متردد" سے مراد متردد فی الاسلام ہے۔ آپ نے یہ کہاں سے نکالا۔ کہ حضرت کے دعوے کو ماننے۔ اگر یہ شرط ہوتی۔ تو فضل حسین کو کس طرح کہہ سکتے تھے۔ کہ اگر یہ کفر کا فتوے واپس لے لیں۔ تو ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا روا سمجھونگا۔ کہاں دعوے کا ماننا شرط قرار دیا ہے۔

۴۰۔ فضل احمد منٹگمری میں مرا۔ وہ اس قابل نہ تھا۔ کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے۔ وہ بُرا بولنے والوں کا ہمنوا اور حضرت کا پکا دشمن تھا۔

۴۱۔ سرسید صاف طور پر حضرت کے نزدیک مکذب تھے۔

۴۲۔ میر عابد علی شاہ صاحب کی گواہی اور میرزا خدابخش صاحب کی گواہی آپ کے مطالبۂ حلف کو پورا کرہی ہے۔ اب آپ نہ مانیں۔ تو آپ کا اختیار ہے۔

۴۳۔ کیا مسلمان را مسلماں باز کردند کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ اسلام سے خارج تھے۔ حالانکہ آپ خود مان چکے ہیں۔ کہ مولانا نورالدین پہلے بھی مسلمان ہی تھے۔ بعد میں کمال واقعی حاصل ہوا۔

۴۴۔ فاسقوں سے ہم بھیک مانگتے ہیں۔ کیا قادیانی جماعت میں فاسق نہیں۔ کونسی جماعت ہے۔ جو اس سے پاک ہے۔ اس کے معنے تو بقول میاں صاحب خرج عن الطاعۃ ہیں۔ پھر یہ شور کیوں؟

پھر آپ کے آخری مطالبات کا جواب یہ ہے۔ کہ

۴۵۔ حضرت نبی نہیں آپ کا منکر کافر نہیں۔ آپ ایک بھی حوالہ نہیں دکھا سکیں گے "چونکہ میں نبی ہوں میرا منکر کافر ہے"۔

۴۶۔ آپ مسیح موعود ہیں۔ اگر لوگ کہدیں۔ کہ مسیح موعود کا منکر کافر نہیں۔ تو حضرت حسب اقرار اُسے قبول کرنے کو تیار ہیں۔ آپ کیوں نہیں کرتے؟

پھر حضرت خود کہتے ہیں۔ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔

۴۷۔ مسلمان نہیں کی تشریح کو آپ نے پڑھا نہیں۔ پہلا پرچہ جو شخص پڑھے گا۔ آپ کے مطالبہ کو غلط سمجھے گا۔

۴۸۔ براہین والے حوالہ کا جواب دے چکا ہوں۔

۴۹۔ مکذب کو ہم کافر قسم دوم مانتے ہیں۔ جو کفر دون کفر کے ماتحت ہے۔ مگر اسلام سے خارج نہیں۔

۵۰۔ مولوی محمد علی صاحب کے حوالجات میرے ذمہ اب نہیں۔ شروع ہی میں ایک جواب کافی و شافی دیدیا ہے۔

۵۱۔ حضرت علیہ السلام کہتے ہیں۔ کہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ قرآن کو چھوڑتا ہے۔ ادھر میاں صاحب کہتے ہیں۔ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ وہ انبیاء کو چھوڑتا ہے۔ کیا جماعت احمدیہ بھی کافر دل کی جماعت ہے۔ ان الفاظ سے کفر اور اسلام سے خروج ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ ورنہ

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآں در زبان پہلوی

کے مطابق مثنوی کا انکار بھی کفر ہوگا۔

۵۲۔ اب میں آپ کے تمام حوالجات و دلائل کے جواب سے بفضلہٖ تعالےٰ فارغ ہو چکا ہوں۔

۵۳۔ میں چند امور اور عرض کروں گا۔ حضرت نے محمد حسین کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ وانی رأیت ھذا الرجل یؤمن بایمانی قبل موتہ ورأیتہ کانہ ترک قول التکفیر" الخ (اشتہار ۴ رمئی ۱۸۹۳ء)

جو بقول رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۹ نمبر ۳ صفحہ ۴۲ اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔ اور اس نے فتویٰ کفر سے رجوع کیا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پھر حضرت کے نزدیک وہ کافر نہ رہا۔ یہاں دعویٰ کا ماننا ضروری نہ تھا۔ میرا خیال ہے۔ کہ آپ بھی رجوع عن التکفیر کے بعد اُسے کافر نہیں گے۔

۵۳۔ حضرت کا ایک فتوےٰ یہ ہے۔

"اگر میت مجہوب الاحوال ہو۔ اور جہری دشمن نہ ہو۔ اس نے کبھی علانیہ تکفیر یا تکذیب نہ کی ہو۔ تو کچھ ڈر نہیں۔ اس کا جنازہ جائز ہے۔ پڑھ لیا جائے۔" (الحکم ۱۷ رجنوری ۱۹۰۷ء)

۵۴۔ پھر فرماتے ہیں۔

"اگر بالجہر مکذب نہ ہو۔ تو اس کا جنازہ بے شک پڑھ لیا جائے۔ کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ علام الغیوب خدا کی ذات ہے۔" (الحکم ۱۴ راپریل ۱۹۰۳ء)

۵۵۔ ردّ تکفیر اہل قبلہ صفحہ ۳۹ کا حوالہ جو آپ نے دیا تھا۔ ہم نے قاصد کے ذریعہ طلب کیا۔ آپ نے نہیں دیا۔

۵۶۔ اب میں دکھاتا ہوں۔ کہ آپ نے اپنے مناظرہ میں کیا کیا غلط بیانیاں کیں۔

(۱) حضرت امیر پر یہ الزام لگایا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ میری رائے پر قوم کی رائے کو قربان کر دو۔ اس کا حوالہ ندارد۔

(۲) میرے اوپر یہ الزام لگایا۔ کہ میں غیر احمدیوں کو مشرک سمجھتا ہوں۔ حوالہ ندارد۔

(۳) حضرت امیر کا حوالہ تحریک احمدیت پیش کیا۔ مگر اس کے آگے کی عبارت ۹۶
نقل نہیں کی۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ محدث کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔

(۴) مولانا نورالدینؓ کا حوالہ دیتے وقت لکھا ہے۔ کہ لاہوری فریق کے لئے خالد بن ولید تیار ہیں۔ حالانکہ وہاں لکھا تھا۔

"یہ خیال چھوڑ دو۔ کہ لاہور کے لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسے کروگے۔ تو خدا مسیلمہ کا سا معاملہ کریگا۔" (دیکھو پرچہ خلافت)

(۵) بدر ۲ ۲ر اپریل ۱۹۱۰ء کا حوالہ دیتے ہوئے ایڈیٹر کے الفاظ کو کمال دانائی سے مسیح موعود کے الفاظ قرار دیا۔ اور پھر مان لیا۔ کہ ہاں یہ تحریف واقعی میں نے کی ہے۔

۵۷۔ اب میں اپنے مطالبات پیش کرتا ہوں۔ جن کا جواب آپ سے نہیں بن پڑا۔

(۱) میں نے کہا تھا۔ ایک مقام سے دکھاؤ۔ کہ میرے دعوے کا انکار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۲) میں نے کہا۔ کہ حضرت کا مقصد تکفیر کو مٹانا تھا۔ آپ تکفیر کر رہے ہیں۔

(۳) حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰ میں کہا۔ کہ کافر صرف مکفرین کو کہا۔

(۴) گورداسپور کی عدالت والا اقرار

(۵) سر فضل حسین والی گفتگو۔

(۶) کیا کسی نبی نے کہا۔ کہ میرا انکار کرنے والا تو کافر نہیں۔ مگر کافر کہنے والا کافر۔

(۷) ڈاکٹر عبدالحکیم کے افترا پر حضرت کا ارشاد۔ اپنے منکر کو گناہگار لکھا۔ اس کا جواب نہیں آیا۔

(۸) اسلام سے خارج ہونا اور احمدیت سے خارج ہونا یکساں نہیں۔ اس پر متعدد حوالے دیئے گئے تھے۔

(۹) نماز اور جنازہ کے متعلق ۸ اراپریل ۱۹۰۲ء کا حوالہ۔ مفتی محمد صادق صاحب کا خط بھڈیار کے احمدیوں کے فیصلہ پر حضرت کا ارشاد کہ درست لکھا تھا ۱۹۰۸ء۔ اور پھر میاں صاحب کا حوالہ (انوار خلافت) کہ ایک خط اور بھی ہے۔ وہ گم کر دیا۔ کوئی جواب قطعاً نہیں دیا۔ جو پڑھے گا دیکھ لیگا۔ کہ آپ نے اس واقعات کی شہادت کو کس طرح تکبر سے ردّ کیا۔

حضرت کا خط بلوچستان والے خط کے جواب میں ۱۹۰۲ء والا

(۱۰) مکہ میں خود میاں صاحب کی نماز پڑھنا۔ آپ نے تسلیم کر لیا۔

(۱۱) جو فتویٰ باقی مجددین کے منکرین پر وہی مسیح موعود کے منکرین پر۔ تحفہ گولڑویہ کے حوالہ سے ثابت کیا گیا۔

(۱۲) حقیقۃ الوحی صـ۱۱۱ کے حوالہ کا جواب نہیں دیا۔ کہ کلمہ طیبہ اسلام کا خلاصہ ہے

(۱۳) پیر غلام فرید صاحب چاچڑاں والے کے متعلق میرے سوالات کا جواب نہیں دیا

(۱۴) عبدالحکیم والے خط اور تریاق القلوب میں تضاد ہے یا تطابق۔ کوئی جواب نہیں

(۱۵) وجہ تکفیر کفر کافر ہے نہ انکار دعوے۔ کوئی جواب نہیں۔

(۱۶) فمن کان مومنا کمن کان فاسقا والی تفسیر (یاد رکھیئے۔ آپ مفسر ہونے کے مدعی ہیں)

(۱۷) امتی نبی کا منکر کیا ہے۔ کچھ جواب نہیں دیا۔ حالانکہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی کا منکر ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے کافر ہوگا۔ گویا مسلمان ہی ہے۔

(۱۸) فضل احمد کے جنازہ کے متعلق میرے اعتراض کا جواب نہیں دیا۔

(۱۹) سرسید کے متعلق میرے اعتراض کو درست مان لیا۔

(۲۰) میر حامد علی شاہ صاحب اور میرزا خدا بخش صاحب کی گواہی کو ردّ نہیں کر سکے۔

(۲۱) خود مان گئے۔ کہ منکر نام کے مسلمان ہیں۔ مگر میں نے یہ کہا۔ کہ کیا کسی نبی کے منکر نام کے مسلمان بھی ہوتے ہیں؟ وہ تو نام کے بھی کافر ہوتے ہیں۔ تو ساری علمیت ختم ہوگئی

(۲۲) چودور خسروی آغاز کردند کا کوئی جواب نہیں دیا۔

(۲۳) پادری سکاٹ سے گفتگو والے حوالہ کو دیکھا تک نہیں۔

(۲۴) میں نے کہا کہ حضرت مباہلہ کرنے والوں کو بھی کافر نہیں کہتے۔ جب تک کافر نہ کہیں کوئی جواب نہیں دیا۔

(۲۵) میں نے کہا۔ تبلیغ اور تکفیر دونوں دوش بدوش نہیں جاسکتیں۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے حج کے متعلق فتوے نقل کیا تھا۔ کہ ۱۹۰۷ء میں حج پر غیر احمدی امام کے پیچھے نماز کی اجازت دی۔ کوئی جواب نہیں دیا۔

(۲۶) میں نے کہا۔ جب خود حضرت پر فتوے لگا۔ تو آپ نے کہا کہ کلمہ گو کو کافر نہ کہو۔ کیا یہی الفاظ غیر احمدی نہیں کہہ سکتا۔ کچھ جواب نہیں دیا۔

(۲۷) حکیم فضل الدین۔ مولانا نور الدین۔ حضرت امیر ایدہ اللہ وغیرہ کی تحریریں خلاف اصول پیش کردی گئیں۔ مگر جب میں نے ان پر تنقید کی۔ تو کوئی جواب نہیں دیا۔

۵۸۔ منہاج نبوت کے متعلق ایک حوالہ یاد رکھیئے۔ شاید آپ کو کسی وقت کام آئے۔ حضرت فرماتے ہیں:-

"اگر ہم سے کوئی اجتہادی غلطی ہو بھی تو وہ سنت انبیاء ہے"۔ (تریاق ص۱ حاشیہ)

یہ بقول آپ کے اس زمانہ کی کتاب ہے۔ جب نبی نہ تھے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ غیر نبی بھی منہاج نبوت پر آتا ہے۔ (یعنی مجدد) پس منہاج نبوت پر آنے سے لازم نہیں آتا۔ کہ اس کا منکر کافر ہے۔ یا وہ مدعی نبی ہے۔

۵۹۔ اگر غیر احمدی کافر تھے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ حضرت ان سے بیعت لیتے وقت رجسٹر پر یہ نہ لکھواتے۔ کہ "رجسٹر بیعت کنندگان برائے تقوے و طہارت"۔ بلکہ یہ لکھواتے۔ کہ "رجسٹر برائے نومسلمین"

۶۰ پھر اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کیلئے آتا تھا تو پہلے اس کی بیعت نہ لیتے تھے۔ بلکہ اسکو کلمہ پڑھواتے تھے۔ پھر کبھی اسکی خواہش ہوتی تو بیعت کرتا۔ معلوم ہوا اسلام میں داخل ہونا اور ہے اور احمدیت میں داخل ہونا اور امر ہے

اب غالباً آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ جب منکر کافر دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ تو آپ کے متعلق ثابت ہوگیا۔ کہ وہ نبی بھی

نہیں۔ کیونکہ وہ نبی ہی کیا ہوا جس کا منکر کافر نہ ہو۔

(۶۱) جب ثابت ہوگیا۔ کہ آپ نبی نہیں۔ تو وہ خلافت جسے آپ

"علیٰ منہاج النبوۃ"

کہکر جھوم رہے تھے۔ اُڑ گئی۔ اور مسئلہ خلافت بھی حل ہوگیا۔

۶۲۔ اور جب یہ ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت کے عقائد موجودہ قادیانی مذہب اور ان کے خلیفہ کے خلاف ہیں۔ اور کہ خلیفہ صاحب صریح طور پر حضرت کے خلاف چل رہے ہیں۔ تو ثابت ہوگیا۔ کہ خلیفہ صاحب مصلح موعود بھی نہیں ہو سکتے۔ پس اس مسئلہ کے حل ہونے سے تمام مسائل کا آخری اور قطعی فیصلہ ہوجاتا ہے۔ فما ذا بعد الحق الا الضلال۔

میں اب آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر آپ واقعی یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کلمہ طیبہ کا اقرار سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا نام آج کسی کو مسلمان نہیں کرسکتا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپ پانچ وقت لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے اپنی اذانوں میں کلمۂ شہادت کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ کلمہ تو بقول آپ کے منسوخ ہے جب یہ مسلمان نہیں کرسکتا۔ تو اس کو پڑھنے کا کیا فائدہ ہے۔

۶۳۔ آپ یاد رکھیئے۔ کہ حضرت نے صاف طور پر فرمادیا ہے۔

"اس وقت مسلمان اسلمنا میں تو بے شک داخل ہیں۔ مگر آمنّا کی ذیل میں نہیں۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک نور ساتھ ہو۔" (حوالہ پرچہ اول)

معلوم ہوا۔ کہ مسلمان سب ہیں۔ باقی رہا نور تو اس کے متعلق تو یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ قادیانی ہونا ہی اس امر کا مستلزم نہیں۔ کہ کسی کے ساتھ نور ہوجائے۔

۶۴۔ آپ حضرت کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ اتخرجون اھل قبلتکم عن دینکم ولاتخافون کیا تم اپنے اہل قبلہ کو دین سے خارج کرتے ہو۔ اور خدا کا خوف نہیں کرتے۔

خدا کے لئے بتایئے۔ کیا مکفرین پہلے کم تھے؟

آہ! علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

دین حق از کافری رسوا تر است
زانکہ ملّا مومن کافر گر است

کار کافر فکر تدبیرِ جہاد

کارِ ملاّ فی سبیل اللہ فساد

آپ بھی فی سبیل اللہ فساد مچا رہے ہیں۔ آپ محمد رسول اللہ صلعم کے نام لیواؤں کو جو ساٹھ کروڑ افراد پر مشتمل ہیں۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے رہے ہیں۔ خدارا غور کیجئے آپ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن کیا جواب دیں گے۔ خدارا سوچئے۔ آپ کا اس وقت یہی جواب تو ہوگا۔ کہ اے حضورؐ! ہم نے آپ کے دین کی بڑی خدمت کی۔ اور بڑی ہی تبلیغ کی جس قدر لوگ تیرے نام لینے والے تھے۔ سب کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ اس لئے ہماری شفاعت فرمائیے۔ وہاں سے آپ کو کیا جواب ملے گا۔ سوچ لیجئے۔

۶۵۔ پھر میری یہ درخواست ہے۔ حضرت کے الفاظ پر غور فرمائیے۔

"خدا سے شرماؤ۔ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تکفیر کا مت دکھلاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں۔ تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ۔ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔ اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں۔ تو اپنی ہی تحریرات مطبوعہ کو نظر غور سے دیکھو۔ اور فتنہ انگیز تکفیروں سے باز آؤ۔ (ازالہ ص۵۹۶)

پس میں بالآخر آپ سے یہی التماس کرونگا۔ کہ آپ علیحدہ بیٹھکر بالکل الگ ہو کر ان مسائل پر غور کیجئے۔ خدا تعالےٰ شاید آپ کو ہدایت دے دے اور اس قادیان کے مکفرین کی فہرست سے آپ کا نام خارج کر دے۔

حضرت نے آپ لوگوں کے لئے ہی نصیحت کی ہے۔ کہ

کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام اے اخی

گر تو داری خوفِ حق رو ہیچ کفرِ خود برار

۶۶۔ آپ کا اور میرا مناظرہ اب ختم ہو رہا ہے۔ صرف چند منٹ باقی ہیں۔ اور سب مانتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے پرچہ اول کے شروع میں ہی آپ سے ایک مطالبہ کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے انکار کرنے والے کے متعلق بتاؤ۔ کہ کہیں لکھا ہے۔ کہ وہ کافر اور دائرہ

اسلام سے خارج ہے۔ میں نے ابتدا میں ہی حضرت کا صریح ارشاد نقل کیا تھا۔ میں قارئین وناظرین سے بھی التماس کروں گا۔ کہ چونکہ بحث اس امر پر ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے انکار سے کوئی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا ہے؟ اس لئے تمام امور سے قطع نظر کر کے صرف اس کی حقیقت پر ہی غور کریں۔

میں نے پہلے پرچہ میں ہی حضرت کا ارشاد نقل کر دیا تھا کہ

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب صـ۱۳۰)

اور اس کے خلاف ایک ہی حوالہ کا مطالبہ کیا تھا۔ مگر میرے دوست مولوی اللہ دتا صاحب آخر دم تک اس سے عاجز رہے۔ اب صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر انکے پاس ایسا ایک بھی حوالہ ہوتا۔ تو یقیناً انکے لئے اس مناظرہ سے زیادہ اچھا موقع نہ تھا۔ مگر انہوں نے آخری وقت تک کوئی جواب نہ دیکر بتا دیا۔ کہ انکے پاس کوئی ایسا حوالہ نہیں۔ میں نے پہلے پرچہ میں بھی کہا دوسرے پرچہ میں بھی میں نے کہا تھا۔ کہ لوگ پرچہ کے بعد پرچہ سنیں گے۔ مگر اس مطالبہ سے عہدہ برآ ہوتا مولوی اللہ دتا صاحب کو نہ دیکھینگے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ پس آخری دم تک اس امر سے مولوی صاحب کا عجز ثابت کرتا ہے۔ کہ مولوی صاحب حقیقتاً بالکل غلطی پر ہیں۔ انکے عقائد خلاف مسیح موعود ہیں۔ حضرت کی کتابوں میں ایک جگہ بھی نہیں لکھا۔ کہ میرے دعوے سے انکار کرنیوالے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیانی مذہب بالکل باطل ہے۔ اب میں کہتا ہوں ؎

صفِ اعداء کو کیا ہم نے بحجت پامال ٭ سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

یہ اسلئے کہ آپکے معاونین ایک پوری جماعت کے رنگ میں تھے۔ اور میں اکیلا تھا۔ مگر آپ سب کے میرے مقابلہ میں قلم ٹوٹ گئے۔ اب میں کہتا ہوں۔ خدارا غور سے سنو! حضرت فرماتے ہیں:۔ "ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کیوجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔"

جن کے کان ہیں سنیں اور جن کی آنکھیں ہیں دیکھیں ٭ والسلام

اختر حسین گیلانی مناظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۶ ۶/۳۷

خاکسار عنایت اللہ نگران از طرف جماعت احمدیہ راولپنڈی ۲۶ ۶/۳۷

عمر الدین احمدی پریزیڈنٹ مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی ۲۶ ۶/۳۷

قاضی محمد نذیر لائلپوری پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ۔ راولپنڈی۔